نور العین

المعروف بہ

مصحف بیدم

شبیہ

مولیٰنا بیدم شاہ وارثی مدظلہ عالی

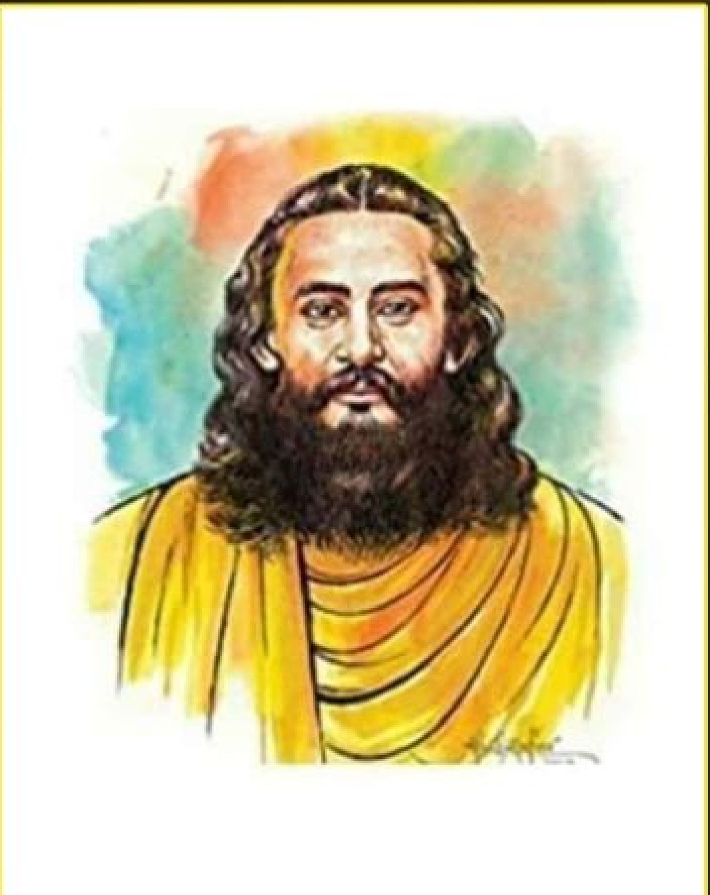

Scanned with CamScanner

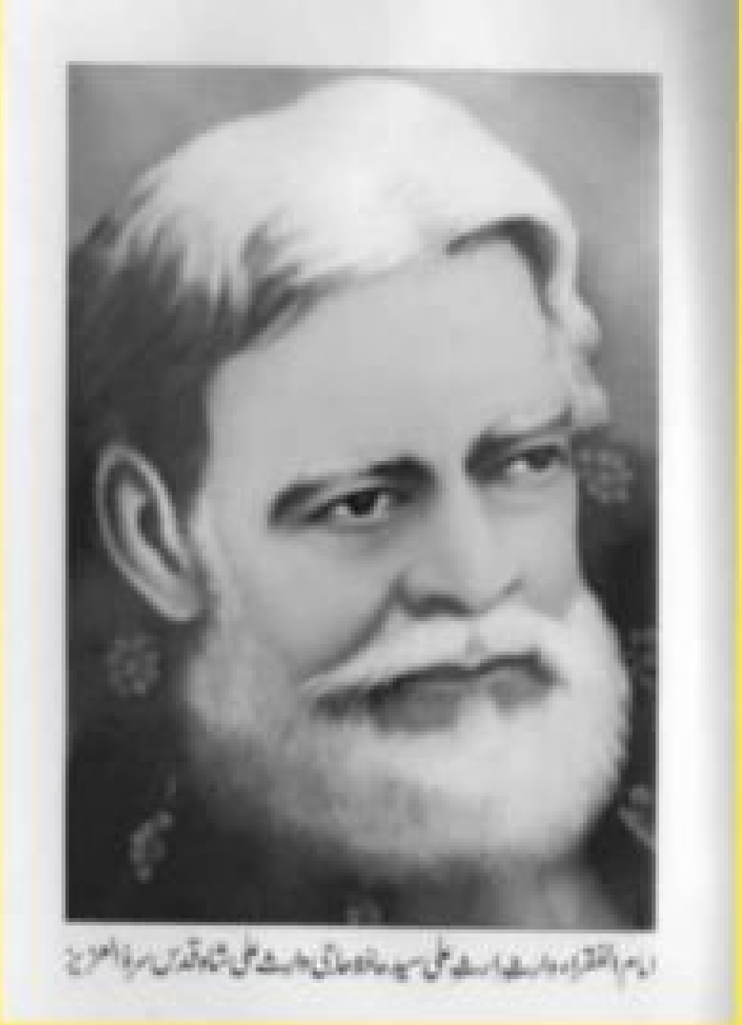

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمت
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمت اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسٹار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے نوہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں شکریہ

Scanned with CamScanner

نورالعین

المعروف بہ

مصحف بیدم

شبیہ

حضرت مولینا بیدم وارثی مدظلہ

Scanned with CamScanner

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

نُورُ العَین

معروف بہ

مصحفِ بیدم

از تصنیف

محبوب العارفین - سراج الشعراء لسان الطریقت

حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب بیدم وارثی مرحوم دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

ملنے کا پتہ

شیخ عطا محمد - لاہور

Scanned with CamScanner

پیشکش

ز بادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ

گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ من است

میں اپنی مخلصانہ ارادت و عقیدتمندی کی بنا پر اس رسالہ نور العین
معروف بہ مصحفِ بیدم کو اپنے سرکار شاہنشاہِ عرش بارگاہ حضور امام الاولیاء
حضرت سیدنا وارث پاک نور اللہ ضریحہ کے خدامِ آستانۂ عالیہ
کی خدمت میں باامیدِ قبولیت پیش کرتا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محتاجِ کرم

فقیر بیدم وارثی

۷۸۶

دیباچہ

از خامۂ حقیقت نگار محسن الملت مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ

کلام بیدم

حضرت بیدم وارثی کے کلام کو اُردو زبان اور صنفی بیان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو عہدِ آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو اپنے عصر کے فقراء و مشائخ پر حاصل تھی مثنوی مولانا روم کی نسبت یہ کہنا حق ہو کہ ہست قرآں در زبانِ پہلوی اسی طرح کلام بیدم کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہست سبحانی زبان پوربی حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سنا فرمایا کرتے تھے کہ استہ بجکی صدا اپنی بزبان پوربی تھی اور ان کے خانہ زاد حسن نظامی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی بنیاد عشق حقیقی کے اذکار حضرت حاجی صاحب قبلہ نے ڈالی اور کلام بیدم میں اس اذکار کا اصل روپ سمایا ہوا نظر آتا ہے۔

آئندہ زمانہ میں اُردو زبان بحیثیت زبان کے خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اور میر، غالب، ذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کر جائیں گے کہ وہ اردو شاعری کے مقتدر سردار تھے لیکن کلام بیدم سے عشق بیدم اور عشق حقانی کا پیمانہ فوقیت لے جائے گا اس لیے میں کلام بیدم کا وجود کائنات میں بطور خیر مقدم کرتا ہوں۔ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بیدم تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفصیل و تشریح ہے۔ اور جب تک آئندہ کے دم میں باقی ہے کلام بیدم ہمیشہ باقی رہے گا۔

(حسن نظامی دہلوی)

تقریظ از قلم معجز رقم رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری

رزاقی القادری فرنگی محل لکھنؤ

غالباً یہ ۱۹۱۲ء کی بات ہے کہ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ نبوی کی اسکیم کا خاکہ مکمل کر کے اعیان شہر کو ندوۃ العلماء کی قدیم عمارت میں مدعو فرمایا اور اپنے اس مبارک و مقدس خیال کی تفصیل سے پیش کر کے قطعہ ذیل ایک عجیب پر کیف لحن میں پڑھا تھا جبکہ پڑھنے والے کی سفید نورانی ریش مبارک کے ساتھ میرے ایسے بچے انسان کی بھی آنکھیں پر نم تھیں علامہ مرحوم نے فرمایا تھا

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی ۔۔۔ مجھے چندے مقیم آستان غیر ہونا تھا!

مگر اب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبر خاتم ۔۔۔ خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

رب الارواح نے اٹھا لیا اس کے بعد بھی سال کے اندر اس مداح کا خاتمہ بالخیر کیا لیکن یہی جی عزم قوم ہمارے مخدوم و محترم حضرت سید محمد شاہ صاحب رزاقی مدظلہ کے پہلے اپنی خوش ذوقیات کے ساتھ قائم و برقرار رکھے مگر کیا حقیقت نہیں کہ ہمارے مخدوم بھی چندے آستان غیر پر مقیم رہے اور اب بھی جالی مبارک کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجف اشرف میں کاسۂ گدائی لئے اس سے طالب مشکل کشائی ہوتے ہیں جو روزِ ازل سے مشکل کشائی و عطا کر دیا گیا تھا اور کبھی اس دین محمد کو نیا کر دینے والے گیلانی حسنی و حسینی سے حیات سرمدی مانگتے ہیں جس کے آستانِ پاک کے قندیل میں خالق السموات والارض نے حیات بخشی و صحت معنوی کی تاثیر رکھی ہے اور اکثر تو آنکی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قصیدہ خوانی کرتے ہیں جو انہی کی طرح لاکھوں انسانوں کے عقیدے میں نبی و علی آقا کے بغداد و سید بالسیہ علیہما وعلی ابائھم الصلوٰۃ والسلام کا وارث روحانی تھا غرض ہمارے مخدوم حضرت سید صاحب نے ترک شغل آخر شب گھر بار خال سنہا اور نعت کشمیر چھوڑ کر برسوں سے اپنے تمام قصائد و غزلیات اور شعر نیاز بکھر کر خیال کا دستان نعل شاہد

مدینہ حضور رحمۃ للعالمین اور ان کی رحمت کاملہ سے حقیقتاً فریاد لئے غزالات تغزل گو نیاز کیا ہے۔ اسی لئے اس حامی عصر، فرزدق وقت اور محسن زمانہ کے کلام کے بدولت نہ صرف ہمارے امراء کی محفلیں گرماتی ہیں۔ بلکہ سچ یہ کہ ہمارے ایسے سرد دل بھی ہنگامی رہ پر بھی مگر ایک گرمی محبت محسوس کرتے ہیں روتے ہیں۔ متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس جذبہ کو پالیتے ہیں۔ جو چشتیت کی روح بلکہ حاصل حیات مستعار ہے۔

بدقسمتی سے فقیر راقم الحروف کو خود ملک کے اس مایۂ ناز شاعر کے زبان مبارک سے آپکے کلام بلاغت التیام سننے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ لیکن سنی ہوں۔ اس نے بہت بار قوالی کی طرب انگیز محفلوں میں جناب محترم کی نعتیں غزلیں اور ٹھمریاں اور وہ کلام جو حضرت سلطان الاولیاء اور سرکار بغداد رضی اللہ عنہما کی شان اقدس اطہر میں آپ نے فرمایا سنا ہے اور لطف کے ساتھ سنا ہے۔ اس لئے گنہگار بے بضاعت کم مایۂ انبساط معانی ہے کہ آپکا کلام عنقریب یکجا ہوکر طبع ہونے والا ہے غالباً ہمارے محترم دور حاضر حقیقت شناس صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس لئے خود اپنی ذات کو بیدم بنانے کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لاکھوں دل والوں کو بیدم بنادیں۔ بہتر ہے ع سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی۔ فقیر دلی مسرت کے ساتھ بیدم کر دینے والے کلام بیدم کا پورے شوق سے معانی منتظر اور دم بدم دعا کرتا ہے کہ عشاق و ارباب حقیقت کا یہ بیدم جلد منصۂ شہود پہ آئے اور ہمارے ایسے مردہ دلوں کی محفلوں کو دم آخر تک گرم و بحال رکھے۔

فقیر شہید انصاری رزاقی و قادری

تقریظ از کامل الفن نقادِ سخن حضرت علامہ نجود صاحب مہانی ایم۔ اے۔
پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ!

حضرت بیدم وارثی دنیائے شاعری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کے دلآویز نغمے فضائے ہند میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ کے کلام فصاحت التزام و بلاغت انعام نے ہمیشہ اہلِ ذوق کو گوش بر آواز پایا۔ آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت سوز و گداز و اثر ہے جس کا راز یہ ہے کہ آپ جگ بیتی کمتر اور آپ بیتی بیشتر کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ وہی کہتے ہیں جو آپ کا دل کہتا ہے اور دل کی زبان کا اثر کچھ اہلِ دل ہی جانتے ہیں آپکی خوشگوئی و مضمون آفرینی و نکتہ سرائی کا اعتراف ان دقیقہ سنجوں کو ہے جن کی نکتہ رسی یہاں تک پہنچتی ہے آپ طرقِ راسخہ شعرائے یگانہ فن ہیں۔ اور آجکل کے مضامین سرد و بے ہنگام سے آپ کا سازِ طبیعت خالی ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ آپ ہر رنگ پر قادر ہیں مگر مضامینِ تصوف و معتقدات سے آپ کا دیوان مالا مال ہے معرفت کے اسرار ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ دل مزے لیتا ہے روح وجد کرتی ہے آپکے اشعار صدق و صفا کے آئینہ دار اور مہر و وفا کے گنجینہ دار ہیں۔ خیالات کی بلندی مضامین کی ندرت طرزِ ادا کی جدت آپ کا دم بھرتی ہے۔ نئی ترکیبوں کے ابداع پر قدرت ہے۔ آپ کے عاشقانہ سوز و گداز و درد و اثر سے لبریز ہیں۔ اشعار عارفانہ میں آپ کی فکر لامکاں سیر ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو

ہنستے تھے وصل میں یہ رو دیا دیر سے ساتھ
یاد آتے ہیں دیکھ کے دید اور دید مجھے

پہلا مصرعہ کیفیت انبساطِ دل کا لاجواب مرقع ہے تو دوسرا مصرعہ انقباضِ دل کی بہترین تصویر چشم بد دور دونوں مصرعے برابر کے ہیں اس کا یقین عشق و ہجر و وصال کی تصویر کا پردہ۔ وصل یار میں دنیا کا بہشت بہار بن جانا فراقِ یار میں عالم کا تیرہ و تار ہو جانا۔ آنجو ابھر کے

Scanned with CamScanner

ظاہر ہوتا ہے۔ ہنسنے اور رونے کا تقابل اس برجستگی سے ہوا ہے کہ تصنع کی چھاؤں بھی نظر نہیں آتی

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں ۔۔۔ کبھی پیمانہ شیشے سے کبھی شیشے سے پیمانہ

رندانہ مذاق میں قابلِ داد شعر ہے توبہ ٹوٹ چکی برابر شراب چھلک رہی ہے۔ رند عالمِ سرور میں شیشہ و پیمانہ کے ملنے پر سمجھ رہا ہے۔ کہ توبہ کے ٹوٹنے پر عید منائی جا رہی ہے۔ جھک جھک کے ملتے ہیں یہ ایسے الفاظ رکھ دیئے ہیں کہ بیان واقعہ نظر آنے لگا ہے

یہ نہیں معلوم کہ کوئی زینتِ آغوش ہے ۔۔۔ بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

محویتِ عاشق کی کتنی کیف انگیز تصویر ہے اسلئے کہ جب یہ جان جاتی ہو وہ ہمکنار ہے مگر خیالِ عاشق ہے کہ عالمِ تصور کے مناظر میں محو ہو رہا ہے ہجر و وصال میں امتیاز نہیں لطف یہ ہے کہ یہ کیف کسی تماشائی کی زبان سے ادا کی گئی ہے اگر خود عاشق ہی بات اپنی زبان سے کہتا تو محویت کا لاجواب طلسم ٹوٹے بغیر نہ رہتا۔ رہی زبان کی دلکشی بیان کی صفائی الفاظ کی برجستگی اس کا بے نیازِ توصیف ہونا ظاہر ہے۔ اشعار مندرجہ ذیل تصوف کی جان ہیں

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے ۔۔۔ پھر ہوا کیا اور دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

اس کے حریمِ ناز میں عشق نے خود کو دخل کیا ۔۔۔ جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہاں راز ہو

تیری گلی میں پا کے جا جائے کہاں ترا گدا ۔۔۔ کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی ۔۔۔ مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

مختصر یہ کہ کلامِ بیدم شاعری کے لئے مایۂ ناز سرمایۂ استغنا ہے۔ حکیم حقیقی اسے وہ حسن قبول عطا فرمائے۔ جو اربابِ محبت کی تمنا ہے

خاکسار۔ بیخود موہانی

۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء

تقریظ سخن از سخنور یکتا لسان الحقیقت حضرت مولانا سید افقر صاحب موہانی

وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

چہ خجستہ صبح دمے کہ زاں گل نو رسم خبرے رسد   ز نسیم جعد معنبرش بمشام جاں اثرے رسد

شاعری کا معیار اس جذبۂ لطیف پر ہے جو فطری طور پر ہر اہل ذوق کے دل میں بمراتب مختلف اوقات میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ دل کا تعلق احساس سے اور احساس البتہ کیفیت و درد سے ہے۔ اس لئے کسی شاعر کا معیار سخن صحیح معنوں میں حد احساس کے کسی حال میں علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس احساس و درد کو اگر شاعری سے لگاؤ نہیں۔ تو وہ شاعری نہیں۔ بلکہ اس کی ہوس یا آرزو ہے۔ اخی الطریقت حضرت سراج الشعراء لسان الطریقت بیدم شاہ وارثی اٹاوی کے جواہر افکار بیشتر انہیں کیفیات و احساسات کے حامل ہوتے ہیں جن کا تذکرہ عبارت بالا میں کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ سننے والے پر بے ساختہ وہی کیفیت طاری ہوتی ہے جو کہنے والے نے متاثر ہو کر نظم کی ہے۔ میں موصوف کے کلام کو ایک عرصہ دراز سے اسی رنگ تاثیر میں ڈوبا ہوا سنتا چلا آ رہا ہوں۔ اس کے ساتھ علم کلام اور علم بیان کی دوسری صفات محمودہ۔ محاکات۔ ترنم۔ واردات۔ آمد۔ ندرت۔ رنگینی وغیرہ غرضیکہ دیگر محاسن سخن جو کسی شاعر کے کلام کو علاوہ مقبول عام بنانے کے اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی بھی بالالتزام جھلک ہر موقع پر نظر آتی ہے۔ اور اس سے شاعر کے تبحر علمی اور مشق کلام نیز طبیعت کی رسائی کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے معائب بھی لازمۂ کلام ہیں۔ لیکن وہ اسی حد تک نظر انداز کئے جا سکتے ہیں جس قدر الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا تعلق ہے چنانچہ یہاں بھی وہی حال ہے شاہ صاحب موصوف کا کلام مختلف اصناف سخن پر محمل ہے اور ہر صنف میں تشنگی پوری

Scanned with CamScanner

پوری تصویر نظر آتی ہے یعنی جہاں جس قسم کی مصوری کا ربط معنی مضمون کی گہرائی کو تقاضائے سخن کہتے ہیں۔ سلسلۂ آتش مرحوم میں مولینا شاد اکبر آبادی ممتاز شاعر گزرے ہیں آپکو انہیں سے فیض سخن اور شرف تلمذ حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ آپکے کلام میں آتش مرحوم کی سی کیفیات بھی ہیں اور احساس تغزل اور سوز و گداز کی چاشنی نمایاں نظر آتی ہے کلام بیدم کی غیر معمولی مقبولیت و شہرت کا سبب اخباری پروپیگنڈا یا احباب تلامذہ کی عقیدتمندی نہیں بلکہ انکے کلام کا اس قدر مشہور و مقبول ہو جانا محض کلام کی فطرت بیانی اور جذبات کی حقیقت نگاری ہے سننے والے نے خواہ کسی مطرب خوش نوا سے سنا یا کسی اخبار و رسالہ میں چھپا دیکھا گرویدہ ہو گیا۔ نہیں معلوم کتنے ارباب ذوق تو ایسے ہیں جو بیدم شاہ صاحب کے محض نام کے شیدائی ہیں۔ اور جنہوں نے کبھی موصوف کو دیکھا بھی نہیں۔ صرف انکے کلام سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بیدم کے کلام کا طرۂ امتیاز نہ انکی مرشدانہ شخصیت ہے نہ انکے احباب و معتقدین کی کثرت بلکہ صرف اُن کا طرز بیان اور انداز سخن جس میں جدت ندرت، سوز و گداز اور عجز و نیاز کا کچھ ایسا رنگ ہوتا ہے جو فوری اپنی طرف اہل ذوق کو کھینچ لیتا ہے۔ حقائق و معارف کی ترجمانی تغزل کا التزام تصوف کی چاشنی اور نکات اور معاملات کی تشریح تخیلات کی تعبیر ایسے مناسب اور صحیح طریقہ سے ادا کی جاتی ہے جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں مجھکو ضرورت نہیں کلام خود کلیم کی تفسیر ہے دیکھنے والے سب کچھ پا لینگے یہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنا مجھ ایسے بے بضاعت کا کام نہیں۔ قصد تھا کہ کوئی قطعہ تاریخ طبع دیوان کا پیش کرتا مگر بوجہ پریشانی خاطر کا کیہ بھی نہ ہو سکا دعا ہے کہ قادر مطلق اس دیوان کو مقبول انام و خواص اور حضرت بیدم شاہ صاحب مدظلہ بادہ وحدت پیمانۂ دولت تمکین کے مذاق سخن کے زمزمہ میں جلوہ افروز نظر آئیں۔

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

فقیر احقر مرزا غنی وارثی عفا عنہ مالک و مدیر جام جہاں نما کلکتہ

تقریظ و تعارف از نقاشِ معانی حضرتِ علامہ حکیم ابوالعلا صاحب ناطق لکھنوی

تصوف کے معروف اور عام مسائل مجالسِ شعر میں تعارف کے محتاج نہیں رہے۔ باطنیاتِ خصوصی ان کے لئے زبانِ اظہار کہاں؟

رموزِ باطنی لامحدود، غیر متعین اور ذخیرۂ الفاظ تعینات کی ایک فرہنگ وجدانیات گویا حواسِ باطنی کے نفسیات ہیں۔ اور زبان و ادب معاملاتِ ظاہری کے اسباب، دونوں کے دو عالم جدا جدا ہیں۔ ان میں باہمی ربط ضبط ہے بھی اور نہیں بھی ہے

کیونکر اسے صفاتِ روحانی نہیں ظاہر کروں
عالمِ باطن کے لوگوں کی زباں کوئی نہیں

ہر باطن کے لئے ظاہر ہر منزل کے لئے راہ، ہر نور کے لئے حجاب اور ہر حقیقت کے لئے مظہر ضرور ہوتا ہے۔ مگر جو باتیں ظہور میں آئیں پھر وہ باطن ہی ظاہر ہے جس منزل تک رسائی ہو جائے پھر وہ منزل بھی راستہ ہے جس نور کا حجاب رفع ہو جائے پھر وہ نور بھی حجاب ہے

جسے منزل سمجھتا ہوں وہ پھر منزل نہیں رہتی
حجاب و نور کا یہ سلسلہ یارب کہاں تک ہے

ہر لفظ ایک معنی رکھتا ہے ہر معنی ایک مطلب، ہر مطلب ایک مفہوم رکھتا ہے ہر مفہوم ایک نتیجہ، غرضیکہ ہر ذرہ ایک سلسلہ لاانتہائی زنجیر کی کڑی ہے۔ مگر کسی ذرے کی حقیقت کا انکشاف ناممکن۔ اگر ہر ذرہ ذرہ نہ رہے، نقطہ کی جگہ متعین ہو۔ تو نقطہ نہ رہے قطرے کو حل کیجئے۔ تو پھر قطرہ کہاں، گو حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت بغیر ظاہر ہوئے بھی نہیں رہتی۔ نرگس کی پنکھڑی کیمیاوی تشریح میں برباد

ہو جاتی ہے۔ مگر جب اپنے آپ کو شاعر کے سپرد کر دیتی ہے۔ زلیخرِ خاک میں
مے اپنی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے۔ حقیقت صوفی کے دل میں
جا کر پوشیدہ رہتی ہے۔ اور پناہ لیتی ہے۔ تاکہ اُسے کسی کا ہاتھ بے نقاب نہ
کر سکے۔ مگر شاعر اس کے کلیجے میں ہاتھ ڈال کے باہر نکال لیتا ہے اکثر وہ اس
ظالم سے بال بال بچ جاتی ہے۔ بلائے بے درمان وہ شاعر ہے۔ جو صوفی بھی ہو
جیسے بیدم شاہ کا دم۔ ایک ایک سانس میں نفسِ آفاق کا پورا دائرہ بناتا ہے ایک
ایک لفظ سے معنی کی تصویر کھینچتا ہے۔ تصویروں میں جان ڈالتا ہے۔ حقیقت
کو بیان کرتا ہے۔ اور پھر حقیقت حقیقت ہی رہتی ہے۔ بال کی کھال کھینچتا ہے
اور پھر بال بال میں موتی پروتا ہے۔ جو صوفی محض صوفی ہوتا ہے۔ وہ قال کو حال
میں لاتا ہے۔ مگر جب صوفی شاعر بھی ہوتا ہے۔ تو وہ حال کو قال میں لاتا ہے
گونگے کے خواب کی تعبیر دینا اس کی عبادت ہے۔ روح کا تار جنتری
میں کھینچنا اس کی صنعت ہے۔

حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی حقائق و معارف کے جس قدر آشنائے
راز ہیں۔ نہ جاننے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر اظہار معارف و حقائق پر اُن کو
جیسی اور جتنی قدرت ہے۔ اس حقیقت کا عرفان بہت کم لوگوں کو ہے۔

ناطق

تقریظ از مصور جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب قزلباش

صدر انجمن بہارستان ادب لکھنؤ

حضرت بیدم شاہ وارثی کی ادبی اہمیت و شہرت سے کون ادیب ہے جو واقف نہیں۔ ادبی قوت جاذبہ کے علاوہ آپ میں اخلاق و تواضع کا ہر دلعزیز اور دلکش جوہر بھی موجود ہے مجھ کو ایک مدت مدید سے شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے اور میں عرصۂ دراز سے آپکے ادب و اخلاق کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں چنانچہ اکثر آپ کے حرکات و سکنات آپ کے تکملۂ نفس کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ آپکی قوت شعری اور کلام میں جب حقیقت کے لمعات سے اہل بصیرت ہی کی آنکھیں منور و مستفیض ہوسکتی ہیں یہ تجلیاں وہی دیکھے جس کے تار نظر میں بجلی کی قوت جاذبہ موجود ہو آپ کے اشعار آثار فطرت اور انکشاف حقیقت کی رنگا رنگ تصویریں ہیں اور آپ کا قلم جادو رقم احساس روحانی کا سچا مصور۔ مجھ کو مسرت بالائے مسرت ہے کہ پھر آپ کے نادر و نایاب کلام کا ایک مجموعہ بہ تسمیہ نور العین جدید طبع سے آراستہ ہوا ہے۔

یہ نور العین ایسے ایسے حقائق و معارف کا گنجینہ ہے۔ جس کی ضیا سے آنکھوں کے ساتھ دل بھی روشن ہوتا ہے۔ آپ کا ہر شعر صفائی خیال کا ایک ضوفشاں آئینہ ہے۔ اور آپ کی قوت تخیل عام فضائے شاعری سے کہیں زیادہ بلندی میں مشق پرواز کرتی ہے۔ نور العین کے اوراق گلشن تعلیم روحانیت کے سرسبز پتے ہیں۔ خدا انہیں ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے۔ فقط۔

فقیر متین عفی عنہ

Scanned with CamScanner

تقریظ از افصح الفصحا حضرت مولانا شفق صاحب عماد پوری صوبہ بہار!

کہنے والے کہتے ہیں۔ قال اور ہے حال اور مجاز اور ہے حقیقت اور شاعر حسن مجازی کا گاہک عارف حسن حقیقی کا خریدار۔ یہ دیوانہ وہ ہوشیار۔ یہ دلدادہ وہ جاں نثار کچھ ہو۔ فدائی ہیں دونوں ایک ہی حسن کے۔ یہ دانے ہیں دونوں ایک ہی شمع کے

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر — پروانہ چراغِ حرم و دیر نداند

سراج الشعرا بیدم کو شمع وارثی کہئے یا چراغ بزم سخن ہر طرح نور علیٰ نور۔ احرام پوش ہوکے لباس میں بھی محترم حضور رنگ رس ہونے کی حیثیت سے فالبقہ دار۔ دور غزل سرائی کے دور حاضر میں ایسے سحر البیان جنہیں نقوش نکلینگے۔ سو خدا کے فضل سے بیدم کا دم غنیمت ہے آپکا دیوان جس کی معنوی خوبیوں سے آراستہ ظاہری خط وخال کی طرح باطنی حسن وجمال سے پیراستہ عاشقانہ جذبات کی تصویر عارفانہ خیالات کا مرقع روحانیت کا آئینہ اسم بامسمیٰ نور العین ہے حسنِ اتفاق ہے میرے لئے چہار روزہ قیام دیوے شریف کا دور بھی عجب تھا حضرت بیدم کی زبانِ بیخودی سے ہمیشہ سخن گرم رہا۔ جام پر جام ساغر پر ساغر چلتے رہے آسمان سے ابر رحمت کی گہرافشانیاں بھی ہوتی ہیں سے شعر آتش نے آنکھوں میں سرور دل میں نور پیدا کردیا۔ کلام بیدم کو شاعرانہ و فقیرانہ رنگ کی صحبت آتش نفسی میں خصوصیتیں حسب ذیل ہیں (۱) آپنے غزل سرائی تربیت کی زحضور عالیمقدار حضرت شاہ نثار اکبر آبادی ابو العلائی ایسے استاد شفیق ملے جو قبلۂ اہل کمال یکتائے روزگار مولانا وحید الہ آبادی یادگار آتش لکھنوی مرحوم کے سلسلۂ تلامذہ سے تھے آپکا فطری ذوق سلیم ہیں پر حضرت شاہ کی توجہ نے سخن کا زینہ بھی (۲) لیکن ترقی سخن کی معراج کب ہوتی، قبولیت خداداد کی سند کس دربار سے ملی۔ اسی دربار جس سے خلق دونوں کا خلعت مرحمت فرمایا وہ کونسا دربار تھا وہ کونسی رحمت بھری سرکار تھی ؟

سے زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

قبلۂ احرام پوشانِ تجرید کعبہ سرفروشانِ توحید۔ درویش روشن ضمیر سلطان بے تاج و سریر طلبہ از فقر و فنا تخت نشین ملکِ بقا۔ زبدۂ ارباب فنا۔ قدوۂ اولیائے باصفا۔ عاشق لم یزلی و معشوق بارگاہ لم یزلی دلبند زہرا و جگر بند علی حضرت شاہ حافظ حاجی وارث علی قدس سرہ الخفی و الجلی جن کے کمالِ تجرید و تفرید نے ملک ہند میں دیوے شریف کو مرکز توجہ عرفان بنا دیا۔ اللہ اللہ وہ سخی سرکار جن کے فیضان گہربار نے ایک عالم کو دولت فقر و فنا سے مستغنی کر دیا۔ بقول حضرت بیدم ایسے داتا سے کوئی مانگے تو اس کے سوا اور کیا بھیک مانگے ؎

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

کہاں تک لکھوں اور کیا لکھوں جامہ ندارم و دامن از کجا آرم۔ گنجائش مذ خواہ حوصلۂ خامہ و وسعتِ قرطاس کوتاہ۔ الفاظ پشیمانِ معانی۔ معانی شرمندۂ الفاظ۔ محبت کا تقاضا ہے کہ دعا پر مدعا ختم کروں۔

الٰہی! جب تک میکدۂ وارثی میں محبت کے جام چلتے رہیں۔ خمکدۂ بیدم کے خم بھی ابلتے رہیں۔

الٰہی! جب تک نغمے سے ساز و ساز سے نغمۂ ہمدم ہے بستانِ قوالی کے لب پر ترانۂ بیدم رہے۔

الٰہی! جب تک بامِ فلک چراغِ مہرِ جہاں تاب سے مطلعِ انوار رہے۔ سراج الشعرا کی شمعِ سخن سے بزمِ سخن ضیا بار رہے۔

الٰہی! جب تک غازۂ عشق سے چہرۂ شام و سحر گلنار رہے۔ چمنِ بیدم کے دم سے گلزار رہے۔

"این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!"

شفق

تقریظ از فخر الاطبا وحید العصر عالم علوم صوری و معنوی حضرت مولینا مولوی حکیم سید احمد صاحب احمد وارثی لکھنو

بنام وارثِ عالم پناہ ہے | علی صولت محمد دستگاہ ہے
زبانہا را اندر پارہ‌ئے گفتار | قلمہا را ز نظم لطفش گہربار
اگر لفظ است روشن نقش وجودش | وگر معنی ز جودِ اوست نمودش
ز بے‌چیزاں بکس نوازے | ہمہ بیچارگاں را چارہ‌سازے
قضا ما را چو احمد خاک پاش | قدر خود زیر فرمان رضایش

الله الله چہ شعبدہ اعجاز نگار حضرت سید صاحب ما نازم کہ مسیحا نفسی جاں‌دادگانِ شیوہ‌ہائے حسن و عشق را قبول تمنا این نسخۂ مسیحا فعالے تازہ بخشید و بجاں بعد می دلخستگان عشوہ‌ہائے تمنا رو نمایند رالم ہم رسد الہی چون بیشتر کشید لطف نظم نثرش ہم اں اند خانہ گوئی سلکے است از دُرہائے آبدار بہ عنبرینیش نرادان ترتیب داد حقیقہ چہ دلرباست کہ سپہری سروش بر زمینِ قرطاس بہاں رمضان فرستادہ ما قط

معجز است این سحر یا سحر حلال | ہاتف بیاورد این سخن یا جبرئیل
آفرین بر کلکِ نقاشے کہ داد | پیکرِ معنی را چنین حسنِ جمیل

طرز ادائش بشوخی مل از نکہتِ معنی طرازان بردہ و حسنِ بیانش نقش سحربیانان اہل زبان خاطر نگنتہ بروا نشان نغمہ توحید ان لوا نعت یا کلمات تعریض نج ریاحین ارتج روح پرور مشام جاں‌نواز شامہ زو انیا ینکدہ ایست تجلی انار نشان سرفراز مسلمان سنبل چمن ساز کفر پرور ایمان گداز یا دفتر میخانہ محبت است کہ ادا قش را کہ فشان و دی بادہ‌ہائے جانفزا انبر زور وش لبا غر مذاقِ عاشقان رسیدہ ہم چو عروس ہجانہ رنگ پر عطر حبیر نظارہ و دماغ دیدہ دران مانند کیفیاں خبر دہ نام ایزد گلزاریست کہ گلہائے رنگا رنگ ہر گوشہ چمن چمن او جستادہ و نگارلیست

طنازی کہ خود را بآرایش ہائے نغز تر عالم عالم جلوہ دادہ. لفظ لفظش کارگاہ دُرّ دکانے
است از متاعہائے نادرہ کہ بہ بزازان بازار صنائع آراستہ و حرف حرفش بجود کانے
است کہ از نقوش گوہر ہائے شاہوار بگوناگوں بدائع برخاستہ دروازۂ حروفش
مشتاقان جلوۂ مضامین را بدانِ مانند کہ روزہ داران را بہلال عید و نقطہائے آتشِ مفلسان
جواہرِ معانی را آنچنانستے کہ قفلِ گنجہا را دانۂ کلید کوتاہی سخن چوں جادۂ گفتار سرخود
در دامنِ صحرائے اندیشہ پیچیدہ پائے سلسلۂ تحریر بدیں جایگاہ رسید خود بخود گفتم
کہ شاید نادیدہ را مدح سرودن و از گل ناچیدہ و لب زمزمہ کشودن بادِ بچیں مشت
پیمودن است. غرقِ عرقِ تشویر شدم و بلبلِ حدیقۂ تصویر خموش کردم و
خوشتر سنجیدم تا ازیں گرانمایہ خدمت کہ برادرِ گرامی منش آزادہ روش بیدم
شاہ وارثی ہمین ہیچ و کم از ہیچ بلطفِ بیکرانِ خود سپردہ است عہدش خود را
سبکباری دہم و بترقیم قطعۂ تاریخ و سن ترتیبش ایں ہمہ بارِ گراں از سرِ خود یک سو نہم

وَھُوَ ھٰذا

دلکش دیوان سبحانَ اللہ — عشق سراپا حسن مجسم
لوحش خلد و جدول کوثر — نقشش نقشِ اسمِ اعظم
نطقش اعلیٰ نطقش موزوں — لفظش افصح معنی محکم
معنیہائے نادرہ زائش — صورتِ عیسیٰ سیرتِ مریم

احمد برگو مصرعِ سالش
جان سخن جذبات بیدم

۱۹ ۲۶ء

۱۰۷

بابُ السّلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

لِقَدرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

عِشق آیا ہے رفعتِ خیالی لیکر
حُسن آیا ہے شوکتِ جمالی لیکر
ہر اہلِ کمال اُنکے آیا ہے کمال
بیدمؔ آیا ہے بے کمالی لیکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ سلام

بحضور شہنشاہ کونین سرکار امام الاولیا وارث پاک روح اللہ سرہٗ

اے وارث معین ہمگان خاص و عام
از ما غریب خستہ دلم بر تو صد سلام!

صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوا
صد صد سلام ہادی و مہدی و مقتدا!

صد صد سلام با حضور فلک جناب
صد صد سلام با جگر بند بو تراب

اے سرو باغ مصطفوی بر تو صد سلام
چشم و چراغ مرتضوی بر تو صد سلام

اے جانشین میر نجف بر تو صد سلام
اے آفتاب عز و شرف بر تو صد سلام

اے یادگار مصطفوی بر تو صد سلام
نام و نشانِ مرتضوی بر تو صد سلام

اے غمگسار عاصی و مشکل کشائے من
وارث علی و وارث میراث پنجتن!

بیدم کمینہ بندۂ از بندگانِ تست
زیں در کجا رود کہ سگِ آستانِ تست

سلامِ شوق

سلامٌ علیٰ شاہِ گلگوں قبائے — سلامٌ علیٰ خواجۂ دوسرائے
سلامٌ علیٰ جانشینِ محمدؐ — سلامٌ علیٰ شمعِ دینِ محمدؐ
سلامٌ علیٰ آلِ پاکِ پیمبرؐ — سلامٌ علیٰ نورِ عینِ حیدرؓ
سلامٌ علیٰ رہنمائے طریقت — سلامٌ علیٰ خضرِ راہِ حقیقت
سلامٌ علیٰ تاجدارِ سیادت — سلامٌ علیٰ شہریارِ ولایت
سلامٌ علیٰ گنجِ اسرارِ پنہاں — سلامٌ علیٰ کعبۂ دین و ایماں
سلامٌ علیٰ خسروِ مہ جبیناں — سلامٌ علیٰ تاجدارِ حسیناں
سلامٌ نیرِ برجِ عرفاں — سلامٌ علیٰ گوہرِ درجِ ایماں
سلامٌ علیٰ ہادیِ دیں پیشوائے — سلامٌ علیٰ مرشدِ رہنمائے
سلامٌ علیٰ چارۂ دردِ ہجراں — سلامٌ علیٰ عیسیِ دردمنداں
سلامٌ علیٰ مقصدِ دین و ایماں — سلامٌ علیٰ آبروئے اہلِ ایماں
سلام علیٰ عاصیاں پناہے — ضیا بخشِ حسنِ رخِ مہر و ماہے

سلامٌ علیٰ جان و جانانِ بیدم
سلامٌ علیٰ دین و ایمانِ بیدم

سلام مقبول

السلام اے گہر قلزم شان شہدا — جان جانِ شہدا روحِ روانِ شہدا

السلام اے گل نورستہ باغ حیدر — جانشینِ نبوی چشم و چراغ حیدر

احمد و فاطمہ زہرا کی نشانی تسلیم — اے مرے پنجتن پاک کے جانی تسلیم

شہ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے — مظہر شان خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث دوائی بیدم تجھے بیدم کا سلام
ایک بیدم ہی پہ کیا ہے تجھے عالم کا سلام

سلام نیاز

سلام اے ساقی مستان عالم اے پیر میخانہ — سلام اے مرشد پاکاں امام بزم مستانہ

سلام اے جلوۂ جاناں سلام اے شمع جانانہ — تجلی حرم اے زینت ایوان محبت خانہ

سلام اے شیخ لاثانی سلام اے مرشد دوراں — سلام اے کنز عرفانی سلام اے مصدر عرفاں

سلام اے خسرو خوباں سلام اے مجمع خوبی — سلام اے تاج محبوباں سلام اے جان محبوبی

سلام اے پیشوا وارث سلام اے رہنما وارث — امیر المومنین و اے امام الاولیا وارث

سلام اے مرتضیٰ صورت سلام اے مصطفیٰ سیرت — سلام اے ہادی دین سلام اے مہدی ملت

سلام اے صوت تبانے بہارِ ریگِ گلستاں سے — سلام اے زیبِ یدِ نبی سلام اے پنجتن شاہ سے
جبیں شوق ہو میری تمہارا آستانہ ہو — ادا شام و سحر ہو یہی صلوٰۃ پنجگانہ ہو

سلام اے چارۂ بیدم علاجِ سوزِ پنہانی
سلام اے مونسِ بیدم طبیبِ دردِ نہانی

سلامِ مہجور

سلام اے ساقیِ میخانۂ عشق — سلام اے صاحبِ پیمانۂ عشق
سلام اے نیرِ برجِ ولایت — سلام اے گوہرِ تاجِ ہدایت
سلام اے خضرِ وہادیِ طریقت — سلام اے رہبرِ راہِ حقیقت
سلام اے یوسفِ کنعانِ خوبی — سلام اے روحِ حسن و جانِ خوبی
سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائی — سلام اے نورِ چشمِ مرتضائی
سلام اے مدحِ زہرا جانِ حسنین — سلام اے زینتِ گلزارِ کونین
سلام اے کشتیِ دل کے نگہباں — سلام اے بے سر و ساماں کے ساماں
سلام اے بلبلِ گلزارِ وحدت — سلام اے قمریِ سروِ حقیقت
سلام اے ساقیِ کوثر کے پیارے — سلام اے عرشِ اعظم کے ستارے
سلام اے فاطمہ کے باغ کے پھول — سلام اے یادگارِ شاہِ مقبول

سلام اے گنجِ اسرارِ معانی — سلام اے شرحِ رمزِ من رآنی

سلام اے چارہ سازِ دردِ پنہاں — سلام اے عیسیٔ بیمارِ ہجراں

سلام اے جانِ رواں شرحِ حسرت — سلام اے جان و جانانِ محبت

سلام اے گلبنِ باغِ تمنا — فروغِ مجلسِ داغِ تمنا

سلام اے شیخِ عالم غوثِ دوراں — عطا پاش خطا پوشِ مریداں

سلام اے خسروِ اقلیمِ عرفاں — شہ وارث علی محبوبِ یزداں

سلام اے وارث و والی ہمارے — علی کے لال زہرا کے دلارے

شبیہِ مرتضیٰ شانِ پیمبر — امیرِ لشکرِ میدانِ محشر

بہارِ گلشنِ کونین تسلیم — چراغِ خانۂ سبطین تسلیم

دلِ مہجور کے ارمان تسلیم — حسینانِ جہاں کے جان تسلیم

تمہارے روضۂ انور کے مجرے — درِ اقدس پہ صبح و شام سجدے

مری آنکھیں تصدق جالیوں پر — نثارِ گنبدِ اطہر مرا سر

کلس پر روضہ کے قربان جاؤں — میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں!

میں اس ارضِ مقدس پر ہوں قرباں — میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں

دلِ مہجور لائے تاب کب تک — یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک

میں صدقے میٹھی نیندیں سونے والے
فدا رخسار سے چادر ہٹا لے

اٹھا اے جانِ جہاں سروِ خراماں
دلِ عشاق کو پامال کر دے
وہی پہلی سی بزم آرائیاں ہوں
مئے عرفاں کا پھر ہو دور ساقی
بنے پھر ذرہ ذرہ مشعلِ نور
دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں

بہارِ خلد شمعِ بزمِ خوباں
جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے
وہی اگلی سرود افزائیاں ہوں
کہیں مے خواریاں کچھ اور ساقی
بجے ہر سو۔ انا طور انا طور
تمناؤں کی کلیاں پھول ہو جائیں

یہ حسرت ہے یہی ارمان بیدمؔ
انہیں قدموں پہ نکلے جان بیدمؔ

رباعی

ناکام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے
بیدمؔ کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا
اے ذرّے کو آفتاب کرنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	مصحف ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بیکھیر اور دل آنکھیں پھر جائیں گے مٹ جائیں گے	پہنچیں ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
طالب کی جانب تکتے والا آنکھیں سو روش سنبھالو	دیکھو قد دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نام انکی باب کرم ہو دیکھو یہی محراب حرم ہے	دیکھو خم ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہم سب کا رخ سوئے کعبہ رخِ محمد روئے کعبہ	کعبے کا کعبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو لگی ہر دم دلکی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمد	کہ عرش زیرِ نعالِ محمد
جدا ہو نہ دل سے خیالِ محمد	زباں پر رہے قیل و قالِ محمد
ہیں حسنین حسن و جمالِ محمد	علی زورِ دستِ کمالِ محمد
گلستانِ زہرا کا ہر پتہ پتہ	ہے آئینہ دارِ خصالِ محمد
سلام اور تیری رحمتیں ہوں نازل	الٰہی بہ اصحاب و آلِ محمد
حسین و جمیل و ملیحانِ عالم	نمک خوارِ حسنِ جمالِ محمد

یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت — کہ اک قال ہے ایک حالِ محمد
مری جان پر غم مرا قلب محزوں — اویسؓ ایک ہے اک بلالِ محمد

مرے دل کا دل جان کی جان بیدم
ملالِ محمد خیالِ محمد

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول — کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسول
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول — خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حسنِ روئے رسول
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفےٰ کی قسم — چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاکِ کوئے رسول
پھر ان کے نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے — جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسول
بلائیں لوں تری اے جذبِ شوق صلِ علیٰ — کہ آج دامنِ دل کھنچ رہا ہے سوئے رسول
شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے — کسی میں رنگِ علی اور کسی میں بوئے رسول

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروئے رسول

محشر میں محمد کا عنوان نرالا ہے — امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے
خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے — انسان ہے جو وہ لیکن انسان نرالا ہے
تزئینِ شبِ اسریٰ دیکھی تو ملک بولے — کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے

اقلیم محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
دربار انوکھا ہے سلطان نرالا ہے

مستوں کے سوا تجھ کو سمجھا نہ کوئی بھی
اے پیرِ مغاں تیرا عرفاں نرالا ہے

وہ مصحفِ رخ دیکھیں آنکھوں میں تصور ہے
ایسی تلاوت سے قرآن نرالا ہے

پھر نہیں مہکتا ہی بلبل میں چہکتا ہے
جلوہ تیری صورت کا ہر آن نرالا ہے

اس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں!
ان اہلِ محبت کا ایمان نرالا ہے

کعبہ ہو کہ بتخانہ مکتب ہو کہ میخانہ
ہر جا پہ ترا جلوہ اے جان نرالا ہے

مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں
دیوانوں میں بیدمؔ کا دیوان نرالا ہے

قبلہ و کعبہ ایمان رسولِ عربی
دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی

چاند ہو تم جو رسالت سلف تارے ہیں
سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی

صدقہ حسنین کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو
ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربی

کس کی مشکل میں تری ذات نہ آڑے آئی
تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربی

کوئی بہتر تو ہے بہتر سے بھی بہتر ہے تو
سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربی

تیرا شیدا ہے دے دیدار ابھی مجھ کو
تیری الفت مرا ایمان رسولِ عربی

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدمؔ
ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربی

میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما
عین حق صورتِ انسان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے آقا مری جھولی بھر دے
اب نہ رکھو بے سر و سامان مدینے والے

کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو
اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے

آسرے آتی ہو تری ذات ہر اک دکھیا کے
میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر سنا مجھے زیارت سے گیا دل بے چین
پھر مجھے کاہے کا ارمان مدینے والے

دل بھی مشتاق شہادت ہے کماندارِ عرب
اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا میرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

ادا کی ہے یہی ہے عرش کی پہلو نشیں ہو کر
زمیں وہ کس کی ہے جو بن گئی محمد کی زمیں ہو کر

سما جھک گیا تو تاجِ سرِ عرشِ بریں ہو کر
وہی چمکا عرب میں زیبِ سب العالمیں ہو کر

محمد سر سے پا تک مظہرِ حسنِ الٰہی ہیں
کر آئے دہر میں تصویرِ صورت آفریں ہو کر

کریں تخمین ہم دیوانِ عالم کی ضرورت ہو
تمہیں کیا چاہئے محبوبِ رب العالمیں ہو کر

محمد رب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے
ہمیں وہ بھول سکتے ہیں شفیع المذنبیں ہو کر

ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے
چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلیں ہو کر

ہمارے سر پہ بیدم ظلِ دامانِ محمد ہے
تو کیا کرے گا پھر خورشیدِ محشر خشمگیں ہو کر

Scanned with CamScanner

ماہِ درخشاں نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم — سرتاپا انوارِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

میرے ہی کیا کل کے شفیع ہیں سبھی ہیں تم پر نثار — رحمتِ عالم خیرِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

ڈوبے ہوؤں کو تم نے بچایا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا — حامیِ محسنِ نوح و آدم صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا — سرورِ دین سرمایۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حرزِ یمانی اسمِ اعظم دافعِ رنج و مصیبت ہر دم

نامِ مبارک قلعۂ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

سراجاً منیرا نگارِ مدینہ — تجلّی مکمل بہارِ مدینہ

گھرا ہوں اکیلا میں اندوہ و غم میں — دوہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ

مبارک تجھے نجد اے روحِ مجنوں — میں سو جان سے ہوں نثارِ مدینہ

الٰہی دمِ واپسیں سامنے ہو — وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ

مجھے گردشِ چرخ کیوں میں ڈالے — خبر لے پڑیں یا رب غبارِ مدینہ

دلِ مبتلا کے ٹھکانے نہ پوچھو — جوارِ محمد دیارِ محمد

کہاں باغِ عالم کی بیدم ہوائیں

کہاں وہ نسیمِ بہارِ مدینہ

شوقِ دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی — أدرکنی انت حبیبی شہِ مکی مدنی

خاتمِ جملہ رسل شمعِ شبلِ مقصدِ کل — نخلِ بستانِ عرب سروِ ریاضِ مدنی

کشتۂ عشقِ نبی صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ — مرحبا جذبۂ بے تاب و غریب الوطنی
کیوں نہ سمجھے کو ترے لعلِ علیٰ نور گہوں — قبۂ نور پہ ہے چادرِ مہتاب تنی
موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے — لبِ رنگین پہ ہے قربان عقیقِ یمنی
ہندی محتاج کو محروم نہ رکھئے سرکار — اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحا کے دھنی

سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنیں گے بیدم
رائیگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی

کیا پوچھتے ہو گرمیٔ بازارِ مصطفےٰ — خود بک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفےٰ
دل ہے مرا خزینۂ اسرارِ مصطفےٰ — آنکھیں ہیں دونوں سائلِ دیدارِ مصطفےٰ
پھیلا ہوا ہے چاروں طرف امنِ نگاہ — اور لٹ رہی ہے دولتِ دیدارِ مصطفےٰ
تفسیرِ مصحفِ رخِ پُر نور والضحیٰ — واللیل شرحِ گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ
نعلینِ پا سے عرشِ معلیٰ کو ہے شرف — روح الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفےٰ

بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول سے
تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

مناقب امام الطائفہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ

سروِ روانِ مصطفوی جانِ اولیاء — مولا علی بہارِ گلستانِ اولیاء
مشکل کشا و قوتِ بازوئے مصطفےٰ — خیبر کشا و شیرِ نیستانِ اولیاء

بابِ علوم حیدرِ صفدر امامِ دین — شاہ و امیر و قیصر و خاقانِ اولیاء
داتا سخی کریم یداللہ بوالحسن — پُر ہے کرم سے آپ کے دامانِ اولیاء
کحل البصر ہے خاکِ قدم بوتراب کی — نقشِ قدم ہے قبلۂ ایمانِ اولیاء
دیباچۂ کتابِ ولایت ہیں مرتضیٰ — اور مدحِ پاک مطلعِ دیوانِ اولیاء

بیدم ثنا سے چھائیں ہیں نغمے بہار کے
خاموش ہو نہ بلبلِ بستانِ اولیاء

کعبۂ دل قبلۂ جاں طاقِ ابروئے علی — ہو بہو قرآنِ ناطق مصحفِ روئے علی
خاک کے ذروں میں عطرِ بوترابی کی مہک — باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علی
اے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولا نے مجھے — آج میرا دل کھنچا جاتا ہے کیوں سوئے علی
دامنِ فردوس ہے ہر گوشۂ شہرِ نجف — ہے مقیمِ خلد گویا ساکنِ کوئے علی

کیوں نہ ہوں کونین کی آزادیاں اس پر نثار
ہے دلِ بیدم اسیرِ دامِ گیسوئے علی

مدح حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سرتاجِ پیراں قطبِ جہانی — میراں محی الدین شیخِ زمانی
خضرِ طریقت شمعِ ہدایت — بحرِ حقیقت گنجِ معانی
جانِ پیمبر جانانِ شبّر — حیدر کے دلبر زہرا کے جانی
ہاتھوں سے تیرے بانِ عقدہ کشائی — صدقے لبوں پہ معجز بیانی
جود و سخا میں لطف و عطا میں — جس کا جہاں کوئی نہ ثانی
اے کاش سنتے سرکارِ جیلاں — میری کہانی میری زبانی

اے رشکِ عیسیٰ بیدم ہے بیدم
کیجئے علاجِ دردِ نہانی!

پھر دل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی — پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی
مقصودِ دلِ ہو اے مرشدِ لاثانی — تم قبلۂ دینی ہو تم کعبۂ ایمانی
حسنین کے صدقے میں اب میری خبر لیجئے — مدت سے ہوں اے مولا میں نذرِ پریشانی
اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے تو گرہ کھولے — آسانی میں مشکل ہے مشکل میں ہے آسانی
شاہوں سے بھی اچھا ہوں کیا جانئے کیا کیا ہوں — ہاتھ آئی ہے قسمت سے در کی ترے دربانی
سنتے ہیں پڑے سکھ سے آزاد ہیں ہر دکھ کر — بندوں کو ترے مولا غم ہے نہ پریشانی
بیدم ہی نہیں حیراں تنہا ترا سودائی — عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیوانی

جان پر بن گئی اب آئیے شیئاً للہ — مشکل آساں مری فرمایئے شیئاً للہ
کشتیاں غم کی ہوئی آپ نے تیرائی ہیں — میری امداد بھی فرمایئے شیئاً للہ
آپ کا طالبِ دیدار ہوں غوث الثقلین رضی — روئے زیبا مجھے دکھلایئے شیئاً للہ
اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کا طفیل — دستگیری مری فرمایئے شیئاً للہ

ہند میں بے سروساماں رہے کب تک بیدم
اس کو بغداد میں بلوایئے شیئاً للہ

مدح حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ

خواجہ تری خاکِ آستانہ — ہے طرۂ تاجِ خسروانہ
اُن کی ہی نظر کا ہوں نشانہ — دل لے کے جو ہو گئے روانہ
اے خواجہ معین الدین چشتی — اے ہادی و مرشدِ یگانہ
سن لو مری دکھ بھری کہانی — سن لو غمِ ہجر کا فسانہ
مجھ پر بھی کرم کہ آپ کا ہوں — مجھ پر بھی نگاہِ خسروانہ
جس پر ہوئے مہربان خواجہ — بخشا انہیں جنت کا خزانہ
سرکار کے ناوکِ ادا کا — ہے طائرِ سدرہ بھی نشانہ
پروانہ و عندلیب سے سن — اے دل گل و شمع کا فسانہ
قائم رہے تا قیامِ عالم — یہ قصر یہ بزم صوفیانہ

ہنگام سجود پائے خواجہ
بیدم ہو نمازِ پنجگانہ

پیمانہ پہ مے سے بھر کر پیمانہ معین الدینؒ
آباد رہے تیرا میخانہ معین الدینؒ

تو گل ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری
تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدین

تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری
کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدین

جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا
ہے خلد بریں تیرا کاشانہ معین الدین

پھر ہوش میں آنیکا میں نام نہ لوں بیدم
کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدین

مدح حضرت شیخ المشایخ سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین

محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ

میں آپ کا دیوانہ ہوں محبوبِ الٰہی
اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوبِ الٰہی

میخانے سے تیرے کہیں جا ہی نہیں سکتا
دردی کشِ میخانہ ہوں محبوبِ الٰہی

قربان مرا دل ہے مری جان تصدق
تو شمع میں پروانہ ہوں محبوبِ الٰہی

مخمور نگاہوں کا تری روزِ ازل سے
مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوبِ الٰہی

مجھ بیدم دلِ خستہ کے ارمان نہ پوچھو
ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوبِ الٰہی

Scanned with CamScanner

وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں

مرے خواجہ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہے میری
برا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپ کا ہوں میں

مجھے بھی اپنی محبوبی کا صدقہ کچھ عنایت ہو
کہ محبوب الٰہی تیرے در پہ آ پڑا ہوں میں

میری فریاد بھی گنج شکر کا واسطہ سنئے
کہ ستا ہا تلخیٔ ایام سے گھبرا گیا ہوں میں!

ہزاروں حسرتیں لے کر تمہارے در پہ آیا ہوں
زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں

مری عرضِ تمنا بھی عجب عرضِ تمنا ہے
کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمہیں سے مانگتا ہوں میں

مرے وارث مرے والی نظام الدین ہیں بیدم
انہیں کا مبتلا ہوں میں انہیں پہ مرمٹا ہوں میں

مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری

بہارِ باغِ جنت ہے بہارِ روضۂ صابر
جوارِ عرشِ اعلیٰ ہے جوارِ روضۂ صابر

Scanned with CamScanner

یہاں بے پردہ اللہ نبی کی دید ہوتی ہے
یہیں مکہ مدینہ ہے دیارِ روضۂ صابرؒ

زمیں کلیر کی روضہ کی فضا پہ ناز کرتی ہے
فلک تکتا ہے پھر پھر کر منارِ روضۂ صابرؒ

یہاں مردہ دل آکر حیاتِ تازہ پاتا ہے
بہارِ جاوداں ہے سبزہ زارِ روضۂ صابرؒ

بنے رنگین چمن خونِ شہیدانِ محبت سے
سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضۂ صابرؒ

بناؤں غازۂ رخسارِ ایماں خاک کلیر کی
مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضۂ صابرؒ

تصور سے نظر میں کوندتی ہیں بجلیاں بیدمؔ
عجب پُر نور ہیں نقش و نگارِ روضۂ صابرؒ

دلبرِ خواجہ فرید الدین گنج شکری
یا علی احمد علاؤ الدین صابر کلیری

شمع بزمِ فاطمی گلدستۂ باغِ رسولؐ
گوہرِ درجِ حسن مہرِ سپہرِ حیدری

شہر یارِ کلیری شاہنشہ اقلیم فقر
صاحبِ صبر و رضا مسند نشینِ سروری

بہرِ خواجہ قطب دیں و حضرت بابا فریدؒ
از پئے خواجہ معین الدین چشتی سنجری

دے کے صدقہ خواجہ شمس الدین جلال الدین کا
اپنے بیدمؔ کو دکھا دو شانِ بندہ پروری

حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو
الٰہی میرا سر ہو اور ان کا آستانہ ہو

تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو
دمِ آنکھوں میں ہو اور پیشِ نظر وہ آستانہ ہو

زباں جب تک ہلے وہ جب تک زباں میں تابِ گویائی
تری باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا افسانہ ہو

مری آنکھیں نہیں آئینہ حسنِ روئے صابر کا
دلِ صد چاک ان کی عنبریں زلفوں کا شانہ ہو

بلا سے کیوں ڈرے پھر گرمیٔ خورشیدِ محشر سے
تمہارے لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو

انہیں تو مشقِ تیرِ ناز کی دُھن ہی ہے وہ کیا جانیں
کسی کی جان جائے یا کسی کے دل کا نشانہ ہو

نہ پوچھ اس عندلیبِ خستہ ساماں کی حالت کو
قفس کے سامنے برباد جس کا آشیانہ ہو

سرِ بیدمؔ ازل کے دن سے ہے وقفِ جبینِ ساقی
کسی کا نقشِ پا ہو اور کوئی آستانہ ہو

چادر شریف

غریب پرور و بندہ نواز کی چادر
امیرِ یثرب و شاہِ حجاز کی چادر

سروں پہ رکھے ہوئے آتے ہیں قدسی
حضورِ صابرؒ بندہ نواز کی چادر

ہٹا دے پردۂ صورت کو شاہدِ معنی
اٹھا دے نورِ حقیقت مجاز کی چادر

بہار کرتے ہیں ساغر بکف ہیں مستانے
ہے سر پہ ساقیٔ میکش نواز کی چادر

دوائے دردِ دلِ ناصبور ہے بیدمؔ
مرے مسیح مرے چارہ ساز کی چادر

مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحبِ توشہ قدس سرہٗ

اے میرے دریا دل ساقی میر میخانہ عبدالحق
اے میخواروں کا صدقہ بھر دے پیمانہ عبدالحق

ہر ذرہ پہ وہ تم ہو ہر دل میں ضیا گستر تم ہو
تم شمعِ بزمِ پیمبر ہو عالم پروانہ عبد الحق

اے مرشدِ کامل ہادیِ دیں اے محی الدین و معین الدین
اے قطبِ جہاں شیخِ عالم مخدومِ زمانہ عبد الحق

پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدموں سے ہے دل پارہ پارہ
تم ہی نہ سنو تو کون سنے میرا افسانہ عبد الحق

جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے
بیدم کے بھی حالِ زار پہ ہو لطفِ شاہانہ عبد الحق

مدحِ محبوبِ جل و علی حضرت سیدنا میر ابو العلا احراری اکبر آبادی قدس سرہٗ

خدیوِ کشورِ دین خسروِ ملکِ خدادانی
امیر ابو العلا شاہنشہِ اقلیمِ عرفانی

علی کے لال ہو خاتونِ جنت کی نشانی ہو
معین الدین کے پیارے خواجہ احرار کے جانی

مجھے آسان سے آسان بھی مرا کام مشکل ہے
تمہیں مشکل ہیں سرکار میری مشکل آسانی

کرم کیجے کہ محتاجِ کرم سرکار آیا ہوں
رحم کیجے کہ آیا ہوں گرفتارِ پریشانی

ادھر بھی اک نظر بیدم درِ دولت پہ حاضر ہے
معین الدین کا بردہ سگِ درگاہِ جیلانی

مدح حضرت شاہ عبد المنعم کنز المعرفت قادری شاہ ولایت دیوہ شریف

ہو مبارک تمہیں اے بادہ کشانِ منعم
مئے ہو کھل گئی تو آج دکانِ منعم

تو بھی کھو جائے تو مل جائے نشانِ منعم
لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعم

بے نشاں ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعم
کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہانِ منعم

ہستی ہے نیستی اور نیستی ہستی آن کی
بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعم

حق سے جو چاہتے ہیں جسکو دلا دیتے ہیں
کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعم

دولتِ قربِ الٰہی سے ہے سینہ معمور
یہی سرمایہ یہی گنجِ نہانِ منعم

الفتِ صاحبِ لولاک دلائے حسنین
دلِ منعم ہے اگر وہ تو ہے جانِ منعم

یاں کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوارِ خدا
بقعۂ نور ہے واللہ مکانِ منعم

ساری دنیا سے نرالی ہیں ادائیں آنکی
سارے عالم سے جدا شوکت و شانِ منعم

اے خوشا بخت ترے خاکِ درِ یار دیا
تیرے آغوش میں پاتا ہوں مکانِ منعم

آپکا ڈھونڈنا مشکل بھی ہے آسان بھی ہے
آپ کھو جاتے تو پا جاتے نشانِ منعم

باغِ منعم کا ہر اک خار گلوں سے بہتر
رشکِ صد روضۂ رضواں ہے مکانِ منعم

بیدم ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو
صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعم

چادر شریف

قادریہ چادر منعم کی جیلانی چادر منعم کی
محبوبی چادر منعم کی سبحانی چادر منعم کی

نورِ نظرِ وہاب ہے یہ یا جلوۂ حسنِ محی الدین
ہم رنگ نبی لائے ہے مرتضوی سبحانی چادر منعم کی

ہے تربتِ شاہ ولایت یہ یا القبۂ نور الحق ہے
ہے گوشۂ دامنِ رحمت یا نورانی چادر منعم کی

عطرِ الفقر فخری میں آئی مدینے سے بسکر
شاہانی چادر منعم کی سلطانی چادر منعم کی

گر شوق زیارت ہے بیدم تو دیکھو لگی آنکھوں سے
از فرش زمیں تا عرش بریں پھیلائی چادر منعم کی

مدح حضرت امام الاولیاء سیدنا وارث پاک طالب اللہ شاہ نور اللہ ضریحہ

حضرت وارث چراغِ خاندانِ پنجتن
یادگارِ پنجتن نام و نشانِ پنجتن

شاہ تسلیم و رضا ابن شہید کربلا
خواجۂ گلگوں قبا سعیِ روانِ پنجتن

سبز گنبد کے مکیں لے وارث میاں ولی
راحتِ قلبِ حزیں آنجہان جانِ پنجتن

نیّرِ برجِ سیادت گوہرِ تاجِ شرف
آئے گلِ زہرا بہارِ بوستانِ پنجتن

قبلۂ ایمان و دیں نقشِ قدومِ اہلبیت
کعبۂ مقصود بیدم آستانِ پنجتن

ہے ندائے الست اپنی صدا اور سنی مجھ میں ہیں وارث ہیں
وہ راز مرا میں بھید اس کا وارث مجھ میں میں وارث ہیں

Scanned with CamScanner

دریا سے وجودِ قطرہ ہے قطرے سے نمودِ دریا ہے
دریا قطرہ، قطرہ دریا وارث مجھ میں ہیں وارث میں

وہ نقطہ خطِ تقدیر ہوں میں وہ خامہ ہے اور تحریر ہوں میں
میں صورت ہوں اور وہ معنیٰ وارث مجھ میں حق وارث میں

وہ راز ہے پردہ راز ہوں میں وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں
ہے میری حقیقت آئینہ وارث مجھ میں ہیں وارث میں

وہ مہرِ برجِ احدیت میں پرتوِ شانِ احدیت
مجھے کہتے ہیں ذرہ مہر نما وارث مجھ میں ہیں وارث میں

وہ چمن ہے چمن کی بہار ہوں میں وہ بہار ہے رنگ بہار ہوں میں
وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا وارث مجھ میں میں وارث میں

دیدار کی دھن میں صبح و مسا بیدم جب مجھے خوں روتے گذرا
حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارث مجھ میں میں وارث میں

بلائے جان ہے حسنِ روئے وارث
قیامت قامتِ دلجوئے وارث

قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد
اسیرِ حلقۂ گیسوئے وارث

ہے روزِ دیدارِ وارث عید کا دن
ہلالِ عید ہے ابروئے وارث

انہیں کو تک رہی ہیں سب کی آنکھیں
کھنچا جاتا ہے ہر دل سوئے وارث

مرا ایمان ہی حب وارثی ہے
مرا کعبہ ہے بیدم کوئے وارث

مرے دل کا دل جان کی جان وارث
مری زندگانی کا سامان وارث

بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی
مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارث

نہیں روزِ محشر کا کھٹکا نہیں ہے
کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارث

کوئی ایک دو ملک کا حکمراں ہے
تو دونوں جہاں کا ہے سلطان وارث

دمِ نزع تو آ کے صورت دکھا دے
کوئی دم کا بیدم ہے مہمان وارث

ہے آئینۂ پنجتن شانِ وارث
میں قربان وارث میں قربان وارث

زمیں تابعِ حکمِ سرکارِ دیوہ
ہیں ساتوں فلک زیرِ فرمان وارث

مرا کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر
مرے سر پہ ہے ظلِ دامانِ وارث

کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے
ہے ہر شکل میں جلوہ گر شانِ وارث

نہ شاہی نہ شاہنشہی کی تمنا
ہے بیدم غلامِ غلامانِ وارث

ابن حسین و آلِ نبی وارثِ علی
چشم و چراغ مرتضوی وارثِ علی

اے ہاشمی و مطلبی وارثِ علی
اے جانشینِ مصطفوی وارثِ علی

Scanned with CamScanner

جانِ بتولؑ روحِ نبی دلبرِ حسین — سرورِ ریاضِ پنجتنی وارثِ علی
حل کر دے مشکلیں مری حلالِ مشکلات — ہمشکل و ہم شبیہِ علی وارثِ علی

سو جان سے جانِ بیدم خستہ تجھ پہ نثار
اے روح و راحتِ قلبی وارثِ علی

مہمان ہے خدا کا ہر مہمانِ وارث — اک شانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارث
عشاقِ وارثی کو دیر و حرم سے مطلب — کونین سے جدا ہے واعظ جہانِ وارث
ہر نام نام اُن کا ہر جا مقام اُن کا — کیا تو سمجھتے ہو مجھ سے نام و نشانِ وارث
بلبل تری صدا سے ہوتا ہے درد دل میں — تو نے اڑائی کہاں سے طرزِ بیانِ وارث
خسرو کا تاج و تخت کسریٰ و گنجِ قاروں — لاتا نہیں نظر میں ہر پاسبانِ وارث
میدانِ حشر کی بھی رنگین بہار ہوگی — آئیگا پیشِ داور جب کاروانِ وارث

زاہد کو ہوں مبارک بیت الحرام کے سجدے
بیدم ہمارا سر ہو اور آستانِ وارث

فدا ہے جان تو دل مبتلائے وارث ہے
غرض کہ مجھ میں جو کچھ ہے برائے وارث ہے

وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دارِ حسن و جمال
وہی ہے آنکھ جو محوِ لقائے وارث ہے

Scanned with CamScanner

زمینِ دیدہ کے آنکھوں سے ذرے چنتا ہوں
کہ ذرّۂ دل کی دوا خاکِ پائے وارث ہے
اسی لئے ہے سرِ شوق اپنا وقفِ سجود
کہ ذرّے ذرّے میں دولت سرائے وارث ہے
نہ اتقا نہ ریاضت نہ زہد ہے نہ ورع
متاعِ بیدمِ خستہ عطائے وارث ہے

قدسیوں میں ہے شمارِ خادمانِ وارثی
رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثی
دل کے ذرّوں کو دیں بکھرا کر اے صبا
جس جگہ ہو خاکِ پائے عاشقانِ وارثی
عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت
ہوش میں اب تک نہیں ہیں مستانِ وارثی
عرصۂ محشر میں بھی آنے نہیں حرفِ ہراس
پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی
دین و ملت سے جدا ہیں یاں کے آئین و طریق
یعنے دنیائے محبت سے جہانِ وارثی
پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں
دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثی
پھر تو بیدم منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم
بن گئے جب مٹ گئے گردِ کاروانِ وارثی

تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارث مرے والی

زمینِ دیدہ کے آنکھوں سے ذرے چنتا ہوں
کہ ذرہ ذرہ دل کی دوا خاکِ پائے وارث ہے

اسی لئے ہے سرِ شوق اپنا وقفِ سجود
کہ ذرے ذرے میں دولت سرائے وارث ہے

نہ اتقا نہ ریاضت نہ زہد ہے نہ ورع
متاعِ بیدمِ خستہ عطائے وارث ہے

قدسیوں میں ہے شمارِ خادمانِ وارثی
رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثی

دل کے ذروں کو وہیں پھیلا اڑا کر اے صبا
جس جگہ ہو خاکِ پائے عاشقانِ وارثی

عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت
ہوش میں اب تک نہیں ہیں میکشانِ وارثی

عرصۂ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف و ہراس
پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی

دین و مسلک سے جدا ہیں یاں کے آئین و طریق
یعنی دنیائے محبت ہے جہانِ وارثی

پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں
دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثی

پھر تو بیدم منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم
بن گئے جب مٹ کے گردِ کاروانِ وارثی

تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارث مرے والی

بلا سے مرنے والوں کے نشانِ قبر مٹ جائیں
کیے عاشق پامالی مرے وارث مرے والی

مری تسکین خاطر کو تصور ہی میں آ جاؤ!
میں تمہارا رات ہے کالی مرے وارث مرے والی

ابھی تک نشہ پاتا ہوں میں آنکھوں میں کہ دیکھی ہے
تمہاری آنکھ متوالی مرے وارث مرے والی

تمنا ہے یہ بیدم کی مری آنکھوں سے ملتے ہوں
تمہارے روضہ کی جالی مرے وارث مرے والی

دل اڑا لے جاتی ہے ہوا دیوے کی
ملتی جلتی ہے مدینہ سے فضا دیوے کی

برہمن کاشی کا پیدا ہے تو کعبہ پہ شیخ
اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی

میرے مرنے سے کرے یار بھی وارث ہو نصیب
خاک بھی مجھ کو ملائے تو خدا دیوے کی

حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن ان کا
پی چکے ہیں جو مئے ہوش ربا دیوے کی

نکہت گیسوئے وارث میں بسی ہے بیدم
بوئے عرفاں سے معطر ہے صبا دیوے کی

فضل خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاء

وہ جانتے ہیں کیفیت بادۂ الست
جو پی چکے ہیں ساغر عرفانِ اولیاء

ہے بخششِ خدا کرمِ اولیا کا نام
ظلِ خدا ہے سایۂ دامانِ اولیا

محبوب اور محب میں یہاں تفرقہ نہیں
واللہ اولیا ہیں محبانِ اولیا

اے زاہدِ فسردہ اگر شوقِ خلد ہے
آ دیکھ لے بہارِ گلستانِ اولیا

ہر دل میں اُن کے نور کی پھیلی ہوئی روشنی
وارث علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیا

شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو
بیدم ہے اک غلامِ غلامانِ اولیا

تمہیدِ تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا
ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تمنا

اک دل تھا سو ہم کر چکے قربانِ تمنا!
اب بے سروسامانی ہے سامانِ تمنا

اللہ رے یہی دل تھا کبھی ایوانِ تمنا
اب کچھ ہے جو ہے زندانِ تمنا

کیا جانے کوئی وسعتِ میدانِ تمنا!
عالم بھی ہے اک گوشۂ دامانِ تمنا

اللہ رے شوق کہ رکھے مرے عمل ہیں
لے مرنے کے بھی ایک تڑپ ہے جانِ تمنا

پنہاں گہرِ یکتا کی طرح تھی یہ صدف میں
نکلی مرے دل سے تو رہی شانِ تمنا

یا رب دلِ مشتاق کا ٹوٹے نہ سہارا
گل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تمنا

لینا خبر اے شوق کہ یہ وقت مدد ہے
چھٹتا ہے مرے ہاتھ سے دامانِ تمنا

کب سے درِ مقصود پہ دم توڑ رہی ہے
کیا ہے کہ نکلتی ہی نہیں جانِ تمنا

سینہ جو ہوا چاک تو ارماں نکل آئے
آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا

درد دل بیتاب ذرا اور ترقی — ہاں المدد اے خاصۂ خاصان تمنا
مہندی نے چرایا کبھی پھولوں نے اُڑایا — آخر نہ چھپا خون شہیدان تمنا
ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دُنیا — ہر قطرہ مرے اشک کا طوفان تمنا
یہ آخری ہچکی تھی مریض شب غم کی — یا ٹوٹا ہے قفل در زندان تمنا

داغ دل بیدم کی چمک ہی نہیں جاتی
بجھتی ہی نہیں شمع شبستان تمنا

ترے جلووں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا — ہوا جاتا ہے دھندلا مطلع ذوق نظر اپنا
تصور کی حدوں سے بڑھ گیا ذوقِ نظر اپنا — کہ دھوکا ہو گیا اکثر تری تصویر پر اپنا
مقام عاشقی اے بوالہوس ہے دور تر اپنا — کہاں تو منظر پستی کہاں اوج نظر اپنا
وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جاگے تو دیکھا — کہ اک تقدیر پر تھا ہاتھ اک زنجیر پر اپنا
بحمد اللہ کہ اُن کے در پہ نکلی جان سجدے میں — جو ڈوبا بھی تو ٹھہرا ساحل مقصود پر اپنا
جلا کر خرمن ہستی کو اُن کی دید کر اے دل — تماشا آج ہم بھی دیکھ لیں گے گھر پھونک کر اپنا
یہ جب آتے ہیں تو پیغام جانیکا نہیں لیتے — سمجھ رکھا ہے میرے دل کو اُنھوں نے گھر اپنا
نظر آئیں گی رنگ حسن میں عشق کی شانیں — نکھر کر اور کچھ ہو جائیگا ذوقِ نظر اپنا
جگا دیگا یہی خواب لحد سے چٹکیاں لیکر — سلامت گر رہے اے ہمنشیں درد جگر اپنا
فراز عرش سے کچھ دور پہنچیں وسعتیں دل کی — بھلا اس تنگنائے دہر میں کیا ہو گذر اپنا

Scanned with CamScanner

فلک کے خوشے میں ہم وہ انجمن چمکتی ہے
یہ معیارِ تجلی ہے وہ معیارِ نظر اپنا

نظر تک آگئی پہنچے کس طرح مکتوبِ ناکامی
ٹھہر جاتا ہے طوبیٰ تک پہنچ کر نامہ بر اپنا

لبوں پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے
زہے صبحِ ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا

ضرور اک دن وہ بیدم ہمکنارِ آرزو ہوں گے
ہمیں کیا لینے جانا ہے دعا اپنی اثر اپنا

نہ محرابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بتخانہ
جہاں دیکھی تجلی ہو گیا قربان پروانہ

دلِ آزاد کو وحشت نے بخشا ہے وہ کاشانہ
کہ اک در جانبِ کعبہ ہے اک سوئے بتخانہ

بنا ہے میکدہ ڈالی جو تو نے پیرِ مغانہ
تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بتخانہ بتخانہ

کہاں کل طورِ مشتاقِ لقا وہ آنکھ پیدا کر
نظر میں ذرہ ذرہ ہو نگاہِ حسنِ جانانہ

خدا پوری کرے یہ حسرتِ دیدار کی حسرت
کہ دیکھوں آنکھ سے جلوہ مگر دیکھوں نہ سمجھانہ

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیمانہ شیشے سے کبھی شیشہ سے پیمانہ

سجا کر لختِ دل سے کشتیِ چشمِ تمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لیکر یہ نذرانہ

کبھی جو پردۂ صورت میں جلوہ فرما تھے
انہیں کو عالمِ صورت میں دیکھا سمجھا بیگانہ

مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب بیگانہ بیگانہ

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے
اور اپنی جان دیکر چین سے سوتا ہے پروانہ

کسی کی محفلِ عشرت میں پیہم دور چلتے ہیں
کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیمانہ

ہماری زندگی تو مختصر سی اِک کہانی تھی — بھلا ہو موت کا جس نے بنا رکھا ہے افسانہ

یہ لفظِ سالک و مجذوب کی ہو شرح اے بیدم
کہ اِک ہشیارِ ختم المرسلیں اور ایک دیوانہ

مِرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو — جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستاں کیوں ہو
پہنچ کر خونِ دل آنکھوں میں اشکوں کی زباں کیوں ہو — الٰہی حالتِ دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو
لحد پر آ کے میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو — نہیں معلوم تم اس سے مجھ سے بدگماں کیوں ہو
ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی — مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو
مٹا دو شوق سے تم گر مٹا دو میری تربت کو — جو تم پر مٹ چکا ہو اس کا اتنا بھی نشاں کیوں ہو
ترے قدموں پہ سر ہے سامنے تیرے تصور میں — مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگِ آستاں کیوں ہو
مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ تغافل سے — مجھی سے پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو
بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں — خزاں نا آشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو
کہاں ایمان کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے — ترے ہوتے ہوئے اے جاں خیالِ دو جہاں کیوں ہو
نئی دنیا بنا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے — قفس کو سمجھے بیٹھے اب کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیروں نے بیدم کو حیاتِ جاوداں بخشی
حیاتِ جاوداں کا نام مرگِ جاوداں کیوں ہو

مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحاں کیوں ہو — ترا دردِ محبت بھی نصیبِ دشمناں کیوں ہو

Scanned with CamScanner

جو منزل تک پہنچنا ہو تو گردِ کارواں کیوں ہو
جو گردِ کارواں بھی ہو تو گردِ ناتواں کیوں ہو

دہانِ زخم تجلی ہو وہی نغموں کی بے تابی
ابھی تڑپتے ہیں ہم خاموش دہانِ زخمِ قاتل کس ہو

مرا ہستی عدم حجاب ہے حدِ تعین سے
زہے ہر شے ہے لئے قیدِ مکاں و لامکاں کیوں ہو

خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدار دشمن ہے
میری آنکھوں تک آتے آتے وہ خوابِ گراں کیوں ہو

میری آنکھوں سے پردہ ہو جو دل میں بسنے والوں کو
تخیل میں جنوں کیوں ہو تصور خوں فشاں کیوں ہو

اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی
نہیں جب ہو یہیں تم پھر ہمارے شک کا گماں کیوں ہو

وہ شیدا حسنِ صورت پر فدا ہے حسنِ معنیٰ ہم
فسانہ قیس کا بیدم ہماری داستاں کیوں ہو

یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے
بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

عرضِ حالِ دل کیا اس کی بزم میں کس جوش ہے
دفترِ صد آرزو گویا لبِ خاموش ہے

ساقی آنکھوں میں تری ہی وہ بادۂ سرخوش ہے
اک نظر میں میکدہ کا میکدہ بیہوش ہے

روزِ وصل یارب کیسی قیامت حشر کیا
ذرہ ذرہ آج پھیلے سمجھے آغوش ہے

ایسے کھوئے ہیں اپنا ہے نہ بیگانے کا ہوش
فکرِ فردا ہے نہ مستوں کو خیالِ دوش ہے

جلوہ گاہِ ناز کے پردہ کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

عرصۂ محشر میں اک طوفاں بپا کر دیا
قطرۂ خونِ دلِ عاشق میں کتنا جوش ہے

وہ کہیں پچھلے پہر آئیں گے بہرِ فاتحہ
شام ہی سے آج تو شمعِ لحد خاموش ہے

انکے رخ سے پردہ اٹھا جائے تو پھر معلوم ہو — کس کو کتنی بیخودی ہے کس کو کتنا ہوش ہے

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لئے
جو ترے کوچے میں ہے ایجاں کفن بردوش ہے

کاش ہماری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
یار کی خاکِ آستاں تاجِ سرِ نیاز ہو

ہم کو بھی پائمال کر عمر تیری دراز ہو!
مستِ خرامِ ناز ادھر شوقِ خرامِ ناز ہو

چشمِ حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب
دفترِ صد حدیثِ راز ہر ورق مجاز ہو

سامنے بیٹھے یار ہو سجدہ میں ہو سرِ نیاز
یعنی حریمِ ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو

اس کے حریمِ ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہان راز ہو

تیری گلی میں پا کے جا جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

بیدم خستہ ہجر میں بن گئی جان زار پر
تم نے دیا ہے دردِ دل کاش تم ہی چارہ ساز ہو

میں اور حسنِ یار کا جلوہ لیے ہوئے
ذرہ ہے دلفریبیِ دُنیا لیے ہوئے

ویران دل کو آنکھوں میں نقشہ لیے ہوئے
صحرا میں پھر رہا ہوں میں صحرا لیے ہوئے

دردِ فراق، زخمِ جگر، داغہائے دل
آیا ہوں آپکی بزم سے کیا کیا لیے ہوئے

کیونکر کروں نہ سجدہ رہِ کوئے یار میں
ہر ذرہ ہے تجلّیِ کعبہ لیے ہوئے

بتخانے سے غرض ہے نہ مسجد سے واسطہ
پھرتی ہے مجھ کو تیری تمنا لیے ہوئے

جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں
بجلی گری اسی کا سہارا لیے ہوئے

آنکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ نیرِ دوست
غش ہیں کلیم برقِ تجلّی لیے ہوئے

دُنیا سے بے نیاز زمانہ سے بے خبر
بیدمؔ ہے تیرا تیری تمنا لیے ہوئے

کاش سمجھے میرا سوزِ غمِ پنہاں کوئی
گل کرے آکے چراغِ تہِ داماں کوئی

زلزلوں سے نہ لحد کے ہو پریشاں کوئی
ڈال دے قبر پہ خاکِ درِ جاناں کوئی

اس سے ہم کہتے ہیں ملتا ہو جو انساں کوئی
کہ تری شکل میں پنہاں ہے مری جاں کوئی

اللہ اللہ یہ مرے غمکدہِ دل کی بہار
آج آئی ہے اُجڑے مرے گھر میں ہے مہماں کوئی

حشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے
دیکھ لے آکے جو طولِ شبِ ہجراں کوئی

داغہائے غمِ جاناں سے ہے سینہ گلزار
باغِ عالم میں ہو فردوس بداماں کوئی

ناوک انداز تجھے اپنی اداؤں کی قسم
ترکشِ ناز میں رہ جائے نہ پیکاں کوئی

ذرہ ذرہ ہے رہِ عشق کا صحرائے جنوں
دشتِ مجنوں سے آگے ہے بیاباں میں بیاباں کوئی

لاکھوں آزادیاں ہیں ایک اسیری پہ نثار
آ کے پہنچا نہ کبھی جیتا تا درِ زنداں کوئی

شانِ رحمت کے لیے حیلۂ بخشش مل جائے
بات اتنی ہے کہ ہو جائے پشیماں کوئی

پردۂ ہستیِ موہوم اٹھا دے بیدم
دیکھے پھر تیری طرح جلوۂ جاناں کوئی

میری تربت پہ پھرا انگشت بدنداں کوئی
خاک میں مجھ کو ملا کر ہے پشیماں کوئی

رشکِ عیسیٰ ہو کوئی فخرِ سلیماں کوئی
مجھ کو دیکھے تو گدائے درِ جاناں کوئی

اب وہ شورِ سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا
لے گیا ساتھ ہی سب رونقِ زنداں کوئی

مشعلِ راہِ وفا ہے مرا ذرہ ذرہ
کیوں مری خاک کو کرتا ہے چراغاں کوئی

آنکھ چہرے سے نقاب اُٹھتے ہی دنیا بدلی
کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی

ہے جبیں سائی سنگِ درِ جاناں جو نصیب
آجکل اپنے مقدر پہ ہے نازاں کوئی

پھر چلا کعبے سے میں دیرِ بتاں کو بیدم
نہ ہوا ہوگا مری طرح پشیماں کوئی

ہتھیلی پہ لیے سر عشق کے دربار میں آیا
میں جب سر کو لیے نذرانہ اس سرکار میں آیا

یہ کیفیت کہاں تھی یہ حرم کی سجدہ گاہوں میں
جو لطفِ جبہہ سائی آستانِ یار میں آیا

نشیمن ہے نہ وہ گل ہیں نہ شاخِ آشیاں کوئی
قفس سے چھوٹ کر ناحق ہی میں گلزار میں آیا

Scanned with CamScanner

غمِ ناکامیِ قسمت کی دنیا سے شکایت کیا
وہی بہتر ہے جو بیدمؔ مزاجِ یار میں آیا

قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی
چادر پڑی ہے گوشۂ دامانِ یار کی

کیسا فشار کیسی اذیت فشار کی
لذت ملی ہے قبر میں آغوشِ یار کی

وحشت یہ کہہ رہی ہے دلِ بیقرار کی
پھر خاک چھانتی ہی رہیں کوچۂ یار کی

کوچے میں تیرے دوشِ صبا پہ سوار ہے
کل اوج پر ہے خاک ترے خاکسار کی

دل بھی گیا جگر بھی گیا جان بھی چلی
اچھی گھڑی سے آرزوئے وصلِ یار کی

در پر جگہ نہ دامنِ دلدار پر قرار
مٹی خراب ہے مرے مشتِ غبار کی

نیرنگیِ زمانہ سے دل سیر ہو گیا
اب غم خزاں کا ہے نہ خوشی ہے بہار کی

عبرت سے شیب و شباب پہ میرے نظر کرو
تصویر ہوں میں گردشِ لیل و نہار کی

لاؤں میں شام ہی سے نہ کچھ کھا کے سو رہوں
دیکھی ہے صبح کس نے شبِ انتظار کی

وہ جیتے جی تو بہرِ عیادت نہ آ سکے
اب آ رہے ہیں خاک اڑانے مزار کی

ناپائیدار ہستیِ ناپائیدار ہے
ہستی ہی کیا ہے ہستیِ ناپائدار کی

بیدمؔ نہ اپنا نخلِ تمنا ہرا ہوا
آئی بھی اور گذر بھی گئی رُت بہار کی

چومی رکاب اللہ کے کسی شہسوار کی
ہمت تو دیکھئے مری مشتِ غبار کی

Scanned with CamScanner

ہر شے میں دیکھتا ہوں جھلک حسنِ یار کی
مشتاق کو تمیز نہیں نور و نار کی

اے اضطراب پردۂ رازِ نہاں نہ کھول
تجھ کو قسم ہے گوشۂ دامانِ یار کی

بجلی کی طرح مجھ کو تڑپنے سے کام ہے
تصویر ہوں میں اپنے دلِ بیقرار کی

بادِ صبا ستاتی ہے میرے مزار کو
مٹتی ہے یادگار ترے یادگار کی

اچھا ہوا کہ حسرت و ارمان مٹ گئے
اب چین سے کٹے گی دلِ بیقرار کی

بیدم جہاں میں صبحِ قیامت ہے جس کا نام
شاید وہی سحر ہے شبِ انتظار کی

دلِ وحشی مرا شیدا ہے زلفِ عنبریں ہو کر
چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشیں ہو کر

کسی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی
رہے گا آسماں بھی تیرے کوچے کی زمیں ہو کر

برا ہو نا امیدی کا اسے بھی لے چلی دل سے
خیالِ وصل جو رہتا تھا دل نشیں ہو کر

تمہیں اس حسنِ بے پردہ پہ شرم آئی کبھی پیرِ [illegible] کی
زلیخا آفرینش [illegible] چھپے گی تیری آستیں ہو کر

کہوں کیا علاج اس میری برگشتہ نصیبی کا
کہ جب ہاں بھی کسی کے لب تک آئی تو نہیں ہو کر

ہماری خاک ہوتی یار کے نقشِ قدم بنتے
ہم اس کوچے میں بستے کاش پیوندِ زمیں ہو کر

یہ محرومی قسمت ہے کہ ان کے وصل کی حسرت
رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہِ واپسیں ہو کر

کوئی مرے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے
کسی کے اشک کیوں پونچھے کسی کا آستیں ہو کر

مرے بھی خرمنِ ہستی کو پھونکا اس نے اے بیدم
بچایا غیر کا گھر میری آہِ آتشیں ہو کر

دل کو میرے جلوۂ دید نے روشن کر دیا / رشکِ جنت یار نے اِس کو اِسے ایمن کر دیا

تیرے کافر مجھ کو لے ایماں کا دشمن کر دیا / کعبۂ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا

اب بآسانی نکل جائیگی اپنی حسرتیں / یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کر دیا

وسعتِ شوقِ لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم / جس نے ہر ذرہ مجھے وادیٔ ایمن کر دیا

دشمنی گردوں کی کیا جانے نیا ڈھاتی ستم / دوستی نے آپ کی دنیا کو دشمن کر دیا

جوشِ وحشت کیا کیا یہ کیا کر اے دستِ جنوں / جامۂ ہستی کا میرے چاک دامن کر دیا

واہ ری قسمت جو تھے دل کی کلی تنگ تھا اسکی نہ اُگا / آج اس پر حسرت و ارمان کا مسکن کر دیا

عشق پروانہ سے ہے بیدم فروغِ شمعِ حسن
میری بدنامی نے اُن کا نام روشن کر دیا

طور والے تری تنویر لئے بیٹھے ہیں / ہم بھی کونین کی تصویر لئے بیٹھے ہیں

جگر و دل کی نہ پوچھو جگر و دل میرے / نگہِ ناز کے دو تیر لئے بیٹھے ہیں

اُن کے گیسو دلِ عشاق پھنسانے کیلئے / جا بجا حلقۂ زنجیر لئے بیٹھے ہیں

اے تری شان کہ قطروں میں ہیں دریا جاری / ذرے خورشید کی تنویر لئے بیٹھے ہیں

پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے / تیغ تو پاس اُن کے نہ وہ تیر لئے بیٹھے ہیں

مے دیدار سے بھرے جاتے ہیں اغیار کے جام / ہم تہی کاسۂ تقدیر لئے بیٹھے ہیں

کشورِ عشق میں محتاج کہاں ہیں بیدم
قیس و فرہاد کی جاگیر لئے بیٹھے ہیں

Scanned with CamScanner

بھر دیا دامنِ مراد رخ سے نقاب اٹھا دیا
جتنی بھی آرزو تھی مجھے اس نے کہیں سلا دیا

کیا کہیں اس نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا
ہم نے جو کچھ لیا لیا اس نے جو کچھ دیا دیا

اپنے مریضِ ہجر کا خوب علاج کر گئے
سینہ پہ رکھ کے دستِ ناز دردِ جگر بڑھا دیا

میری فغاں سے بارہا آیا زمیں پہ زلزلہ
جب کبھی دل سے آہ کی عرشِ بریں ہلا دیا

مجھ کو رشک کے بار نے قبر بھی دی میری شا
نام وفا کے ساتھ ساتھ نقشِ وفا شا دیا

صورتِ شمعِ بزم ہوں میری قبا نقابی کیا
شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بجھا دیا

بیدم نارسی اگر آہ کا وہاں نہیں اثر
پھر کہو خوابِ ناز سے کس لئے انہیں جگا دیا

محمل کے قریب ہو کے مجنوں تو رہے محروم
اور دیدۂ لیلیٰ کی پرِ عقل کا کھلے مقسوم

اپنا کے کلیجہ سے ہم درد ہی لیا کرتے
اے کاش کہیں مٹتے ارمانِ دلِ محروم

دل آتا ہے دل جانا الفت نہیں آفت ہے
ہاں تم اسے کیا سمجھو ہاں تم ہیں کیا معلوم

دن آیا تو بیتابی رات آئی تو بے خوابی
جب سے دل کی یہ حالت ہے خیریتِ جاں معلوم

کہنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم میں
تم سا نہ کوئی ظالم ہم سا نہ کوئی مظلوم

اسرارِ محبت کو سمجھے کہ نہ کچھ سمجھے
اتنا ہی ہوا عالم کچھ بھی نہ ہوا معلوم

یہ نیچی نظر والے اک فتنۂ محشر ہیں
کہنے کو بڑے سیدھے بھولے بھالے بڑے معصوم

بیدم مردہ نہ ہوا کیا ہوا جب مردہ نہ ہوا کیا ہوا
ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دلِ مرحوم

بیدمؔ یہ محبت ہے یا کوئی مصیبت ہے
جب دیکھیے افسردہ جب دیکھیے مغموم

پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے — آئینہ ہے جہاں میں آئینہ دار ہے
جگر میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے — کیا تیز گام ابلق لیل و نہار ہے
آمد پہ کان در پہ نظر بار بار ہے — کچھ بے خبر تو ہے کس کا نہیں انتظار ہے
اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف — اک تم کہ تم پہ ساری خدائی نثار ہے
تم شوق سے جفا کیے جاؤ ستم کرو — یہ کس نے کہہ دیا کہ مجھے ناگوار ہے
یوں ہم ہمارا ہاتھ اور محشر کے سامنے — سینہ پہ ہاتھ ہاتھ میں تصویرِ یار ہے
دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی — مشتِ غبار روش ہوا پر سوار ہے
جھگڑا چکا ہیں جان ہی دیدیں فراق میں — ہونا تو ایک دن یہی انجام کار ہے
کس کو تماشہ ہے صبا افسردہ بہار — ہم کیا کریں جو آمدِ فصلِ بہار ہے
نیرنگِ روزگار پہ کس کی نظر نہیں — ہر آنکھ اک مرقعِ لیل و نہار ہے

بیدمؔ ملے جو مجمعِ احباب دل نواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے

گھونگھٹ اگر تیرے رخ سے جدا ہو جائے — پھر خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے
جان تم پہ مری فدا ہو جائے — دل لگانے کا حق ادا ہو جائے

کام کر جائے اُن کی پہلی نظر
ابتدا ہی میں انتہا ہو جائے

تم اگر زہر بھی مجھے دے دو
دردِ دل کی مرے دوا ہو جائے

کہتے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی
کہتے تو حشر ابھی بپا ہو جائے

اُن کے در پر مروں میں سجدے میں
عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے

اک مری جان کے ہیں سو جھگڑے
فیصلہ کر دو فیصلہ ہو جائے

آپ اور پاسِ قول ناممکن
آپ کا وعدہ اور وفا ہو جائے

بس بھلائی اسی میں ہے بیدمؔ
غیر سے اُن کا دل بُرا ہو جائے

اس کو دنیا اور نہ عقبیٰ چاہیے
قیس لیلیٰ کا ہے لیلیٰ چاہیے

اب تجھے کچھ کرنا ہے کرنا چاہیے
آج ہی سے فکرِ فردا چاہیے

ان بتوں سے دل لگانے کے لیے
سچ ہے پتھر کا کلیجہ چاہیے!

دیکھنا ان کا تو قسمت میں نہیں
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

وہ نہیں آتے تو وعدہ پہ نہ آئیں
اے اجل تجھ کو تو آنا چاہیے

مجھ سے نفرت ہے تو نفرت ہی سہی
چاہتے غیروں کو اچھا چاہیے

خلد والوں کو دکھانے کے لیے
اک ترے کوچے کا نقشہ چاہیے

آکے اب جاتا کہاں ہے بے نیاز
تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہیے

توڑ کر بیدم بت پندار کو

دیر کو کعبہ بنانا چاہیے

ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا — کوئی ٹھہرے تو کہاں کنج ملامت کے سوا
ہجر کی رات کے جاگے جو لحد میں سوئے — کون اٹھائیگا انہیں شور قیامت کے سوا
یہی تقویٰ ہے یہی زہد یہی حسن عمل — کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا
بے خبر بھی ہوں میں اس حسن کے خود رفتہ بھی — اور عالم بھی ہے اک عالم حیرت کے سوا
وائے ناکامی قسمت کہ وہ فرماتے ہیں — اور باتیں کرو اظہار محبت کے سوا
عرصۂ حشر میں ہے شور کہ وہ آتے ہیں — یہ تو اک اور قیامت ہے قیامت کے سوا
اس قدر مشق تصور ہو مری آنکھوں کو — کہ نظر آئے نہ کچھ یار کی صورت کے سوا
ہے یہی میکدۂ پیر مغاں کی تعلیم — شغل کوئی نہیں شغل مے الفت کے سوا
ہم بھی دیر کو کعبہ کر گئے حضرت شیخ — ہم کہاں جائینگے تیرے در دولت کے سوا
رنج و غم یاس و قلق حسرت و حرمان و الم — سب گوارا ہیں مجھے اک تری فرقت کے سوا
شوق سے آتش فرقت جگر و دل کو جلا — پھر نکد سے جو نکلے سب اسکی محبت کے سوا

شیخ کی باتوں میں بیدم مرا جی کیا بہلے
اس کو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا

بیگانگی دل کے افسانے کو کیا کہیے — اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہیے

جب نور لٹی غش میں اک تیری تجلی سے
پھر کعبہ تو کعبہ ہے بتخانے کو کیا کہیے

ان مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ
گردش میں زمانہ ہے پیمانے کو کیا کہیے

اے مشعلِ غم دل لے شمعِ حریمِ جاں
سب تجھ پہ تصدق ہیں پروانے کو کیا کہیے

آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو
اس آنے کو کیا کہیے اس جانے کو کیا کہیے

فرقت میں جدھر دیکھو وحشت ہی برستی ہے
جب گھر کا یہ عالم ہے ویرانے کو کیا کہیے

وہ رو کے مرا ایسا دامن سے لپٹ جانا
اور ان کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہیے

سورج کی کرن یا کاہکشاں یا عقد ثریا سہرا ہے
اک زر کا پتلا دولہا پر اک رسیلا سہرا ہے

بہتر برتر افضل اعلیٰ محبوبِ دل آرا سہرا ہے
دنیا کی نگاہیں کس پہ پڑیں دنیا سے نرالا سہرا ہے

سہرے کی چمک مکھڑے کی دمک نے سب پردوں میں
سہرے میں دمکتا ہے مکھڑا مکھڑے پہ چمکتا سہرا ہے

طرّہ سرپیچ اور ہما . بدھی . مہندی . کنگنا . غازہ
دولہا جو مرقع سرتاپا ایسا ہی اس کا سہرا ہے

بیدم اسکو گوندھ کے لایا ہے گلہائے مضامیں چن چن کر
پھولوں کا نہیں موتی کا نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے

لگتے ناوک آ کے سینے میں مرے کیا دیکھیے
دل کے ہر گوشے میں ارمانوں کی دنیا دیکھیے

لطف تب تھا کہ ہم تو دیکھتے اُن کا جمال
اور ہماری بیخودی کا وہ تماشا دیکھیے

باغ میں چھپ چھپ کے جانے کا نتیجہ مل گیا
کتنے شرمائے وہ جب نرگس کو دیکھا دیکھیے

طالعِ بیدار دکھلاتا تری صورت زِ ہم | دیدۂ یعقوب سے خوابِ زلیخا دیکھتے
اشکِ حسرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے | یوں تو قطرہ ہو جو بہہ جاتا تو دریا دیکھتے
جوشِ وحشت میں کھلاتے ہمتِ دستِ جنوں | ہم اگر کچھ وسعتِ دامانِ صحرا دیکھتے
قافلے پہنچے ہزاروں منزلِ مقصود تک | ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھتے

دیدِ گل کے واسطے بلبل کی آنکھیں چاہیے
قیس کی آنکھوں سے بیدم حسنِ لیلیٰ دیکھتے

غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے | دل کا ارمان ہوا جاتا ہے
دیکھ کر الجھی ہوئی زلف اُن کی | دل پریشان ہوا جاتا ہے
تیری وحشت کی بدولت اے دل | گھر بیاباں ہوا جاتا ہے
ساز و ساماں کا نہ ہونا ہی مجھے | ساز و سامان ہوا جاتا ہے
مشکل آسان ہوتی جاتی ہے | کیوں پریشان ہوا جاتا ہے
دل سے جاتے ہیں صبر و قرار | گھر یہ ویران ہوا جاتا ہے

دل کی رگ رگ میں سما کر بیدم
درد تو جان ہوا جاتا ہے

اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے | آدمی کثرتِ انوار سے حیراں ہو جائے
تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے | ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے

اے نمکپاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے

دینے والے تجھے دنیا ہے تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

اس سیہ بخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں
خواب راحت بھی جسے خواب پریشاں ہو جائے

خواب میں بھی نظر آ جائیں جو آثارِ بہار
بڑھ کے دامن ہم آغوش گریباں ہو جائے

سینۂ شبلی و منصور تو چھونکا تو نے
اس طرف بھی کرم اے جنبش داماں ہو جائے

آخری سانس بنے زمزمہ ہو اپنا
سازِ مضرابِ فنا تار رگ جاں ہو جائے

تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کردے
ابھی بیدم رسن و دار کا ساماں ہو جائے

ذرہ ذرہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
اس کی پروا نہیں نظارہ پریشاں ہو جائے

جی بہلنے کا جنوں میں کوئی ساماں ہو جائے
گھر بیاباں میں بنے یا گھر بیاباں ہو جائے

دل وہی دل ہے جو خاکِ رہِ محبوب بنے
جان وہ جان ہے جو یار پہ قرباں ہو جائے

زاہد اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
کعبہ جس کے لیے سنگِ درِ جاناں ہو جائے

اسی امید پہ ہم خاک در یار ہو جائے
کہ رسائی کہیں ہم رشتۂ داماں ہو جائے

اک دم میں حرم و دیر کے جھگڑے مٹ جائیں
یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے

تیر قبضہ میں ہو جب تک تیری تیغ ہی تیغ
تیر جگر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے

یا تو پہنچا دے گلستاں میں قفس کو صیاد
یا یہی کنج قفس صحن گلستاں ہو جائے

یہ بھی اک معجزۂ وحشتِ دل ہے بیدمؔ
کہ مری خاک کا ہر ذرہ بیاباں ہو جائے

جنابِ وارثِ آلِ عبا کی چادر ہے
حضورِ خواجۂ گلگوں قبا کی چادر ہے
امیرِ شہرِ ولایت کریم ابنِ کریم
تمام خلق کے حاجت روا کی چادر ہے
نبی کے لال کی مولا علی کے جانی کی
یہ یادگارِ رشتۂ کربلا کی چادر ہے
گدا نواز سخی۔ دستگیرِ مظلوماں
غریب پرور و مشکل کشا کی چادر ہے
ملیگا حسن کا صدقہ غریب بیدم کو
جمیل حسن جمالِ خدا کی چادر ہے

یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی
پھولوں سے جدا کلیاں کلیوں سے جدا ڈالی
سر رکھ کے ہتھیلی پر اور لختِ جگر چن کر
سرکار میں لائے ہیں ارباب وفا ڈالی
رو یا کبھوں میں اشکو یا فردۂ بیداری
غل ہے کہ نقاب اس نے چہرہ سے اٹھا ڈالی
اللہ رے تصور کی نقاشی و نیرنگی
جب کھینچی اک صورت اک شکل مٹا ڈالی
ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا
جب فصلِ بہار آئی دکان اٹھا ڈالی
خونِ دلِ عاشق کے اس قطرہ کا کیا کہنا
دنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی
بیدم ترے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
ان نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

Scanned with CamScanner

قلبِ مضطر سے سنی جب داستانِ آرزو   بجلیاں کرنے لگیں شرحِ بیانِ آرزو

کس قدر پُر درد ہے میرا بیانِ آرزو   رو دیا جو سننے بیٹھا داستانِ آرزو

کیوں نہ پھر سن سن کے ہر گل چاکِ پیراہن کرے   لے اُڑی بلبل مرا طرزِ بیانِ آرزو

رعبِ حسنِ یار سے محفل میں ہم خاموش ہیں   دیدۂ حیرت زدہ ہے ترجمانِ آرزو

کم نہیں رفعت میں بھی رشکِ چرخِ ہفتمیں   فرش پا انداز ہے اب آسمانِ آرزو

سن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دمِ آخر کہا   تھی نگاہِ واپسیں گویا زبانِ آرزو

اے دلِ مضطر ترے دم تک ہے بیدم کی حیات
تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشانِ آرزو

تیغ کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا   آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ ملکر رہ گیا

نزع میں بیمارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا   جب کہا اس نے سنبھل سنبھلا سنبھلکر رہ گیا

طفلِ اشک آنکھ سے نکلا خونِ دل کے ساتھ تھا   آنکھ کے دامن پہ پہنچا، مچلا، مچل کر رہ گیا

میرے آغوشِ تصور سے نکلنا ہے محال   اب خیالِ یار تو سانچے میں ڈھلکر رہ گیا

آتشِ رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں   دیدۂ موسیٰ کو غشی اور طور جلکر رہ گیا

اک ہما سا دل کہ محوِ لذتِ دیدارِ شمع   اک پروانہ کہ دیکھا اور جلکر رہ گیا

رازِ دل کا پردہ رکھا رعبِ حسنِ یار نے   حرفِ مطلب منہ سے نکلا اور نکلکر رہ گیا

یادِ جاناں میں تری شعلہ مزاجی کے نثار   دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جلکر رہ گیا

Scanned with CamScanner

جاں نثاروں کا تھا آج اس شان سے مقتل میں ہجوم
خنجرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چل کر رہ گیا

سوز و سازِ عشق کا انجام بیدم دیکھ لو
شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانہ جل کر رہ گیا

کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالۂ شبگیر کا
کوئی آشنا ہو کہ دامن تھام لے تاثیر کا

پہلے عاشق کو بنا لیتے ہیں نشانہ تیر کا
لوح پہ لکھ لیتے ہیں وہ لکھنا کھیل تقدیر کا

ذکر جو دل میں رچا جاتا ہے ٹکڑا تیر کا
بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ نخچیر کا

المدد اے جذبِ دل اللہ آج تیرے ہاتھ ہے
امتحاں ہے آج میری آہِ بے تاثیر کا

دل تو کیا ہر جان بھی مانگے تو میں حاضر کروں
یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا

بے نقابِ صورتِ احرام میری بیخودی
میری عریانی ہے پیراہن مری تصویر کا

تختیاں ارژنگ کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں
دردِ دل اٹھ تو ہی دامن تھام لے تاثیر کا

اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے نثار
خاک کا پتلا بنے خاکہ تری تصویر کا

دیدۂ مشتاق کی اللہ رے محرومیاں
اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تنویر کا

ناتوانی سے مرے رنگِ پریدہ کی طرح
کھنچتے کھنچتے اڑ گیا خاکہ مری تصویر کا

ہو محبت میں نہ کیوں زنار کی پابندی عزیز
سلسلہ ملتا ہے زلفِ یار سے زنجیر کا

کچھ نہ پوچھو ذرہ ہائے کوئے جاناں کی چمک
سامنا کرتے ہیں برقِ طور کی تنویر کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقتل بھی ہے
آج بیدم فیصلہ ہو گا مری تقدیر کا

خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں
بہار ہو گی ہمارے لئے بہار نہیں

یہ سینہ داغوں سے کب رشکِ لالہ زار نہیں
تم آ کے دیکھو تو گلستاں یہاں بہار نہیں

وہی بھلے ہیں جو میخانے میں خراب ہوئے
وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں

عجب مزا ہے مرا دل ہو اس طرف بے چین
نگاہِ شوخ کو اُن کی اِدھر قرار نہیں

یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہ ساقی کی
کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں

یہ آس لائی ہے در پہ ترے کریم مجھے
کہاں نہیں کبھی تنہا امیدوار نہیں

یہ کس کی یادِ دگر کر گئی مجھے بے چین
یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں

مجھے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی
ملامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

سُنا ہی کرتے تھے بیدم پر اب تو دیکھ لیا
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں

جس جگہ دل ہو وہیں یار کا پیکاں بھی ہے
صاحبِ خانہ جہاں ہے وہیں مہماں بھی ہے

یاس و حرماں بھی ہے حسرت بھی تجھے ارماں بھی ہے
اتنے ساماں ہیں تو دلِ بے سروساماں بھی ہے

تیر سینے میں جہاں دل میں پیکاں بھی ہے
درد کیسا کہ جسے درد کا درماں بھی ہے

مجھ کو دشوار ہے ملنا ترا آسانی سے
تو جو چاہے تو یہ مشکل مری آساں بھی ہے

خانۂ دل میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا
عجب آرام طلب آپ کا پیکاں بھی ہے

پاؤں پھیلیں تو کہاں چادرِ عریانی میں
ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریباں بھی ہے

Scanned with CamScanner

او کماندار ہوا اک تیر میں دونوں کا شکار — دل بھی زد پہ ہے نشانے پہ مری جان بھی ہے

جبکہ اس عالمِ صورت میں بنے رنگ آمیزی — اُسی تصویر پہ خاک تو یہ انسان بھی ہے

میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو — ایسے جو مرتے ہیں آگے ہی یہ پہچان بھی ہے

کیوں نہ متوالا ہو بیدم تیرا اے پیرِ مغاں

مستیٔ بادہ ہی کیفیتِ عرفاں بھی ہے

کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے — جانانہ چاہیے درِ جانانہ چاہیے

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے — بس اک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہیے

حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں — اب اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہیے

عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے — لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیے

پہ صدقۂ کرم سے تو زیبا نہیں حجاب — مجھ خانہ زادِ حسن پہ پردا نہ چاہیے

شکوہ ہے کفر اہلِ محبت کے واسطے — ہر اک جفائے دوست پہ شکرانہ چاہیے

بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر — کس کو زکوٰۃ نرگسِ مستانہ چاہیے

بیدم نمازِ عشق یہی ہے خدا گواہ

ہر دم تصورِ رخِ جانانہ چاہیے

جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا — سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا

وقتِ آخر بامِ مقصد تک مجھے پہنچا دیا — ہچکیوں کا تار میرے واسطے زینہ ہوا

پرتوِ حسن و جمالِ یار سے بعدِ فنا
فتنہ فتنہ خاک کا میری اک آئینہ ہوا

مدتیں گزریں کہ خالی کاسۂ دل تھا مگر
دولتِ دیدار سے ہاتھ آ گئی گنجینہ ہوا

پھر ہم آ گئے ہیں اسی جانب خدنگِ نازِ یار
تودۂ مشقِ ستم گویا مرا سینہ ہوا

یوں تو پہلے بھی تھا دل آئینہ کہنے کے لئے
آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا

اب قبائے سندس جنت سے کون بدلے اسے
جامۂ زہد و صلاح اپنا کہ پارینہ ہوا

ایک تھا میں اور تو لیکن یہ حسنِ اتفاق
تو بنا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا

بیدم ان گیسو و رخ کا جو نظارہ کیا
شب شبِ قدر اور دن روزِ آدینہ ہوا

سنا نکیر میں مبتلائے محبت
سفر کر کہیں ماجرائے محبت

جو دنیا تھا مجھ کو عطائے محبت
مجھے درد تنہا بجائے محبت

وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا
کہ جس دن چھپی تھی بلائے محبت

محبت کو بیچے ہیں جو شکستہ ہیں
ہے زیبا انہیں کو قبائے محبت

مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں
مرا دل ہے خلوت سرائے محبت

کروں کیوں نہ سجدے تجھے حسنِ جاناں
میں بندہ ہوں جب سے خدائے محبت

بیمار اک عمر سے چھو رہے ہیں
کوئی جانتا ہے دوائے محبت

شہِ حسن کچھ اپنی خیرات دینا
کہ حاضر ہیں در پہ گدائے محبت

طلوعِ محبت لقائے دل و جاں فنائے دو عالم فنائے محبت

وفا گر کرے زندگی اپنی بیدمؔ
تو تا حشر جھیلوں جفائے محبت

تجھ سے پاتے نہیں اہلِ دشت منزلِ خالی تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی
ننگ ہے جائیں جو در سے تیرے سائل خالی پھر بھرے کاسہ جو ہو ساقیِ سرِ محفل خالی
پھر اسی طرح سے ہو زینتِ محمل اے یار ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا محمل خالی
اشک ہیں آنکھوں سے بیگانہ ہے وصل کی شب کشتیاں ہوتی ہیں جیسے لبِ ساحل خالی

فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا ویران بیدمؔ
کر گئے اپنے نشیمن کو عنادل خالی

صبر آئے مجھے کس طرح تیرے قول و قرار پہ کیا اعتبار زندگیِ مستعار پہ
طول اس قدر ہوا گلۂ اختصار پہ آخر کو بات ٹل گئی روزِ شمار پہ
آنسو بہا رہے ہیں وہ میرے مزار پہ ابرِ کرم برستا ہے مشتِ غبار پہ
طغرا بنا ہے صنعت پروردگار کا ہر نقش صفحۂ چمن روزگار پہ
مشتاق دید ہوں مجھے جلوہ دکھائیے بہر خدا نہ ٹالیے روزِ شمار پہ
قلبِ حزیں کے گرد ہیں ارماں اس طرح پروانے جیسے جمع ہوں شمعِ مزار پہ
واعظ مرے گناہوں پہ تیری نگاہ ہے میری نظر ہے رحمتِ پروردگار پہ

Scanned with CamScanner

لیجے نکل گئے دیدۂ گریاں سے طفلِ اشک
مچلے ہوئے ہیں گوشۂ دامانِ یار پر

پایا ہے میں نے خاک میں مل کر دلِ حبیب
ناحق ہے رشکِ غیر کو میرے وقار پر

تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے
دشمن بھی رو رہے ہیں مرے حالِ زار پر

تاں تک شبی کہ روزِ قیامت سے بڑھ گئی
حیرت ہے مجھ کو طولِ شبِ انتظار پر

بیدم اگر خزانۂ کونین بھی ملے
صدقے کروں میں دولتِ دیدارِ یار پر

دل تاک رہی ہے تری دزدیدہ نظر آج
لٹتا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج

شاید کہ ہوئی میرے مسیحا کو خبر آج
اب تک بھی اٹھا ہے نہ وہ دردِ جگر آج

دیکھا نگہِ لطف سے اس بت نے ادھر آج
کچھ بڑھ تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج

گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج
پہروں نہیں ملتی ہمیں آپ اپنی خبر آج

پہلے ہی جو ترقی پہ رہا دردِ جگر آج
بیمار ترا دیکھ نہ پائیگا سحر آج

صد شکر یہ دن ترکِ تمنا نے دکھایا
اب ڈھونڈتا پھرتا ہے مجھے دعاؤں کا اثر آج

دشمن بھی ہے اور ہم بھی ہیں مشتاقِ شہادت
اب دیکھیں کہ تیغ ادھر ہو کہ ادھر آج

کم صبحِ قیامت سے نہیں صبحِ شبِ ہجر
دیتے ہیں خبر حشر کی آثارِ سحر آج

ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت
لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدۂ تر آج

دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے
کٹتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج

Scanned with CamScanner

گلدستۂ تحسیں تو نذرانہ ہے بیدمؔ
گلہائے فصاحت کا ہے سہرا ترے آج

گلزارِ محبت کی فضا میرے لئے ہے
بس خوب یہی آب و ہوا میرے لئے ہے

ہے ہاتھ میں دامن مرے فرزندِ نبیؐ کا
بوئے چمنِ آلِ عبا میرے لئے ہے

ہاں شیفتۂ حسنِ ازل سے ہوں میں تیرا
ہاں ہاں تری الفت کا مزا میرے لئے ہے

وابستہ ترا دامن مجھ سے نہیں چھٹنے والا
میں تیرا ہوں تو نام خدا میرے لئے ہے

بیہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری
کافی ترے دامن کی ہوا میرے لئے ہے

تو لاکھ کھینچے مجھ سے نہ چھوڑوں گا میں دامن
کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لئے ہے

ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے
ہاں ہاں یہی دارو یہ شفا میرے لئے ہے

زاہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت
یہ سجدۂ نقشِ کفِ پا میرے لئے ہے

میں عشق کے کوچے سے کہیں جا نہیں سکتا
اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لئے ہے

آزادہ روی حصے میں اغیار کے بیدمؔ
پابندیٔ آئینِ وفا میرے لئے ہے

ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات رہے
یہی دن ہوں یہی راتیں یہی برسات رہے

شب کی بزم میں عجب لطفِ مساوات رہے
مختلف شکل میں سب تھے مگر اک ذات رہے

ساتھ ان صحبتِ اغیار مبارک باشد
آپ ان کو بھی ہیں جائیں جہاں رات رہے

Scanned with CamScanner

سخت جانی ہے اِدھر پاس نہ اک تیغ اُدھر · خیر یاں کی اللہ کرے بات رہے

کس کے پہلو میں نہ بیٹھے ہیں یہ نہ کہو · مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے

عمر سب حلقۂ زنداں میں بسر کی ہم نے · مر کے بھی خاکِ درِ خرابات رہے

میکدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی · تا ابد قبلۂ حاجات و مرادات رہے

منہ نہ موڑیں گے محبت میں فنا سے بیدم
جان جاتی ہے کیا غم ہے مگر بات رہے

وہ کیا نہیں کرتے وہ کیا کر نہیں سکتے · کرتے نہیں کیا میری دوا کر نہیں سکتے

گر زلف کو اٹھایا کبھی مردوں کو جلایا · کیا میری مددِ خیر خدا کر نہیں سکتے

اب ذکر ہے یہ تنگ آ گیا بیمار تمہارا · تم میری دید و جود دوا کر نہیں سکتے

جانا تو نہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے · ہم ترکِ رہ و رسمِ وفا کر نہیں سکتے

یہ قیدِ مصائب بھی کوئی قید ہے بیدم
وہ چاہیں تو کیا تجھ کو رہا کر نہیں سکتے

کاش مجھ پر بھی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے · دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے

دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے · دیکھ ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے

آپ ٹھکراتے ہیں قبرِ شہیدانِ وفا · حشر سے پہلے کہیں حشر نہ برپا ہو جائے

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ · جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

Scanned with CamScanner

کم روزِ قیامت سے شبِ وصل اسکی
شام ہی سے جسے اندیشۂ فردا ہو جائے

کیا ستم ہے کہ تڑپتے ہوتے ہیں مجھے اے جذبۂ دل
میرا چاہا نہ ہوا اور غیر کا چاہا ہو جائے

شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندۂ عیسیٰ سی جو ہو جاؤں تو مزا ہو جائے

میرا ساماں مری بے سروسامانی ہے
مر ہی جاؤں تو کفن دامنِ صحرا ہو جائے

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے

اس کی کیا شرم نہ ہو گی تجھے اے شانِ کرم
تیرا بندہ جو ترے سامنے رسوا ہو جائے

تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدم سے کبھی ایسا ہو جائے

دل میں جو ترے تیر نظر آئے ہوئے ہیں
وہ مجھ پہ مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں

دل کیا ہے جگر تک کے ارمان ہوئے ہیں
پیکاں ترے تیر کے غضب کھائے ہوئے ہیں

آئے بھی شبِ وعدہ تو کیا آئے کہ آ کر
بے طرح پریشان ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

محفل میں تو شوخی سے کئے قتل ہزاروں
خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں

اس پر بھی بگڑتے ہیں تو ایمان ہے اُن کا
غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

معشوق ہیں کچھ کاکلِ پیچاں تو نہیں آپ
کیوں آپ سے ہی بیٹھے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

بیدم وہ جواں ہو گئے تو کیا ہو گا نہ پوچھو
بچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں

Scanned with CamScanner

شمع حرم جاں ہے یا مشعلِ بت خانہ
کیا کیا ہیں کہیں تجھ کو اے جلوۂ جانانہ

منزل مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بت خانہ
ان دونوں سے آگے چل اے ہمت مردانہ

مخمور لبِ لعل کے صدقے میں ساقی کر دی پیمانہ
میخانہ میں حاضر ہے دردی کشِ میخانہ

سب نقش خیالی ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ
تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ

ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا
شیشہ پہ گرا شیشہ پیمانے پہ پیمانہ

میرا دل ویراں بھی آباد کئے جانا
اے زینتِ ہر محفل اے صاحبِ ہر خانہ

زاہد مری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگِ درِ جانانہ

تو شمع صفت اے گل آئے جو سرِ محفل
پروانے بنے بلبل۔ بلبل بنے پروانہ

مٹ کر رہے باقی جو تجھ پہ مٹے ساقی
جب مٹتے ہیں بنتے ہیں خاکِ درِ میخانہ

یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لاحاصل
سب یار کے جلوے ہیں اپنا ہے نہ بیگانہ

کیا لطف ہو محشر میں ہیں شکوے کئے جاؤں
وہ ہنس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ

معلوم نہیں بیدم میں کون ہوں اور کیا ہوں
یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ

اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا
چار حرفِ آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا

قیدیٔ زندانِ غم اس درجہ خود سر ہو گیا
سر چھپانے کو ترے ماوا ہیں در ہو گیا

میرے دل کے راز کا اظہار سب پہ ہو گیا
جو نہ ہونا تھا وہی اے دیدۂ تر ہو گیا

اضطرابی کا خزانہ دیدۂ تر ہو گیا
جو گرا فرقت میں آنسو قلبِ مضطر ہو گیا

تشنہ کامانِ تقاضائی پی کے چپکے چلتے ہوئے
چلتے چلتے ان کا خنجر دورِ ساغر ہو گیا

تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا
کر چکے تم اور علاجِ قلبِ مضطر ہو گیا

تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بحرِ فکر میں
ہر حبابِ موج ہستی میرا ساغر ہو گیا

خود نمائی کرتے کرتے اب خدا بننے لگے
یہ بتوں کا حوصلہ اللہ اکبر ہو گیا

میکشی مخصوص ہیں گردش تھی میرے ساتھ ساتھ
بزمِ ہستی میں جو آیا دورِ ساغر ہو گیا

سو بہاریں اس مسرت ہائے تبسم کے نثار
آج دامانِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا

دو عدم میں ایک ہستی وہ بھی نذرِ نیستی
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا

اس نے رگ رگ کو سکھا دیں عشق میں چٹکیاں
قلبِ مضطر اک غذا جانِ مضطر ہو گیا

برہمی کی کوئی حد بھی اے مزاجِ زلفِ یار
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مقدر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدم بزمِ ناز
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا

دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا

ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ محشر ہو گیا
لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا

چھپ کے پردے سے ضیائے حسن چمکی تھی کلیم
آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا

نکہتِ گل اس کو سمجھوں یا کہوں نورِ نگاہ
اتنے پردوں میں بھی چھپ کے پردے سے باہر ہو گیا

اس کے مہرِ حسن کی کرنیں حجابِ رخ ہوئیں
کب اٹھا پردہ وہ کب بیچ سے باہر ہو گیا

وعدۂ دیدار یاد آیا سنا جب شورِ حشر
میں نے یہ سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا

میری ہستی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی
مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا

جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوش اتنا نہیں
یار پردہ میں ہے یا پردے سے باہر ہو گیا

ایسے کی بے پردگی و پردہ کا کیا اعتبار
بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا

تھی تو بیدم یہ کبھی بےخودوں کی شان تھی
ذکرِ مے پر شیخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا

تجلیِ رخِ روشن کا کیا ٹھکانا تھا
ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا

نگاہِ ناز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا
نظر نظر سے ملی تھی کہ دل نشانہ تھا

خیال و خواب ہوئے وہ مزے جوانی کے
عجیب دن تھے عجب سن عجب زمانہ تھا

بجھا نہ پائے بجھاتے کسی کے دل کی لگی
چراغِ ہستیِ عاشق کا کیا بجھانا تھا

قرار گھر میں نہ صحرا میں چین سے بیٹھے
یہیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا

سنی جو میری مصیبت کی داستان تو کہا
کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانہ تھا

بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدم
کہ عندلیب کا صحرا میں آشیانہ تھا

کچھ گلا ان سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخِ پیر کا
سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا

وعدۂ فردا کا مطلب ہی نہ سمجھا نامہ بر
خط پہ ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا

چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا
ہو گیا آج اک نہیں پہ فیصلہ تقدیر کا

پھر پھرا کر ان کا در ہم ہی کو آیا آخر نصیب
کیوں نہ ہوں ممنون اپنی گردشِ تقدیر کا

آئے ہیں وہ دیکھنے مرنے کا تماشا دیکھئے
اے اجل اب آ کہ یہ موقع نہیں تاخیر کا

جان بھی دل کی طرح جانگہ ہے تیر جا چکے
ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا

یادِ گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زنداں کی بہار
سنبلستاں ہے ہر ایک حلقہ مری زنجیر کا

چرخ کو چکر دیا کیوں تو نے قسامِ ازل
یہ تو حصہ تھا ہماری گردشِ تقدیر کا

خلد قسمت میں نہیں بیدم تو دوزخ ہی سہی
ہے کہیں آخر ٹھکانا عاشقِ دلگیر کا

وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغاں نہیں ملتا
کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا

اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم
بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا

مٹانے والوں نے مجھے اس طرح مٹایا ہے
کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

وہ ہم کو چھوڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق
انہیں جو شب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا

نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فرازِ منزلِ عشق
زمیں ملی ہے تو آسماں نہیں ملتا

اس آستانہ کو میری جبیں نہیں ملتی
مری جبیں کو وہ آستاں نہیں ملتا

عدم سے آئے تھے دنیا کو سمجھ کے بزمِ سرور
مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا

ہوا نے اس کو اڑایا کہ برق نے پھونکا — جہاں رکھا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا
تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں — کہ ان کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا
مسیح دہر ترے کس نے کیا نہیں پایا — مجھی کو مرہم زخم نہاں نہیں ملتا
مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بناتا ہے — تجھے بھی اور کوئی آسماں نہیں ملتا
ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا تھا — کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا

ہمیں میں کچھ نہیں بیدمؔ یہ کیوں نہیں ملتے
یہ کیا کہا کہ کوئی قدرداں نہیں ملتا

تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو — اے بتو کیا کسی کے خدا ہو
اپنے مستوں کی خیرات ساقی — ایک ساغر مجھے بھی عطا ہو
کچھ سہا بھی ہے بیمارِ غم میں — اب دعا ہو تو کس کی دوا ہو
آؤ دل ور شب وعدہ آ کر — صبح تک پھر خدا جانے کیا ہو
تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا — اے دلِ زار تیرا بُرا ہو
غصے میں بھی رہا پاسِ دشمن — لب پہ ہے یہ کہ تیرا بھلا ہو

تم کو بیدمؔ ہمیں جانتے ہیں
پارسا ہو بڑے پارسا ہو

تم ملو میری قسمت رسا ہو — دردِ دل، اے دردِ دل کی دوا ہو

سارے عالم سے بیگانہ مجھے کے
پھر کوئی یار کا آشنا ہو

بے تجھے ساقیا مے تو مے ہے
زہر سمجھوں جو آبِ بقا ہو

دِل مٹے بھی تو تیری گلی میں
خاک ہو تو تِری خاکِ پا ہو

اسکا نام و نشاں پوچھنا کیا
جو تِری راہ میں مِٹ گیا ہو

میری مشکل کو آساں کردو
یا علیؑ آپ مشکل کشا ہو

زندگی ختم ہو تیرے غم میں
یاد میں تیری بیدم فنا ہو

کھینچی ہے تصور میں تصویرِ ہم آغوشی
اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مِری بیہوشی

پا جاتا ہے کھو جانا کھو جانا ہے پا جانا
بیہوشی ہو ہشیاری ہشیاری ہے بیہوشی

میں سازِ حقیقت ہوں ہمسازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی گویائی ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درِ خاموشی

ہر دل میں تجلی ہو آئینۂ رُخِ روشن کی
خورشید سے حاصل ہے ذرّہ کو ہم آغوشی

جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مِری خاموشی

یہ حسن فروشی کی دوکان ہے یا چلمن
نظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی

ہاں خاک کا ذرّہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانۂ دنیا ہے یا عالمِ بے ہوشی

ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ہاں ہاں تیری رحمت کا ہے کام خطا پوشی

Scanned with CamScanner

اس پردے میں رشکِ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدمؔ کعبے کی سیہ پوشی

شادی و الم سب سے حاصل ہے سبکدوشی
سو ہوش میں ہے صدقے تجھ پر مری بیہوشی

گم ہو کے پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی

کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کھل ہی گئی تو دشمن نے تقدیر ہم آغوشی

وہ قلقلِ مینا میں چرچے ہی تو رہ گئے
اور شیشہ و ساغر کی ٹکرانے میں سرگوشی

ہم رنج بھی پانے پر ممنون ہی ہوتے ہیں
ہم سے تو نہیں ممکن احسان فراموشی

ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا
دینا مگر اے ساقی اک ساغرِ بے ہوشی

کل عرصۂ محشر میں جب عیب کھلیں میرے
رحمت تری پھیلا دے دامانِ خطا پوشی

ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدمؔ
ساقی تیری آنکھیں ہیں یا ساغرِ بیہوشی

ہے رخ کا پہلو نشین سہرا
نہ ہو یہ کیوں مہ جبین سہرا

قرآن سعدین سامنے ہے
حسین دولہا حسین سہرا

جبیں سہرے کو چومتی ہے
کہ چومتا ہے جبیں سہرا

ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں
ہے کس قدر نازنین سہرا

یہ الجھا کنگنے سے اس لئے ہے
کہ چوم لے آستین سہرا

چھپا ہے مقنع میں کس ادا سے بنا ہے پردہ نشین سہرا
نظر میں کھب جائے سب کی بیدم
ہر اک کے ہو دل نشین سہرا

بت خانے میں کعبہ کی تنویر نظر آئی بت میں بھی ہمیں تیری تصویر نظر آئی
وابستۂ گیسو کو گیسو کا خیال آیا جب دور سے زنداں کی زنجیر نظر آئی
یہ گلشنِ ہستی بھی اک دفترِ رنگیں ہے ہر گل کے ورق پر اک تصویر نظر آئی
جب انکی نظر بدلی شام اور سحر بدلی تیری دعاؤں سے تاثیر نظر آئی
بیدم شبِ فرقت میں مرنے کی دعا مانگی
جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی

مبارک باد

میکشو مشربِ رندانہ مبارک باشد بیعتِ مرشدِ میخانہ مبارک باشد
آج ہی عید تری دیدۂ دیدار طلب یار ہے زینتِ کاشانہ مبارک باشد
زخمہائے دلِ صد چاک مبارک ہم کو یار کو غمزۂ ترکانہ مبارک باشد
میکدہ کھلتے ہی رحمت کی گھٹائیں آئیں گردشِ ساغر و پیمانہ مبارک باشد
پیچ و خم یار کی زلفوں کیلئے راس آئیں تجھ کو وحشت دلِ دیوانہ مبارک باشد
یا خدا طالبِ اکسیر کو اکسیر ملے ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد

آئینہ خانہ بنا عالمِ صورت بیدمؔ
لطفِ نظارۂ جاناں نہ مبارک ہوا شد

دشمن کی دعا جا کے پھرے باب اثر سے — ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے
اک سادہ ورق تھی مری امید کی دنیا — رنگیں ہوئی رنگیں نگاہوں کے اثر سے
یہ مقتلِ عشاق ہے یا تیری گلی ہے — جاتا ہے جو آتا ہے کفن باندھ کے سر سے
ہم بادیِ گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو — جو تنکے قفس کی طرف آتے ہیں ادھر سے
گننی ہی کبھی چن پایا گلِ عارضِ جاناں — شرمندہ ہوں کوتاہیِ دامانِ نظر سے
جو گیسو و عارض کے تصور میں نہ گزرے — باز آئے ہم اس شامِ سیہ اور سپیدی سحر سے
آن سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گہِ ناز — جو وسعتیں آ گئی ہیں مری حدِ نظر سے
جو دیر و حرم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پہ — اُن کو ہے سروکار ادھر سے نہ ادھر سے
رحمت کی گھٹا آج جو گھنگھور اٹھی ہے — یارب یہ مری کشتِ تمنا پہ بھی برسے
حالِ دلِ بیمار بتاؤں گا مسیحا — فرصت تو ملے مجھ کو ذرا دردِ جگر سے

یہ صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا ہے
بیدمؔ نہ اٹھا ہے نہ اٹھیگا ترے در سے

غش ہوئے جاتے جو کبھی طور پہ موسیٰ دیکھو — کیوں نہیں دیکھتے اب یار کا جلوہ دیکھو
مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدہ دیکھو — حشر کے روز کرنا کہیں پردا دیکھو

غش کے آثار ہیں پھر غش مجھے آیا دیکھو
پھر کوئی رعنائی پردۂ حجاب اٹھا دیکھو

اُن کے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں
نئی دنیا ہے مرے شوق کی دنیا دیکھو

طور پہ بھی نہیں نظارۂ جاناں موقوف
دیکھنا ہر ذرہ میں جلوہ ہے ہر جا دیکھو

اثرِ نالۂ عاشق نہیں دیکھا تم نے
تھام کر دل کو سنبھل بیٹھو ذرا اچھا دیکھو

طرزِ مجنوں کی نگاہوں سے بتاتے ہیں ہمیں
اسی لیلیٰ میں ہے اک دوسری لیلیٰ دیکھو

بحرِ توحید سے معمور ہے ذرہ ذرہ
لہریں لیتا ہے ہر اک قطرۂ دریا دیکھو

وہ مرے جانِ جہاں آنکھوں سے سمجھا بات دلی
پھر تو دل ہی ہے وہ عالم کا تماشا دیکھو

سب میں جلوہ نما ہے بسی کی تو نہ دلیل اللہ کا شش
نظرِ شوق کہاں کہاں ہے جلوہ کا دیکھو

نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو ہمدم
رازِ دل اُن پہ ہوا جاتا ہے افشا دیکھو

ہے کوچۂ الفت میں وحشت کی فراوانی
جب قیس کو ہوش آیا لیلیٰ ہوئی دیوانی

پیش آئی وہی آخر جو مجھ کو تھی پیش آنی
قسمت میں ازل ہی سے لکھی تھی پریشانی

دل اس کو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے
غفلت ہی مری غفلت نادانی سی نادانی

جاتا نہیں سر سے سودا انہی زلفوں کا
الجھن ہی سمجھ کر کم ہو نہ پریشانی

اس نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں
تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے با آسانی

اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
نادانی ہے دانائی، دانائی ہے نادانی

Scanned with CamScanner

ہو زیست جنہیں پیاری وہ اور کوئی ہونگے — ہم مر کے دکھا دینگے مرنے کی اگر ٹھانی
ہوشیاری زاہد سے اچھی مری بیہوشی — اس وقت ریائی سے بہتر مری عریانی

کیا وادیٔ غربت میں بچھڑی ہے یہ بیدم سے
سر پیٹتی پھرتی ہے کیوں بے سر و سامانی

میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش — تصور ہے ترا یا تو ہم آغوش
جنونوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی — پکارا ضبط بس خاموش خاموش
کسے ہو امتیازِ جلوہ یار — ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش
ابھار کھائے اک طوفان تو نے — ارے قطرے ترا اللہ رے جوش
میں ایسی یاد کے قربان جاؤں — کیا جس نے دو عالم کو فراموش
ہے بیگانوں سے خالی خلوتِ راز — چلے جائیں نہ اب آئیں مرے ہوش
کرو رندو گناہِ مے پرستی — کہ ساقی ہے عطا پاش و خطا پوش
ترے جلوے کو موسیٰ دیکھتے کیا — نقاب اٹھنے سے پہلے اڑ گئے ہوش
کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستم بھی — کہ پہلو میں ہے ظالم اور روپوش

پیو تو خم کے خم پی جاؤ بیدم
ارے! مے نوش ہو تو یا بلا نوش

یہ سچ ہے کعبۂ دل کو کسی کے ڈھا دینگے — تو روزِ حشر خدا کو جواب کیا دینگے

Scanned with CamScanner

حضور رب کو قیامت میں بخشوا دینگے
جو کوئی دے نہ سکیگا وہ مصطفےٰ دینگے

وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دینگے
چھڑک چھڑک کے نمک بجلیاں گرا دینگے

جناب شیخ کو ازبر ہے قصۂ محشر
جب آپ کے بیٹھینگے جھکے سے چھیڑا دینگے

وہ میری قبر کو پامال کر کے جائیں گے
تھکے ہوئے ہیں کہ نقشِ وفا مٹا دینگے

بلا رہے ہیں انہیں لاش چارہ ساز مرے
دلاسے دے دے کے دردِ جگر بڑھا دینگے

یہ نالے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے
یہ اشک کیا مرے دل کی لگی بجھا دینگے

تجلی رخِ روشن کو دیکھا معلوم
وہ جلوے چشمِ تمنا کو تلملا دینگے

خدا کرے کہ نہیں بھی کہیں محبت ہو
تو اضطراب ہے کیا شے یہ ہم بتا دینگے

مٹے جنوں سے نشاں یار کا ملے تو ملے
جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ پتہ دینگے

اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
جہاں پہ تو نظر آئیگا سر جھکا دیں گے

آئے مسیح بھی بیدم اٹھا نہیں سکتے
حسین اپنی نظر سے جسے گرا دیں گے

تیری چشمِ مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے
نشہ تو مے پیے ہے مجھ کو مگر آنکھوں میں ہے

آج تک وہ نقشۂ دیدار و درد آنکھوں میں ہے
جلوۂ فیضانِ تصور گھر کا گھر آنکھوں میں ہے

تو چھپے تکتا ہے اے تیرِ نظر آنکھوں میں ہے
اب جگر میں کیا ہے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

آج تو اے جوشِ گریہ غم کی گلکاریاں
خونِ دل ان پہ ہر جگہ آنکھوں سے بہا ہے

زلف و رخِ حسیں دیکھتا ہے جلوۂ لیل و نہار
کچھ سویرے شام کچھ نذرِ سحر آنکھوں میں ہے

یاد ہے جہاں یاد ہے وہ بزم تھی بزمِ ناز
ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے

ایک خط لیکر گیا ہے کوئے جاناں کی طرف
بہرِ تسکیں اک خیالی نامہ بر آنکھوں میں ہے

اب کہاں پہلو میں آہ پیکاں نالہ لب کہاں
کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

دیکھ کر دردِ جگر آنکھیں چرا لی یار نے
ہو نہ ہو کچھ چارۂ دردِ جگر آنکھوں میں ہے

کیوں خفا ہو اب آسماں پر اپنی آنکھوں کی دماغ
جانتے ہو کس کی خاکِ رہگذر آنکھوں میں ہے

واہ رے مشقِ تصور کوئی گھر خالی نہیں
ایک صورت کے مصور لیں ادھر آنکھوں میں ہے

مل گئیں مارا ہجر میں بسمل کیا بے دم کیا
اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے

ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دینگے
دنیا اسے دیکھے گی دنیا کو دکھا دینگے

مانا انہیں پھر مجھ سے احباب ملا دینگے
کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دینگے

ہے ضبط یہی دولت اللہ اسے رکھے
ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے ہلا دینگے

جاں انکی ہے دل انکا ہم انکے ہیں سب انکا
وہ لینگے تو کیا لینگے ہم دینگے تو کیا دینگے

ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی
ہاں زخمِ جگر یونہی رِس رِس کے مزا دینگے

گر داورِ محشر نے اعمال کی پرسش کی
چپکے سے ہم اس بت کی تصویر دکھا دینگے

اپنا تو یہ مذہب ہے کعبہ ہو کہ بتخانہ
جس جا انہیں دیکھیں گے ہم سر کو جھکا دینگے

جب ہم نہ رہے بیدمؔ تب چارہ گر آئے ہیں
اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دیجئے

تھا سکونِ خاص تھا دستِ حسینِ ساز میں
رنگِ نمود بھر دیا جلوۂ دلنواز میں

اتنا تو ربطِ خاص ہو ناز میں اور نیاز میں
دل میں خدنگِ ناز ہو دل ہو خدنگِ ناز میں

کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریمِ ناز میں
چھپ کے کہیں جھلک اٹھے آئینۂ مجاز میں

حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں خانہ جنگیاں
برقِ نظارہ سوز میں چشمِ نظارہ ساز میں

کار ہے سر اتارنا پیار سے مل کے مارنا
کس کی ادائیں آ گئیں تیغِ گلو نواز میں

یہ بھی دکھا دے اے صبا صدقہ کسی نگاہ کا
میری وفا کے پھول ہیں آج رکھ دے دستِ ناز میں

اب کوئی کیا اٹھائیگا اب کوئی کیا اٹھائیگا
میں ہوں کسی کا نقشِ پا رہگزرِ نیاز میں

دیکھ لے اے صبا مرا سجدۂ شوق تو نہیں
آج ہے ایک پائے بوس آنکھ کے حریمِ ناز میں

خنجرِ ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ
یاد وہ میرے گلے پہ ہو یا ترے دستِ ناز میں

یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں دل و جبینِ شوق
میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں

بیدمؔ خستہ خاک بھی تیری نہ لے ادب سے
ذرّے نہ اڑ کے جا ملیں گردِ رہِ حجاز میں

نہ نکلے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے
رکھو سینہ پہ زانو اور نکالو چیر کے ٹکڑے

بنے تسکینِ دل ہو گئے ہیں تیر کے ٹکڑے
بحمد اللہ ملے مجھ کو مری تقدیر کے ٹکڑے

Scanned with CamScanner

مرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھ کو
میں اپنے دل کو ڈھونڈھوں ملیں تمہارے تیر کے ٹکڑے

یہ فرمایا جو آئے اپنے وحشی کے جنازے پر
بجائے چادرِ گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مرا قاصد جو لایا ہے جواب اور یہ جواب آیا
کہ لا کر دیدیئے مجھ کو مری تحریر کے ٹکڑے

متاعِ وحشتِ دل بیچنے اٹھیں گے قیامت میں
ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے

جگر کو مجھ سے کچھ دل نے بچائے کچھ رگِ جاں نے
ہوئے تقسیم یوں الفت میں ان کے تیر کے ٹکڑے

تبرک ہو گئیں کٹتے ہی ساری بیڑیاں میری
کہ مجنوں لینے آیا مجھ سے زنجیر کے ٹکڑے

دمِ آخر تھا دیوانہ تڑپتا ہے کہ زنداں میں
پڑے ہیں جا بجا الجھی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے

سراپائے شہیدِ کربلا ہے مصحفِ ناطق
ہیں بیدم پارۂ قرآں تنِ شبیر کے ٹکڑے

میں کیا کہوں کہ کیا نگہِ فتنہ گر میں ہے
یہ دیکھتا ہوں حشر بپا رہگذر میں ہے

پھرنا تری نگاہ کا میری نظر میں ہے
ترچھا سا ایک زخم ابھی تک جگر میں ہے

شوقِ جوابِ نامہ کدھر ہے ترا خیال
میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے

دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل
تم دل میں ہو تو دولتِ کونین گھر میں ہے

اک میں کہ میری شام شبِ انتظار ہے
اک وہ کہ جن کی شام امیدِ سحر میں ہے

اب اس کو تیرِ ناز کہو یا مری قضا
ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے

اک آپ ہیں کہ آپکو اپنوں سے ہے حجاب
اک جلوہ آپ کا ہے کہ سب کی نظر میں ہے

Scanned with CamScanner

اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں
جسکی نظر میں تم ہو وہ تیری نظر میں ہے

یا تو تمہارے گیسو و رخ کے ہیں شعبدے
یا تم سا کوئی پردۂ شام و سحر میں ہے

شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں
راحت تری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے

محوِ خرامِ ناز ذرا دیکھ بھال کر
افتادہ یا شکستہ کوئی رہگذر میں ہے

پردہ تعینات کا آنکھوں سے اٹھ گیا
اب دیر و کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے

بیدم تمام رات تڑپتے گذر گئی
یادِ مژہ ہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
جب سے سنا ہے یار لباسِ بشر میں ہے

اپنا ہی جلوہ ہے جو ہماری نظر میں ہے
اب غیر کون چشمِ حقیقت نگر میں ہے

وہ گنجِ حسن ہے دلِ ویراں میں جلوہ گر
فضلِ خدا سے دولتِ کونین گھر میں ہے

ہیں اک فروغِ نقشِ کفِ پا کے فیض سے
ہر ذرہ آفتاب تیری رہگذر میں ہے

اللہ خیر میرے دلِ بیقرار کی
اندازِ یاس کا گفتۂ نامہ بر میں ہے

خود بینیوں کی آنکھ ملی چشمِ شوق کو
میری نظر بھی آج تمہاری نظر میں ہے

بننے سے پہلے ساغرِ مے ٹوٹ جاتے ہیں
کیا محتسب کی خاک کفِ کوزہ گر میں ہے

غربت میں بھی خیالِ وطن ساتھ ساتھ ہے
یہ بھی نہ ہو تو کس کا سہارا سفر میں ہے

اے نوح اپنی کشتیِ عالم سے ہوشیار
طوفانِ گریہ آج مری چشمِ تر میں ہے

Scanned with CamScanner

اک جہاں ہے درونِ گھر آباد میں مرے
دل میں ہے تیر کا پیکاں جگر میں ہے

حیران ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں
کعبہ میں بھی وہی بتِ کافر نظر میں ہے

ہنستے ہو تم مرے گریۂ بے اختیار پر
یہ آپ کی ادا نمکِ زخمِ جگر میں ہے

بیدم یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش
نکلے ہیں ڈھونڈنے کو اسے ہم جو گھر میں ہے

اسیری میں اٹھائے لطفِ باغِ آشنائی کے
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے

یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن
وفا کر کے بنے صدقے تمہاری بے وفائی کے

جدائی تا بکے آخر کوئی حد بھی جدائی کی
گئے گزری کہاں تک آ گئے ہجرِ جدائی کے

اگر چشمِ حقیقت ہے میں دیکھیں دیکھنے والے
تو بت میں بھی نظر آتے ہیں جلوے کبریائی کے

حسینوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں
مری آنکھیں نہیں ہیں دو پیالے ہیں گدائی کے

کہاں کا شورِ محشر وعدۂ فردا نے چونکایا
ابھی سوتے تھے ہم جاگے ہیں جیسے شامِ جدائی کے

ثبوتِ بندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
نشاں ہیں ان کے سنگِ در پہ میری جبہ سائی کے

طلوعِ آفتابِ حشر ہونے ہی کو ہے بیدم
چراغ اب بجھنے والے ہیں مری شامِ جدائی کے

سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وار چتون کے
میں کھائے جاتا ہوں سینہ پہ تیر چتون کے

کلیم جائیں جو جاتے ہیں طورِ سینا پر
ہمارے دل ہی میں جلوے ہیں طورِ ایمن کے

میں خاک ہو کے طوافِ چمن پہ پھرتا ہوں　　مرے بگولے بھی پھرتے ہیں گردِ گلشن کے
نکالا جب مجھے صیاد نے گلستاں سے　　جلائے برق نے تنکے مرے نشیمن کے

صبا بھی ہے بس اک ساعتِ ہوا خواہی　　کہ حق میں تجھ پہ بہار سے چراغِ مدفن کے
یہی ہے مذہبِ جبریل اور کیا ہو مذہبِ جنوں　　جو تن باقی ہیں وہ ایک تارِ دامن کے

وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدم
کہ ان کی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے

ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے　　کہ تجھ کو زیبِ آغوشِ تمنا یار دیکھیں گے
جب آ تمکین نہ کر لیں گے جمالِ یار دیکھیں گے　　ارے ساقی کی ہم یہ منزلِ دشوار دیکھیں گے
کسی کے جاتے ہی یہ منظرِ حسرت فزا ہوگا　　میں گھبراؤں گا جب گھر کے در و دیوار دیکھیں گے
کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوہ کے ہو بیٹھے　　اسی بُتنے پہ کہتے تھے جمالِ یار دیکھیں گے
مدینہ میں پہنچتے ہی دلِ مضطر پکار اٹھا　　بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے
ہٹا دو آن کر بالیں سے کہ میرا دم نکلتا ہے　　وہ گھبرا جائیں گے جب میرا حالِ زار دیکھیں گے
یہاں تو رہ نہ چالاک سے نئے فتنے اٹھانے ہو　　قیامت میں تمہاری شوخیٔ رفتار دیکھیں گے
حرم میں دیر میں دل میں غرض سب جہاں تو ہے　　تجھی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے
اشاروں پر جو مر مٹنے کو تیار بیٹھے ہیں　　وہ کن آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے
مری رسوائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدم　　وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے

دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبےٰ کا ہوش تھا　　کیا جانے کس جہاں میں ترا بادہ نوش تھا

اللہ رے اس کے قتل کی حشر آفرینیاں　　ہر قطرۂ جبیں خون کا طوفان بدوش تھا

اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے　　نظارہ گاہ میں مجھے آنا ہی ہوش تھا

گو بے کفن تھے لاشۂ آوارگانِ عشق　　لیکن غبارِ دشتِ جنوں پردہ پوش تھا

منصور کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا　　پی لی صراحی اس نے جو پیمانہ نوش تھا

آج آیا اُن کے در پہ جبیں سائیوں کے کام　　کل تک جو جسمِ زار پہ سر بارِ دوش تھا

کافی ہے یہ پتھر لوحِ مزار پہ
بیدم ترا غلام تھا حلقہ بگوش تھا

دارُوئے دردِ نہاں اے حسنِ جانی صنما　　عیسیِ مردہ دلاں یوسفِ ثانی صنما

تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ مرا دل قرباں　　وارثِ کون و مکاں فخرِ زمانی صنما

تیرا ہر جلوہ ہے آئینہ اسرارِ ازل　　تیری صورت میں ہیں لا وادِ معانی صنما

دل کے داغوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے　　کہ یہ داغ ترے ہیں تیری نشانی صنما

تو ہی جب قصۂ غم سے مرے گھبراتا ہے　　پھر سُنے کون مرے غم کی کہانی صنما

تا کجا اشک بجھائیں گے مرے دل کی لگی　　پھونکے دیتا ہے مجھے سوزِ نہانی صنما

وقفِ سجدہ ہو ترے در پہ جبیں بیدم
قبلۂ دل صنما کعبۂ جانی صنما

یہاں تم چھپنے والوں کو دو چار دیکھیں گے — مگر محشر میں لاکھوں طالبِ دیدار دیکھیں گے
تمہارے گھر میں دخلِ غیر بھی سو بار دیکھیں گے — جو قسمت کھا گئی ہمیں لاچار دیکھیں گے
ادھر پردہ اٹھا ادھر اسطرف عاشق کو غش آیا — اسی پہ کہہ رہے تھے ہم جمالِ یار دیکھیں گے
زبیدہ قتل پہ جب عید ٹھہری مرنے والوں کی — ہلالِ عید کو دیکھیں گے کہ تلوار دیکھیں گے
ہزاروں سر جھکے ہیں ایک سجدۂ شہادت پہ — ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے
رہا نہ نبی جب وہ محوِ خرامِ ناز تو اک دن — تری پامالیاں بھی چرخِ کج رفتار دیکھیں گے

بہر صورت انہیں ہم دیکھ کر مانگیں گے اے بیدم
جو یوں ممکن نہیں مر کر کے زیرِ دار دیکھیں گے

ترے رخ زرشاہ قرآں ہے تو بسم اللہ کا سہرا — خدا رکھے کہ جچتا ہے مرے نوشاہ کا سہرا
اسے جبرائیل لائے ہیں گندھا کر باغِ رضواں سے — محمد مصطفیٰ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا
قبائے مصطفیٰ اور جامہ ہے انوارِ الٰہی کا — جلال اللہ کا مقنع جمال اللہ کا سہرا
بھلی ساعت میں ماں نے آ کے نوشہ کے باندھا ہے — خدا کے فضل سے نامِ رسول اللہ کا سہرا

یہ بیدم آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں
دولہن دولہا کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا

زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق — ناوک فگن نے خوب عطا کی زبانِ شوق
میں سن رہا ہوں ختم نہ کر داستانِ شوق — کیا خشک ہو گئی زباں تری قصہ خوانِ شوق

مشتاقِ دید کا تو دم آنکھوں میں آ گیا — سنئے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق
اس طرح آج دل پہ گری برقِ آرزو — گویا گرا زمین پہ اک آسمانِ شوق
تیغِ نگاہ چلے اپنا کلیجہ بنا سپر — پھر سنئے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق
پھونکا ہے کیا نسیمِ تمنا نے کان میں — رکھتے نہیں زمین پہ قدم رہروانِ شوق
مر بھی چکے یہاں جنہیں مرنے کا شوق تھا — اب آئے ہیں حضور لینے امتحانِ شوق
دیکھی کہاں ہیں آپ نے عالم نمائیاں — ہے ذرہ ذرہ خاک کا میری جہانِ شوق

ناحق ابھی سے مرنے کی ٹھانی یہ کیا کیا
بیدم تمہارے دم سے ہے بر نام داستانِ شوق

دشمن سے پھر کر رہا ہے میرا بیانِ شوق — متعرض بن کے چلتی ہو گویا زبانِ شوق
کیا ان کا ساز ہے یہ مری داستانِ شوق — رکتی ہو کہیں بیان نہیں قصۂ خزانِ شوق
مایوس پھر رہی ہیں مری نا امیدیاں — اترا ہے آج دل میں مجھے کاروانِ شوق
فتنے بھی میری خاک کے اٹھتے ہیں شوق میں — اٹھے غبار سے کیسے چلا آسمانِ شوق
اے شوق دید اسکو منا جیسے ہو سکے — روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا مہمانِ شوق
اے یوسفِ امید مبارک تجھے سفر — ہے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق
جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا — حال تباہ میرا بنا ترجمانِ شوق
مشکل بکفت چلا ہے مرا داغِ آرزو — بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق

بیدمؔ خدنگِ طعنۂ دشمن نہ چل سکا
اس کے آنا سیکھے سے نہ تری کمان فحق

ادا پہ تیری دل ہے آنے کے قابل
مری جان ہے تجھ پہ جانے کے قابل

انہیں کر کے جُدا چمن سے بجلی نے پھونکا
وہ تنکے جو تھے آشیانے کے قابل

ترے مصحفِ رُخ کو اللہ رکھے
یہ قرآن ہے ایمان لانے کے قابل

ہمارا غمِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا
چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل

جبیں مدتوں سے لئے پھر رہی ہے
جو سجدے ہیں اس آستانے کے قابل

جگر میرا دل ناوکِ نازِ جاناں
یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل

میں بیدمؔ اسی بات پر مست رہا ہوں
کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل

مبارک ساقیِ مستاں مبارک
فروغِ مجلسِ رنداں مبارک

جبینِ حق کے سجدوں پہ سجدے
تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک

تجلی جمالِ روئے جاناں
تجھے اے دیدۂ حیراں مبارک

ادائے دلبری و دل نوازی
تجھے اے خسروِ خوباں مبارک

ردائے خواجگی تاجِ ولایت
تمہیں اے مرشدِ دلاں مبارک

کسی کے زخمہائے دل کو یارب
کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک

Scanned with CamScanner

درِ وارث پہ ہے بیدم کا بستر
تری جنت تجھے رضواں مبارک

اگر کعبہ کا رخ بھی جانب میخانہ ہو جائے
تو پھر سجدہ مری ہر لغزشِ مستانہ ہو جائے

وہی دل ہے جو حسنِ عشق کا کاشانہ ہو جائے
وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے

یہ اچھی پردہ داری ہے یہ اچھی رازداری ہے
کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے

مرا سر کٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر
دمِ آخر ادا یوں سجدۂ شکرانہ ہو جائے

تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی
عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے

شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن
تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے

وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے
جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر بتخانہ ہو جائے

کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے
دلِ صد چاک الجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے

یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے

سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے

وہ مے دے دے جو پہلے شبلی و منصور کو دی تھی
تو بیدم بھی نثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے

کہیں محشر میں بھی وہ مائلِ پروانہ ہو جائے
بھری محفل میں یہ چشمِ آشنا دیوانہ ہو جائے

چلی ہیں میری آہیں عرش کا پایہ ہلانے کو
کہیں برہم نظامِ عالمِ بالا نہ ہو جائے

Scanned with CamScanner

فریبِ حسنِ صورت آفریں کا جال پھیلا ہے — کہیں اے شوقِ نظارہ تجھے دھوکا نہ ہو جائے
چلا تو ہے تجلی زارِ دیدار کی دُھن میں — فروغِ حسنِ جاناں حسن کا پروانہ ہو جائے
فراوانی سے آہِ عالم سوز کی ڈر ہے — کہیں برباد حسن و عشق کی دنیا نہ ہو جائے
تجلی جمالِ مہرِ عالم تاب کے آگے — کہیں یہ دیدۂ مشتاق نابینا ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدمؔ کیوں نہیں آتے عیادت کو
انہیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے

وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی — یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی
مرے دل میں جو آ بیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی — کسی پردہ نشیں کی یاد بھی پردہ نشیں نکلی
لبِ زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی — کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چیں بر جبیں نکلی
کرشمے کی انہیں لائی کے کھینچا انہیں کھینچا — نہ کچھ ہونے پہ بھی سب کچھ نگاہِ واپسیں نکلی
ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت کے — گریباں سے گلے ملنے جو میری آستیں نکلی
مرادِ جبہ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی — انوکھی کیا ابھرتی گھر کے جاناں کی زمیں نکلی
بہت اچھی رہی سودا اسیرِ تنگیٔ دشتِ وحشت میں — ادھر سے چل دیا دامن ادھر سے آستیں نکلی
تعلق ہی نہیں جب آپ کو تو پوچھنا کیا ہے — تمنائے دلِ مضطر کہاں نکلی کہیں نکلی
گلے پہ چلتے چلتے دیہ یاد اس پہ بھی چھٹنا — چھری کیا مرے قاتل کی بہار آستیں نکلی
ستانے میں ستم ہو جاتے ہیں اور مجھ کو ستاتے ہیں — کہیں جو جھک کے ناز کے سے جاناں کی جبیں نکلی

ابھی تو آسماں پر تھا دماغ اپنی تمنا کا
زمیں پر رہ گئے نکلی اسکے سجدے جب نہیں نکلا

کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشا ہے
دوبارہ کس لئے بیدم مری جان حزیں نکلی

آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اتر گئی
میرا تو فیصلہ نگہ ناز کر گئی

آئی ادھر بہار جوانی ادھر گئی
برباد کرنے آئی تھی برباد کر گئی

اچھا سلوک کر کے نسیم سحر گئی
پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی

اس رشکِ آفتاب کو دیکھا ہے خواب میں
سجدہ ہوا حرام نمازِ سحر گئی

دل کو سرور و کیف محبت عطا کیا
سب کچھ نگاہ مرشدِ میخانہ کر گئی

پہلے بھی تیغ ناز چمکنے میں برق تھی
میرے لہو میں ڈوب کے معنی نکھر گئی

اب شورِ حشر مجھ کو جگائے تو غم نہیں
میں سو لیا لحد میں مری نیند بھر گئی

سنتے تھے کہ راہِ محبت میں سر گیا
اس سر کے ساتھ ہی خلش درد سر گئی

رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال
محفل میں آبرو مری اے چشم تر گئی

فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستان غم
چھیڑو نہ اس کا ذکر جو گزری گزر گئی

شیرازہ سکون پریشان ہو گیا
بیدم بیاض حسرت و ارماں بکھر گئی

فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
اے مرگ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی

قسمت کے میری پیچ نکلنا محال ہیں
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنور گئی

تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی

یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا
یہ آپ کی زبان کہ کہہ کر مکر گئی

موقوف دیر پر ہے نہ کعبہ پہ منحصر
دیکھا گئے انہیں کو جہاں تک نظر گئی

ساغر ہے میرے ہاتھ میں اے اہل میکدہ
توبہ کو دیکھنا مری توبہ کدھر گئی

خیر آپ تو رہے گھر رقیب کے
یاں بھی ہمارے دل پہ جو گذری گذر گئی

نعرۂ حسد ہے رشک کا بازار گرم ہے
قیلے نصدائی اہل ہنر گئی

وہ آ کے بیٹھے ہیں بیدم کی لاش پر
اب پانی لیکے آئے ہیں جب پیاس گئی

جب سے دل کشمکش گیسو و رخسار میں ہے
مومنوں میں ہے شمار اپنا نہ کفار میں ہے

سر ہے دل میں جگر دیدۂ خونبار میں ہے
رازِ الفت کا ابھی تک نہ بیاں چاہیے ہے

ایک وہ ہیں کہ ہر اک دل ہے خریدار ان کا
اک ہمارا دل کہ تمنائے خریدار میں ہے

سر دیا جس نے رہِ عشق میں سودا تھا
سچ ہے معراج محبت رسن و دار میں ہے

طور ہی پر نہیں موقوف لقائے محبوب
آنکھ والا کوئی ہو ہر در و دیوار میں ہے

تشنگانِ شہادت کی بجھا تشنہ لبی
اسی پانی سے جو پانی تری تلوار میں ہے

کاسۂ چشم تمنا میں جو چاہے بھر دے
اے شہِ حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے

Scanned with CamScanner

واقعی قیدیٔ زنجیرِ مذاہب ہیں وہ لوگ　　جو سمجھتے ہیں خدا مسجد و زنار میں ہے

یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی　　اب بھی کچھ ہے تو ہے جب نگہِ یار میں ہے

ناز اٹھاتا ہے کوئی اس جبیں سائی کے
آج پیشانیٔ بیدم بڑی سرکار میں ہے

لا نہیں سکتا انہیں صورِ قیامت ہوش میں　　سوتے ہیں جو اس سایۂ دیوار کے آغوش میں

لے کے خاکِ قیس کو بادِ صبا آغوش میں　　جا رہی ہے کوئے لیلیٰ کی طرف کس جوش میں

میرے عصیاں دیکھ کر میری ندامت دیکھ کر　　کیسے ممکن ہے تری رحمت نہ آئے جوش میں

گرچہ زاہد رسالے تحفہ لائی نسیم　　پھر بھی ہشیار رہے آگے تھے اسم ہوش میں

ساقیٔ کوثر نے سنا کر مژدہ لا تقنطوا　　جگر دیکھو منہ ہے مشتعلِ نوشا نوش میں

دیکھ کر دریا مرے اشکوں کا میری آنکھ سے　　ابر پی لیتا ہے تبسم اس لبِ خاموش میں

آپ سے بیدم بھی گذرا ساقیا الحذر
صورتِ منصور آن کہنی شاہد سے جوش میں

نکلے ہیں سج کے جلوہ نشینانِ اضطراب　　ہر اشک ہے بہارِ گلستانِ اضطراب

جان و جگر ہے تابعِ فرمانِ اضطراب　　دنیائے دل ہے عالمِ امکانِ اضطراب

آہستہ چل خدا کے لئے صرصرِ الم!　　برباد ہو نہ خاکِ شہیدانِ اضطراب

پہلو میں آجکل مرے دل کا پتہ نہیں　　گم ہو گیا ہے یوسفِ کنعانِ اضطراب

Scanned with CamScanner

دل منزلِ فراق کی تاریک راہ میں   لیکر چلا ہے مشعلِ تابانِ اضطراب

دلمیں ہوائے شوق کے جھونکوں کی زد سے   دیکھو اٹھے نہ گوشۂ دامانِ اضطراب

اے انبساطِ وصل یہ باطل نہ دل سے جا   لے دیکھئے ایک تو ہی تو ہے جانِ اضطراب

بیدم کسی کی ابرو و مژگاں کی یاد میں

چلتے ہیں دل پہ خنجر و پیکانِ اضطراب

یاں ہر اک جلوہ ہے جلوہ نما کی صورت   نہ بنے شیخ ہیں کس طرح خدا کی صورت

اشک کی طرح تیری آنکھوں سے گرا ڈالے   مل گئے خاک میں نقشِ کفِ پا کی صورت

جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام   قبر میں بھی یہی آنکھوں میں پھرا کی صورت

اللہ اللہ رے مجبوریِ بیمارِ الم   نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت

آپ کی چشمِ عنایت کا اشارہ نہ ہوا   دیکھتی رہ گئی تاثیرِ دعا کی صورت

یاد گیسو نے مرے دل کو دبایا بیدم

آسماں پر نظر آئی جو گھٹا کی صورت

کہنے والے اپنی کہہ گئے   ہم تو ان کا منہ ہی تکتے رہ گئے

حسرتیں ساری جو تھیں پامالِ غم   لختِ دل اشکوں میں ملکر بہہ گئے

یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب   مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

آئے تھے دعوے لیے جگر کے سامنے   منہ کی کھا کر آج بیدم رہ گئے

Scanned with CamScanner

مجھ سے پوچھو انکی خاموشی کا حال کچھ نہ کہنے پر بھی سب کچھ کہہ گئے

سب گئے بیدم مدینہ کو مگر
ہائے تم اب کے برس بھی رہ گئے

ہے دلِ محزوں مکانِ دردِ دل اچھی دنیا ہے جہانِ دردِ دل
دل بنا ہے قصہ خوانِ دردِ دل اب سنو تم داستانِ دردِ دل
ماجرائے دردِ دل سے پوچھئے دل ہے اپنا ترجمانِ دردِ دل
اللہ اللہ میں سمجھ بیٹھا ہے وہ ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل
ایک لفظِ آہ میں پوشیدہ ہے سر سے پا تک داستانِ دردِ دل
آگیا پہلو میں وہ رشکِ مسیح مٹ گیا نام و نشانِ دردِ دل

پھر دلِ بیدم میں ہے دخلِ سکوں
ٹوٹ پڑ اے آسمانِ دردِ دل

قیس کرتے لیلیٰ میں جب پڑھنے نماز آیا کعبہ سامنے لیکر عشقِ سحر ساز آیا
دردِ دل لے کے چلا پایا بیخودی نے جھپکی لی شوق نے کہا لے دیکھ وہ حریمِ ناز آیا
یونہی میری آنکھوں میں آ کے وہ سما جاتے ہیں جیسے انکی آنکھوں میں شب کو خوابِ ناز آیا
ساتھ لیکے دشمن کو میرے گھر نہ آئیں آپ ایسی مہربانی سے مہرباں میں باز آیا
ہوش بھی جب رخصت عقل نے بھی چھوڑا ساتھ شوق مجھ کو پہنچانے تا حریمِ ناز آیا

Scanned with CamScanner

غزنوی کے آتے ہی شور ہوگا محشر ہوگا بندۂ ایاز آیا بندۂ ایاز آیا
صورتوں کا شیدائی شیخ کا ہوا طالب جادۂ حقیقت پہ رہروِ مجاز آیا
جب چلا سوئے مقتل شوقِ جاں نثاری میں دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیرِ ناز آیا

شکوۂ جور و جفا بیدم اب کریں کس سے
درد دینے والا ہی بن کے چارہ ساز آیا

ہلاک تیغِ جفا یا شہید ناز کرے ترا کرم ہے جسے چاہے سرفراز کرے
ہر اک ذرہ ہے عالم کا گوش بر آواز تو پھر کہاں یہ کوئی گفتگوئے راز کرے
تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلوہ کی وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے
محال ترکِ خیالِ نجات ہے لیکن وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے
مرے کریم جو بے مانگے تجھ سے پاتا ہو وہ جا کے کیوں کہیں دستِ طلب دراز کرے
یہ حسن و عشق کا ہے اتحادِ یک رنگی وہی ہے مرضیٔ محمود جو ایاز کرے

بنائے زندۂ جاوید یا رکھے بیدم
مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہِ ناز کرے

حال ترے ہجر میں دل کا بجھ رہا ہے چراغ محفل کا
داد دے دے کے بیقراری کی دل بڑھاتے ہیں مرے قاتل کا
صبر و تمکیں لے گئی وہ نگاہ لٹ گیا آج قافلہ دل کا

Scanned with CamScanner

میں وہ کشتی ہوں بحرِ فرقت میں — منہ نہ دیکھا ہو جس نے ساحل کا
سرمۂ چشم نہ فلک ٹھہری — اللہ اللہ یہ مرتبہ گل کا
کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں — کئی دن سے پتہ نہیں دل کا
تابِ نظارہ لا سکا اے قیس — اللہ بھی جانے جو پردہ محمل کا
یار تیرے سے مٹ گئے نشان — کچھ پتہ دیتے ہیں منزل کا
ناخدا پار کر میرا بیڑا — واسطہ تجھ کو اہلِ ساحل کا
آ کے نکلا نہ دل سے تیرِ نظر — یہ بھی ارمان بن گیا دل کا
قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں — کھینچے لیتی ہیں پردہ محمل کا
جھوم اٹھیں اگر نوید بہار — غنچے منہ چوم لیں عنادل کا
میرا کیا چونکنا ہے برقِ جمال — پھونک دے اٹھ کے پردہ محمل کا

لائی بیدم عدم سے ہستی میں
کیا کھٹکتا ہے وحشتِ دل کا

ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ — بدلتا ہے کروٹیں اب زمانہ
زمانہ میں ہے یہ بھی کوئی زمانہ — کہ قیدِ قفس اور بے آب و دانہ
ادا ہو سکا نا ابھی یوں پنجگانہ — مرا سر مرا در یار کا آستانہ
دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ — کہ آ کے قفس سے جلے آشیانہ

انہیں کیا خبر ہے تیر و کماں کی — نظر سے اگر ایک جھول کا نشانہ
مرے غمکدہ میں وہ آئیں اگر کل — لٹا دوں گا میں حسرتوں کا خزانہ
خرد نے جہاں مصلحت پر نظر کی — لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
میں کیونکر چمن اب میں فصلِ گل دیکھتا ہوں — پھر آ جائیگا کیا ہمنشیں وہ زمانہ
ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے — اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ
حرم میں کبھی اور کبھی بتکدہ میں — تجھے ہم نے ڈھونڈا ہے خانہ بخانہ
ہمیں کعبہ و بتکدہ سے غرض کیا — سلامت رہے یار کا آستانہ

نہ ہنستے بنے اور نہ روتے ہی بیدمؔ
محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ

زہرا احمد نظرِ احمد مختار کی چادر — لختِ جگرِ حیدرِ کرار کی چادر
ہیں وجد میں حلقہ کیے اقطاب زمانہ — اور سر پہ ہے سرِ حلقۂ ابرار کی چادر
قدسی لے کیوں نہ رکھیں اپنے سروں پر — ہے پنجتن پاک کے دلدار کی چادر
سرکار نوازیں تو نوازش ہے کرم ہے — ہم لائے ہیں سرکار میں سرکار کی

جب جب درِ وارث پہ رسائی ہوئی بیدمؔ
گلہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر

سہارا موجِ گل سے کے بڑھ کر ساحل نہیں — سفینہ جس کا ہے طوفانِ ناخدا اجل میں

خود اپنے جلوۂ ہستی کا مبتلا ہوں میں
نہ مدعی ہوں کسی کا نہ مدعا ہوں میں

کچھ آگے عالمِ ہستی سے گونجتا ہوں میں
کہ دل ٹوٹے ہوئے ساز کی صدا ہوں میں

پڑا ہوا ہوں جہاں جسطرح پڑا ہوں میں
جو تیرے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں

جہانِ عشق میں گو پیکرِ وفا ہوں میں
تیری نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں

تجلیات کی تصویر کھینچکر دل میں
تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں

جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ
کبھی خدا ہوں کبھی بندۂ خدا ہوں میں

بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی
کبھی ملا ہوں کبھی یار سے جدا ہوں میں

حیات و موت کے جلوے ہیں میری ہستی میں
تغیراتِ دو عالم کا آئینہ ہوں میں

تیری عطا کے تصدق ترے کرم کے نثار
کہ اب تو اپنی نظر میں دوسرا ہوں میں

لقا کی فکر نہ اندیشۂ رضا مجھ کو
تعینات کی حد سے گذر گیا ہوں میں

مجھی کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے
تو آئینہ ہے مرا تیرا آئینہ ہوں میں

میں مٹ گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدم
وہ مل گئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈتا ہوں میں

بحالِ خستہ و گم کردہ راہ ہے
نگاہِ خسروِ خوباں نگاہ ہے

سجدہ گاہ سند و شام و پگاہ ہے
لب بوسۂ آستانِ کج کلاہ ہے

برائے تشنہ کامانِ محبت
درِ تو مامن و امیدگاہ ہے

قدم از روضۂ بیروں خدا را
ہزاراں دیدہ و دل فرش راہے

بہر دم خوبیٔ حسنش فزوں باد
الٰہی تا فروغ مہر و ماہے

بیا در حلقۂ پیر خرابات
برو از خواجگی و خانقاہے

شہنشاہ زمانہ مست بیدم
گدائے وارثِ عالم پناہے

سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و ساز عشق
پردہ بہ پردہ ہے نہاں پردہ نشیں کا رازِ عشق
ناز کبھی نیاز ہے اور نیاز نازِ عشق!
ختم ہوا نہ ہوا کبھی سلسلۂ درازِ عشق
عشق ادا نوازِ حسن، حسن کرشمہ سازِ عشق
آج سے کیا ازل سے ہے حسن سے سازبازِ عشق
اپنی خبر کہاں انہیں جن پہ کھلا ہے رازِ عشق
سارے شعور مٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق
ہوش و خرد بھی الفراق اف بیخودی و بیگانیت کہیں
حضرتِ دل کا خیر سے ہے سفرِ حجازِ عشق
پیرِ مغاں کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز
ہوتی ہے میکدے میں روز اپنی نمازِ عشق

حسرت و یاس و آرزو و شوق کا اقتدا کریں
کشتۂ غم کی لاش پر دھوم سے ہو نماز عشق

عشق کی ذات ہی سے ہے خوبی حسن و شانِ حسن
حسن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق

اے دل دردمند پھر نالہ ہو کوئی دل گداز
سوئی پڑی ہے بزم شوق چھیڑ دے اپنا سازِ عشق

ہوش و خرد عدوئے عشق، عشق ہے دشمنِ خرد
ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے سازبازِ عشق

بیدم خستہ ہے کہاں اصل میں کوئی اور ہے
زمزمہ سنج بے خودی نغمہ طرازِ سازِ عشق

جو دیتا ہے ترا ایسا جام دے پیر مغاں مجھ کو
کہ پیتے پیتے آ جائے عمرِ جاوداں مجھ کو

پسند آتا نہیں قصہ کسی کا قصہ خواں مجھ کو
سناتا ہو تو میری ہی سنا دے داستاں مجھ کو

شبستانِ عدم سے لا کے ڈالا بزمِ ہستی میں
نہیں معلوم لیجائیگی اب وحشت کہاں مجھ کو

یہ باتیں باتیں کرتے کرتے کیوں بات کہنے لگی آخر
کھٹکتا ہے ترا اپنا ہی طرزِ بیاں مجھ کو

مری دنیا بدل دی جنبشِ لب ہائے جاناں نے
زمیں تھا آسماں تھا اب زمیں ہے آسماں مجھ کو

مرا پہلو بدلنا اُس کے رنگِ رخ کا آ جانا
ڈبو دیگا کسی دن اضطرابِ رازداں مجھ کو

اگر بجلی نہیں تیرے رخِ روشن کی تجلی سے
نظر آتا ہے تجھ سے پردہ کوئی خونفشاں مجھ کو

مرے گریہ نے مجھ کو منزلِ مقصود پہنچایا
بہا کر لے گئے آنکھ مرے اشکِ رواں مجھ کو

زمین کوچۂ جاناں کوئی میدانِ قیامت ہے
کہ ہر ذرہ میں ہے اک گردشِ ہفت آسماں مجھ کو

سکون و صبر نے جب دل سے میرا ساتھ چھوڑا ہے
کہا کرتے ہیں اب وہ یوسفِ گم کارواں مجھ کو

جو اُن کا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے
تو میری موت پر ہو پیدا حیاتِ جاوداں مجھ کو

وہ گھبرا کے کچھ ایسے اُٹھے جو بگڑے دشمن سے
کہ جیسے بیٹھتے تھے ویسے ہی اٹھے بزمِ دشمن سے

نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اس چشمِ پُرفن سے
قضا بھی بچ کے چلتی ہے غضب آمدِ چتون سے

جہاں کہتا ہوں تنکے آشیانے کے پھونک دیتی ہے
تجھے تو ضد سی ہے اے برق کچھ میرے نشیمن سے

اسی حسرت میں رہتا ہوں یہی رونا رُلاتا ہے
کہ میرا اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے

ترے دیوانے سے خارِ مغیلاں کو یہ اُلفت ہے
کہ لیتا ہے قدم کوئی، کوئی اُلجھا ہے دامن سے

مری وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا
کہ ملنے کو بڑھا چاکِ گریباں چاکِ دامن سے

خیالِ دشت جانے کا جہاں میں نام لیتا ہوں
تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جاتے ہیں دامن سے

الٰہی بیچارہ دل کا اب تو ہی نگہباں ہے
کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہہ گذرا ہوں دشمن سے

خزانہ ہو مرا دل حسرت و یاس و تمنا کا
جسے جو چاہیے لیجائے آ کر میرے خرمن سے

صبا آتے ہی میرے پھول کو کاندھا دینے آئی ہے
جنازے پر جنازہ اٹھ رہا ہے صحنِ گلشن سے

بحمداللہ وہی بیدم کے دل میں جلوہ فرما ہیں
تجلی پہ جن کی چاند سورج سو سو صدقے ہیں

دیکھو آتا ہے کیونکر آخرِ بزم میں پیمانہ آج
یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ مستانہ آج

اٹھتے آتے ہی ہوئی کیا حالتِ میخانہ آج
شیشہ پر شیشہ گرا پیمانہ پر پیمانہ آج

ٹوٹی زاہد ہی کی تسبیح گیا پیمانہ آج
رہ گئی الحمدللہ عزتِ میخانہ آج

مست ہو جانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے
تیرے ہاتھوں لاج ہے اے لغزشِ مستانہ آج

ہو نہ ہو تیری ہی سوزِ عشق کا مذکور ہے
شمع کچھ کہتا ہے بزم میں پروانہ آج

خونِ دل لختِ جگر حاضر ہیں دعوت کیلئے
قلبِ مضطر کا ہے جاناں جلوہ مہمانانہ آج

دل جگر دونوں ہی مشتاقِ شہادت ہیں مرے
اے نگاہِ یار کوئی وار ہو ترکانہ آج

ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ بجھ گئی دل کی لگی
شمع کے دامن سے لپٹا رہ گیا پروانہ آج

اٹھ گئے بیدم کی آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
ایک ہے اسکی نظر میں کعبہ و بتخانہ آج

جو لیلیٰ زیبِ محمل ہو تو یادِ قیس ہو دل میں
یہ اک لیلیٰ ہو لیلیٰ ہی اک محمل ہو محمل میں

نگاہِ ناز کے تیر اس طرح آئے مرے دل میں
کہ جیسے منہ کو چھپائے لیلیٰ اپنے محمل میں

نگاہ میں کیسے چھپنے پہ بھی اوجھل نہیں لیلیٰ
کہ نجمِ شرق کے پردے سے چمکا اسکے محمل میں

اسے اعجازِ الفت گر نہیں کہتے تو پھر کیا ہے
کہ لیلیٰ دشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں

Scanned with CamScanner

ادھر مجنوں نے آ جا کر یہیں سے دشت میں دیکھا
ادھر یہ لطف ہے لیلیٰ رہی محمل کے محمل میں

تصور اُن کا آنکھوں میں اور آنکھیں نہیں اپنی
چھپے بیٹھے ہیں محمل کے وہ اک لیلیٰ جو محمل ہے

ہماری لاش پہ اس طرح سے گہوارہ ہے تہہ بیدم
کہ جیسے گم شدہ لیلیٰ کا اک محمل ہو محمل میں

سہم میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا
جو مرض مجھ کو ہوا قابلِ درماں نہ ہوا

ان کی محفل میں چھپائے نہ چھپا سوزِ نہاں
داغِ دل میرا چراغِ تہِ داماں نہ ہوا

اے لو تربتِ بیکس پہ کوئی کیا روتا
ابر بھی آ کے مری خاک پہ گریاں نہ ہوا

یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی
گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا میداں نہ ہوا

سینکڑوں تڑپے جلائے گئے بیمار ترے
آپ سے ایک بھی سے وعدہ کا درماں نہ ہوا

ایک دو دن دلِ بیمار رہا جان کے ساتھ
الله کوئی شریکِ غمِ ہجراں نہ ہوا

ایک ارماں نکلتا ہے تو سو آتے ہیں
دل عجب گھر ہے کہ بیدم کبھی ویراں نہ ہوا

ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے
میکش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

وہ اک نگاہ بھی ہم پر تو ہم سو بنائیں گے
مست آئیں گے جو ہمارے تو آب ستم کی کھائیں گے

کچھ چارہ سازی نالوں سے کی ہجر میں تری
کچھ اشک سینے سے دل کی لگی کو بجھائیں گے

وہ قطرہ اشک اٹھا نہیں سکتا زمیں سے
جس کو حضور اپنی نظر سے گرائیں گے

جو نکلے نسیم صبح کے آ کے حجر میں — اک دن چراغ ہستی عاشق بجھائینگے
صحرا کی گرد ہو گی کفن مجھ غریب کا — اٹھکر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے
اب ٹھان لی ہے دل میں کہ جائے یار سے — جیسے اٹھیگا بارِ محبت اٹھائیں گے
گردش نے میری چرخ کا چکرا دیا دماغ — ناوک سے اب زمین کے طبق تھرتھرائینگے

بیدم وہ خوش نہیں ہیں تو اچھا یونہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے

یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک — یہ قصر یہ خدام یہ کاشانہ مبارک
مستوں کو مبارک ہو رہِ میخانہ کے سجدے — میخانہ تجھے مرشدِ میخانہ مبارک
اے چشم تمنا تری امید بر آئی — اٹھتا ہے نقابِ رخِ جانانہ مبارک
بلبل کو مبارک ہوئے گل و گلشن — پروانہ کو سوزِ دلِ پروانہ مبارک
لو اٹھ گئے سب جلوہ گہِ ناز کے پردے — نظارۂ حسنِ رخِ جانانہ مبارک

سرمد کو مبارک ہوں مے صفا کے ساغر
بیدم ہمیں دردِ تہہ پیمانہ مبارک

حضورِ وارثِ عالی مقام کی چادر — حبیبِ حضرتِ خیر الانام کی چادر
ارم سے روضۂ وارث پہ حوریں لائی ہیں — بنا بنا کے درود و سلام کی چادر
ردائے فاطمہ زہرا بطشتِ زریں ہے — کہ ہے حسین علیہ السلام کی چادر

Scanned with CamScanner

مری جلا کر ہو خورشید حشر کا کھٹکا — کہ میرے سر پہ پھیرے امام کی چادر

در حضور پہ حاضر ہے آپ کا بیدم
قبول کیجیے مولانا غلام کی چادر

اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا — کہ نہیں آتا ہے بیمار کا اچھا کرنا
بے خود جلوہ سے کہتا ہے یہ جلوہ آن کا — تکلفِ نظارہ آغشا ہوش سنبھالا کرنا
اے جنوں کیوں لیے جاتا ہے بیاباں میں مجھے — جب تجھے آتا ہے گھر کو مرے صحرا کرنا
جب بجز تیرے کوئی دوسرا موجود نہیں — پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردہ کرنا
یہی دو کام ہیں ناکامِ محبت کے لئے — کبھی ان کا کبھی تقدیر کا شکوہ کرنا
ہم بھی دیکھیں تجھے آئینہ رخ کر لیکن — شاق ہے گردِ نظر سے آئنے صندلا کرنا
کوئی جا ہو وہ حرم ہو کہ صنم خانہ ہو — ہم کو نقشِ قدمِ یار پہ سجدہ کرنا
دیکھ لے جا کے وہ دریا پہ تماشائے حباب — جس کو منظور ہو نظارۂ دنیا کرنا
پردۂ ہستیٔ موہوم ہٹا دو پہلے — پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا
شکوہ اور شکوۂ محبوب الٰہی توبہ — کفر ہے مذہبِ عشاق میں شکوہ کرنا
ایک تم ہو کہ تمہیں بات کا کچھ پاس نہیں — اور اک ہم کہ نہیں منہ سے جو کہنا کرنا
وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں — یعنی منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا
ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدم — کہ جنہیں آتا ہے صحرا غبار کو اپنا کرنا

Scanned with CamScanner

یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے
گھٹا کے بھیس میں مے خانہ پر رحمت برستی ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہوں تو فریبِ خواب ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

وہاں ہیں ہم جہاں بیدم نہ علیا نہ پستی ہے
نہ پابندی نہ آزادی نہ ہشیاری نہ مستی ہے

تری نظروں پہ چڑھنا اور مشتعل ہو آ جانا
محبت میں بلندی اس کو کہتے ہیں جو پستی ہے

وہی ہم تھے کبھی جو رات دن پھولوں میں تلتے تھے
وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترستی ہے

کرشمے ہیں کہ نقاشِ ازل نیرنگیاں تیری
جہاں میں ہائے نیرنگِ فنا ہر نقشِ ہستی ہے

اسے بھی ناوکِ جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا
کہ میری آرزو دل سے نکلنے کو ترستی ہے

ہر اک ذرہ میں ہے انی انا اللہ کی صدا ساقی
عجب کیفیت ہے جلوے کی خاک میں بھی جوشِ مستی ہے

خدا سمجھے دلِ پروانہ تیری شعلہ افشانی
کہ ذرہ شمع ہے جو رونقِ بزمِ ہستی ہے

پھرے دل کے سرا ہم نے بھی دیکھا بیکسی میری
کہ آبادی ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے

حجابِ تعینِ مانعِ دیدار سمجھا تھا
جو دیکھا تو نقابِ روئے جاناں میری ہستی ہے

عجب ویرانہ ہے حیرت عالم گردِ غریباں ہے
کہ ویرانہ کا ویرانہ ہے اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے صبح کی ہم من کہیں شورِ انا الحق ہے
کہیں لغزشِ مستی ہو کہیں اظہارِ مستی ہے

ثنا یا رشکِ جبروت تری ذرہ نوازی نے
نہیں تو کیا ہے بیدم اور کیا بیدم کی ہستی ہے

کیا سنتا ہے مبتلائے دردِ دل
کیا سنو گے ماجرائے دردِ دل

آپ ہی نے درد بخشا ہے مجھے — آپ ہی دیجئے دوائے دردِ دل
دردِ دل سے زندگی ہو زندگی — جان صدقے دل فدائے دردِ دل!
انتہائے درد اس کا نام ہے — دل کو ڈھونڈھے اور پائے دردِ دل
موت کرتی ہے علاجِ اہلِ درد — دردِ دل خود ہے دوائے دردِ دل
حضرتِ علی یہ انکا کام ہے — آپ کیا جانیں بلائے دردِ دل
ہم نے دل ہی چیز دیدی آپ کو — آپ کو کیا دیجئے سوائے دردِ دل
دردِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو — بانٹ لیں اپنے پرائے دردِ دل

دردِ دل پیدا ہوا دل کے لئے
اور دلِ بیدم برائے دردِ دل

کون سا گھر ہے کہ اے جان نہیں کاشانہ ترا — اور جلوہ خانہ ترا
سینہ تیرا ہے کعبہ ترا بت خانہ ترا — سب جانانہ ترا
تو کسی شکل میں ہو میں ترا شیدائی ہوں — تیرا سودائی ہوں
تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا — یعنی دیوانہ ترا
مجھ کو بھی جام کوئی پیر خرابات ملے — تیری خیرات ملے
تا قیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا — رہے میخانہ ترا
تیرے دروازے پہ حاضر ہے دکھیا فقیر — اے غریبوں کے امیر

مجھ پہ بھی ہو کبھی الطافِ کریمانہ ترا   لطفِ شاہانہ ترا

صدقے میخانہ کا ساقی مجھے بیہوشی دے   خود فراموشی دے

یوں تو سب کہتے ہیں بیدم ترا مستانہ ترا   اب ہوں دیوانہ ترا

حشر بھی یونہی جائیگا اے دلِ بیقرار کیا   یونہی رہینگے تشنہ کام تشنۂ دیدِ یار کیا

مژدۂ فصلِ گل صبا جا کے رقیب کو سنا   مجھ کو بہار سے غرض میرے لئے بہار کیا

یار کی جلوہ گاہ میں پڑتے نظر نہ پوچھ   دیکھتی رہ گئی ادھر چشمِ امیدوار کیا

جامۂ عقل و ہوش تو نذرِ جنوں کر چکے   کس لئے ہوں تار تار اب کیجئے تار تار کیا

دیر و حرم میں چشمِ شوق ڈھونڈھ چکی پتہ نہیں   دل نے چھپا کے رکھ لیا نقشۂ روئے یار کیا

اپنی وفا کے ساتھ ساتھ انکی جفا بھی یاد ہے   روزِ شمار کے لئے اور کہیں شمار کیا

داورِ حشر بے شمار میرے قصور ہیں تو ہیں   تجھ سے کریم کے لئے مجھ سا گنہگار کیا

بیدم خستہ دل کی روز آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تجھے
طور پہ گر کے کھو گئی برقِ جمالِ یار کیا

تیرے خیال ہی میں دل دنیا کو دیکھتا ہے   آئینۂ تصور جامِ جہاں نما ہے

آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی میں رہ گئے   اس راستے سے سیدھا کعبہ کا راستہ ہے

اک فقرۂ الم ہے میری کتابِ ہستی   ہر حرفِ زندگی کا دیباچۂ فنا ہے

میرا عروجِ سجدہ پہنچا ہے لامکاں تک   اللہ آسماں پر کس کا یہ نقشِ پا ہے

اے نامرادئ دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں — دستِ طلب ہمارا انشت کش دعا ہے

آتے ہی ایک ہچکی ٹوٹا طلسم ہستی — بربادئ تعین آبادِ بقائے فنا ہے

تھی میری حسرتوں کی جو اک بہار آخر — مایوسیوں نے اسکو دل سے مٹا دیا ہے

رفتار جور میں ہے کیا چرخ کو سلیقہ — اُن کا ستم ستم ہے اُنکی جفا جفا ہے

ارمان ہو کہ اِنکا تیرِ نظر ہو بیدم
جو دل تک گیا ہے دل ہی کا ہو رہا ہے

بت بھی اس میں رہتے تھے دل یار کا بھی کاشانہ تھا
ایک طرف کعبے کے جلوے ایک طرف بت خانہ تھا

دلبر ہیں اب دل کے مالک یہ بھی ایک زمانہ ہے
دل والے کہلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا

پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی آمد پہ
ہاتھ میں ڈالی کے ایک ہلکا سا پیمانہ تھا

ہوش نہ تھا بیہوشی تھی اور بیہوشی میں پھر ہوش کہاں
یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا

دل میں وصل کے ارماں بھی تھے اور ملالِ فرقت بھی
آبادی کی آبادی اور ویرانے کا ویرانہ تھا

اُف رے بارِ جوشِ جوانی آنکھ نہ اپنی اٹھتی تھی
مستانہ ہر ایک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا

شمع کے جلوے بھی تھے یا خواب تھا جلنے والوں کا
صبح جو دیکھا محفل میں پروانہ ہی پروانہ تھا

دیکھ کے وہ تصویر میری کچھ گھبراتے سے کہتے ہیں
ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا

غیر کا شکوہ کیوں کر رہتا دل میں جب امیدیں تھیں
اپنا پھر بھی اپنا تھا بیگانہ پھر بیگانہ تھا

بیدمؔ اس انداز سے کل یوں ہم نے کبھی کی اپنی بیتی
ہر اک نے سمجھا محفل میں یہ میرا ہی افسانہ تھا

محشر کر پامال کرے یا بپا کرے — جو چاہے آپ کی نگہ فتنہ زا کرے
ناصح کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے — اب کچھ کرے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے
کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے — گھبرا کے اپنی جان دیدے تو کیا کرے
اس عندلیب کو ہے قیامت کا سامنا — جس کا قفس کے آگے نشیمن جلا کرے
کس کام کی امید ہے ناکام کے لئے — ناکامیوں کو میری خدا کام کا کرے
جب میرے صدمۂ دل کا مداوا نہ ہو سکا — کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہوا کرے

Scanned with CamScanner

ان کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے
کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے

جس طرح اُن کی زلف جھکے آن کے دوش پہ
یارب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے

ہیں بیخودی میں آ لیے ہم آغوشیاں نصیب
تا حشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے

دیکھے جو تجھ کو آئینۂ دل میں جلوہ گر
حیرت سے چشم شوق ترا منہ تکا کرے

جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے
کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے

ہستی مری محیط ہے نیستی کے بعد
روشن لقا کا نام مآلِ فنا کرے

پردے میں ہے جمال تجھے شور اس قدر
او بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے

دم بھر میں آسمان بنا دے زمین کو
نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے

دامانِ استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے

چڑھا ہے نوشہ کے رخ پہ نقاب سہرے کا
چھپا ہے ابر میں یا آفتاب سہرے کا

ہیں پھول حمد کے نعت رسول کی کلیاں
جواب ہی نہیں اس لاجواب سہرے کا

یہ آج تجھ سے جواں بخت کے سر پہ بندھا
تو اور بڑھ گیا حسنِ شباب سہرے کا

وہ ہیں حسین تو نوشہ بھی ہے حسین و جمیل
ہر ایک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گوندھتے ہی سرِ نوشاہ پہ بندھا بیدم
نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا

Scanned with CamScanner

مہماں ہے خیالِ رخِ جانانہ کسی کا — ہے منزلِ خورشید یہ خانہ کسی کا
نبھتا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا — سچ تو یہ ہے وہ دوست ہمارا نہ کسی کا
بیجا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت — مے اتنی ہی دی جتنا تھا پیمانہ کسی کا
اے زاہد اُسے پھر کہیں جانے کی ضرورت — جب کعبہ ہے سنگِ درِ جانانہ کسی کا
بے مانگے پلائی ہمیں اور خوب پلائی — تا حشر سلامت رہے میخانہ کسی کا
اسطرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی — کہتے ہیں سناؤ ہمیں افسانہ کسی کا
لِلّٰہ اب اے مرشدِ میخانہ خبر لے — مستی میں چھلکنے کو ہے پیمانہ کسی کا
تدبیر ہیں گو جنبشِ داماں سحر ہے — آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے اُسے دیوانہ ہے بیدم
ہشیار سے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا

تیرے کمالِ ستم کی یہ یادگار رہے — کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے
گلِ مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے — مرے چمن میں الٰہی سدا بہار رہے
وہ اضطراب کی دنیا ہے دل خدا رکھے — جہاں قرار بھی آئے تو بیقرار رہے
زمانہ بھر کو قیامت پہ ٹال رکھا ہے — کسے کسے ترے وعدہ کا اعتبار رہے
نرالا ہجر انوکھا وصال ہے اپنا — کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے
نصیب ہو تو یہ ہے سرفروش کی معراج — کہ پائمال تری راہ میں غبار رہے

Scanned with CamScanner

یہ کیا کہ دل میں رہے آنکھ دید سے محروم
کہیں بہار کہیں حسرتِ بہار رہے

ہوا ہوں خاکِ چمن اس لیے نسیمِ بہار
کہ پائمال اسی راہ میں غبار رہے

ترے وصال کی کچھ خبر سے مزے نہیں
جو یادِ لذتِ شبہائے انتظار رہے

خدا رکھے تجھے تجھ سے ہی کام ہے مجھ کو
کوئی رہے نہ رہے تو خیالِ یار رہے

یہاں نہ ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی تاب
جسے قرار رہا ہو وہ بے قرار رہے

بتوں سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ
مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے

یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے رخصت
یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے

وہ کون ہے وہ مرا بد نصیب دل بیدم
چمن میں رہ کے جو بیگانۂ بہار رہے

وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے
اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے

یہ حجاب کفر و ایماں بھی ہٹا دو درمیاں سے
کہ مقامِ قرب آگے ہے حدودِ دو جہاں سے

مری طرح خاک جائے کہیں حسرتِ فسردہ
کہ لپٹ کے چل رہی ہے وہ غبارِ کارواں سے

مجھے شوق سے تغافل ترا پائمال کر دے
مرا سر اٹھا نہ اٹھے ترے سنگِ آستاں سے

ترے میکدے کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگیں
کہ ہوا کرے تواجد مجھے دستِ بیاں سے

مری بیکسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھے
مری طرح لٹ گیا ہو جو بچھڑ کے کارواں سے

جو خیال ہی میں چھوٹے درِ پاک تیرا مجھ سے
تو لپٹ کے رو دیں مجھ سے ترے سنگِ آستاں سے

تری رہگزر تک اے جان جسے نصیب ہے رسائی
ملوں آنکھیں اپنی نقشِ کفِ پائے سارباں سے

مری گر جبیں پہ اب تک ہے کا نشاں ہے باقی
جو سنا تھا زمزمہ اک کبھی سازِ کن فکاں سے

نہ ہو پاس پردہ اٹھ کر یہ پردہ داریاں ہیں
مری دکھ بھری کہانی جو سنو مری زباں سے

مری چشمِ حسرت آگیں یہ خرابیاں نہ دیکھے
جو قفس کو دور رکھ دے کوئی میرے آشیاں سے

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اسی خاکِ آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدمؔ اسی خاکِ آستاں سے

خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے
انہیں کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھینگے

نقاب کیسی انہیں بے نقاب دیکھینگے
نگاہِ شوق کو ہم کامیاب دیکھینگے

بدل نہ جائے کہیں نظمِ عالمِ ہستی
وہ حالتِ دلِ خانہ خراب دیکھینگے

تیری نظروں میں ترے دل رُبا تیری محفل میں
جہاں بھی رنگ کبھی باریاب دیکھینگے

کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم
اسی کو چاک اسی کو خراب دیکھینگے

انہیں غریبوں کے حالِ خراب سے کیا کام
وہ آکے کیوں مرا حالِ خراب دیکھینگے

ہم اور رقیب سبھی ہونگے آج مقتل میں
ذرا تیری نظرِ انتخاب دیکھیں گے

بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر
کسے خبر تھی کہ یہ انقلاب دیکھینگے

جو آج پردۂ دیر و حرم میں ہیں روپوش
انہیں کو حشر میں کل بے نقاب دیکھینگے

Scanned with CamScanner

ستائے خوب ستا لے ہمیں دلِ مضطر — وہ آگئے تو ترا اضطراب دیکھیں گے
حریمِ ناز میں او چھپ کے بیٹھنے والے — کبھی تو اہلِ نظر بے نقاب دیکھیں گے
یہ لکھ کے نامۂ غم میں تو جاں دیتا ہوں — جواب دیکھنے والے جواب دیکھیں گے

رہِ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اے بیدم
فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دیکھیں گے

اس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے — واللہ کیا نماز ہماری نماز ہے
ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے — ہر بندے کے لباس میں بندہ نواز ہے
اے ہمنشیں وہ گرچہ عشقِ مجاز ہے — محمود جس گلی میں غلامِ ایاز ہے
تصویرِ خامشی ہے جو غنچہ ہے باغ میں — ہر گل مری شگفتگیٔ دل کا راز ہے
وہ خاکِ آستاں ہے تری خاکِ آستاں — جس پہ جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے
کس کی طرف کرو دستِ تمنا دراز ہم — عالم میں کون آپ سا بندہ نواز ہے
پھر دیکھیے ہر جمال میں جلوے جمیل کے — جب یہ کھلا کہ عین حقیقت مجاز ہے
زاہد کو اپنے زہد و عبادت کا ہے غرور — مجھ کو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے
کل اسیر بنا ہے نہ کیوں حشمِ غزنوی — خاکِ حیا ایاز میں دنیا سے راز ہے

پھیر لائے کیا نظر میں سلاطینِ دہر کو
بیدم گدائے وارثِ عالم نواز ہے

موت کی ہچکی کے آتے ہی رشتۂ دنیا ٹوٹ گیا
روح نے تن سے پائی رہائی قید سے قیدی چھوٹ گیا

جس کے لئے ہم سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا
واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا

اشکوں میں رنگینی کیوں آئی اشک سے رنگیں ہیں کیوں
غم سے جگر کا خون ہوا یا دل کا پھپھولا پھوٹ گیا

صبح سے سر کو دھنتا ہوں اور بیٹھا تنکے چنتا ہوں
کوئی اندھیری رات میں آکر خانۂ دل کو لوٹ گیا

بیدم ان کے جاتے ہی کچھ ایسی حالتِ زار ہوئی
ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا

جس طرف دیکھتا ہوں جلوۂ جانانہ ہے — اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے
کعبہ کعبہ ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے — سنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزلِ جانانہ ہے
مدتیں گزریں گریباں کا ہوا کام تمام — لیکن اب تک اسی دھن میں دلِ دیوانہ ہے
ہائے کیا پوچھتے ہو برہمیِ بزم خیال — اب نہ وہ شمع ہے محفل میں نہ پروانہ ہے
بچے لے ناوکِ جاناں تری دنیا آباد — ہر لب زخم جگر پہ ترا افسانہ ہے
کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہے بیدم — کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے

دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ ہی گیا
ہائے اُس آئینے رو دل پر غبار آ ہی گیا

اُس گلی کوچے تک مرا مشتِ غبار آ ہی گیا
آکے گنبد پہ سایۂ دیوارِ یار آ ہی گیا

ہائے کس انداز سے اُس نے کیا عہدِ وفا
دل نے کچھ سوچا نہ سمجھا اعتبار آ ہی گیا

کہتے کہتے رک گیا میں داورِ محشر سے حال
مسکرا کر اُس نے جب دیکھا تو پیار آ ہی گیا

اُس نے اپنے سوختہ تن سے جو سرکا دی نقاب
ایسا کچھ دیکھا کہ دل بے اختیار آ ہی گیا

آج ساقی نے جو بیچ مجلس کے زلفیں کھول دیں
پھول برساتا ہوا ابرِ بہار آ ہی گیا

بہار جن کے لیے ہے انہیں ہے پیار بسنت
ہماری کیا ہے گوارا ناگوار بسنت

بہار ہے درِ میخانہ کھول دے ساقی
کہ میکدے میں منائیں گے بادہ خوار بسنت

سدا بہار ہے آستانِ وارث پہ
ہوں ایک سال میں یارب ہزار بار بسنت

زبانِ حال سے کہتی ہوئی بہار آئی
مبارک آپ کو دیوے کے تاجدار بسنت

قبول کیجے صدقے میں غوثِ اعظم کے
کہ لیکے آیا ہے بیدم جگر فگار بسنت

ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا
جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا

کب جوششِ گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
کب اشک کے قطرے کو دریا نہ بنا ڈالا

اک قیس کو لیلیٰ نے مجنوں بنایا تھا
تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا

Scanned with CamScanner

جب شیشۂ دل ٹوٹا ساقی کے تغافل سے ‏ میخانہ میں رندوں نے پیمانہ بنا ڈالا
اس عشق نے لاکھوں کا پندارِ خرد توڑا ‏ ہر ہوشیار جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

ناکامیِ قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی
تم نے تو اسے بیدم افسانہ بنا ڈالا

گلی کو ہم تیری دارالاماں سمجھتے ہیں ‏ یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں
انہیں حرم سے غرض ہے نہ دیر سے کچھ کام ‏ جو اپنا قبلہ ترا آستاں سمجھتے ہیں
مٹائے دیتے ہیں اپنی ہی یادگارِ ستم ‏ مری لحد کو وہ میرا نشاں سمجھتے ہیں
جدا جدا ہے اسیرانِ عشق کی فریاد ‏ نہ اُن کی یہ نہ وہ میری زباں سمجھتے ہیں
ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخ و اہلِ حرم ‏ جو بادہ نوش ہیں پیرِ مغاں سمجھتے ہیں
ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے ‏ کہ جب قفس کو بھی ہم آشیاں سمجھتے ہیں

دیئے نہ ترکِ محبت کے مشورے سب نے
مگر یہ حضرت بیدم کہاں سمجھتے ہیں

جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے ‏ سادگیاں تیرے قرباں یہ کیا ہوتا ہے
جس جگہ یار کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے ‏ بس وہیں کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے
سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے ‏ یوں کہیں سجدۂ شکرانہ ادا ہوتا ہے
قطرہ جو بحرِ محبت میں فنا ہوتا ہے ‏ مثلِ شاگرد گہر درجِ بقا ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

بندہ جو مرضیٔ مولیٰ پہ فدا ہوتا ہے | خسروِ کشورِ تسلیم و رضا ہوتا ہے
للّٰہِ الحمد کہ اس کوچے کی ہیں خاک ہما | ذرہ جس کوچے کا خورشید نما ہوتا ہے
موت ہی سے ہے علاجِ دلِ بیمار تو پھر | ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے
کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں | ناخدا جن کا نہیں ان کا خدا ہوتا ہے
زاہد ہوتی ہے یاں ترکِ خودی کی تعلیم | میکدہ مدرسۂ اہلِ صفا ہوتا ہے
ان کو ہم چھیڑ کے دشنام سنا کرتے ہیں | گالیوں میں بھی محبت کی مزا ہوتا ہے
سر پہ لیتے ہیں قدم خارِ مغیلاں بڑھ کر | دشت پیما جو کوئی آبلہ پا ہوتا ہے
عاشقِ سادہ بھی ہے آپکی اداؤں کا شکار | ناوکِ ناز کہیں ان کا خطا ہوتا ہے
خم لگا دے مرے منہ سے تیرے بہکانے کی خبر | ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد بیدم
قطرۂ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے

ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے | ہاں یاد ہے وہ آپکی پہلی نظر مجھے
فکرِ بہار ہے نہ خزاں کا خطر مجھے | گلچیں سے تو ڈر اُکھڑنے ہی پہ بیشتر مجھے
ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلوہ گر مجھے | کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے
قسمت سے مل گئی جو تیری رہگذر مجھے | ہاں ہاں خرامِ ناز سے پامال کر مجھے
سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے | پہنچاتی ہے چشمِ حقیقت نگر مجھے

Scanned with CamScanner

ہنستے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ — یاد آرہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے
حسرت بھری نگاہ ہی کی اللہ رے بے بسی — میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے
محشر میں کون دیکھتے جو بیدادِ ستم کی داد — للہ اب ہجوم حشر سے لا ڈھونڈ کر مجھے
ہے بوالہوس مذاقِ طبیعت جدا جدا — آساں جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے
گم کردہ راہ ہوں میں جہت آشنا نہیں — لیکر چلے ہیں خضر نہ جانے کدھر مجھے
نیرنگِ حسن یار نے دیوانہ کر دیا — جوشِ بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے
اب منحصر ہے تیرے سہارے پہ زندگی — تنہا نہ چھوڑ ہجر میں دردِ جگر مجھے
اوجھل ہے شام ہی سے رخِ یار نزع میں — کیا دیکھنی نصیب نہ ہو گی سحر مجھے
اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار — پامال کرنے آیا ہے پامال کر مجھے

بیدم میں ایک سازِ حقیقت طراز ہوں
باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھیڑ کر مجھے

اٹھتا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے — اب جلوۂ حقیقت میں جلوہ نظر آتا ہے
ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں — ہر بندے کی صورت میں مولیٰ نظر آتا ہے
اس صورتِ ظاہر کے نقشے کو مٹا پہلے — پھر دیکھ تجھے تجھ میں کیا کیا نظر آتا ہے
کیا کوئی کسی پر اب دیوانہ نہیں ہوتا — سنسان جو مدت سے صحرا نظر آتا ہے
کیا پوچھتے ہو ان کے جلوے کی فراوانی — ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے

Scanned with CamScanner

ان کے رخِ روشن کو جب غور سے دیکھا ہے
خورشید بھی بیدم کو ذرّہ نظر آتا ہے

گُل کا کیا جو چاک گریباں بہار نے
دستِ جنوں لگے مرے کپڑے اُتارنے

چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیمِ بہار نے
کُنجِ قفس میں بھی مجھے آئی اُبھارنے

اب دل کی لاج عشقِ تصوّر کے ہاتھ ہے
شیشہ میں اس پری کو چلا ہے اُتارنے

ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پہ
سجدے کرائے لغزشِ مستانہ وار نے

اب تو نظر میں دولتِ کونین ہیچ ہے
جب تجھ کو پا لیا دلِ امیدوار نے

چشمِ ادا شناس کو حیران کر دیا
حسن اپنا ذرّہ ذرّہ میں دکھلا کے یار نے

بیدم تمہاری آنکھوں میں کیا عرش کا چراغ
روشن کیا ہے نقشِ کفِ پائے یار نے

مجھے شکوہ نہیں برباد رکھ برباد رہنے دے
مگر اللہ میرے دل میں اپنی یاد رہنے دے

قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے
بہر صورت چمن ہی میں مجھے صیاد رہنے دے

مرے ناشاد رہنے سے اگر تجھ کو مسرت ہے
تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے

تری شانِ تغافل پر مری بربادیاں صدقے
جو برباد تمنا ہو اسے برباد رہنے دے

تجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا
نہ کوئی ظلم رہ جائے نہ اب بیداد رہنے دے

نہ غم اپنا بھلا بیدم نہ کر یاد میں شب بھر
کہیں تو اپنے سے مجھ کو دلِ ناشاد رہنے دے

کچھ اپنی گذری ہی بیدم بھلی معلوم ہوتی ہے
مری بیتی سنا دے قصۂ فرہاد رہنے دے

مجھے جلووں کی اس کے تمیز ہو کیا میرے ہوش و حواس بجا ہی نہیں
ہے یہ بے خبری کہ خبر ہی نہیں وہ نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں
مرے حال پہ چھوڑ طبیب مجھے کہ عذاب ہے اب مری زیست مجھے
میرا مرنا ہی میرے لئے ہے شفا میرے درد کی کوئی دوا ہی نہیں
اُسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھو گئے ہم یہ ہوا کیا اور کیا ہو گئے ہم
ہمیں پیروں تلک اپنی ہی خبر نہیں ہمیں کوسوں تلک اپنا پتہ ہی نہیں
مرا حالِ خراب سنا کے کہا کہ وہ سامنے میرے نہ آئے کبھی
مجھے روتے جو دیکھا تو ہنس کے کہا کہ یہ شیوہ اہلِ وفا ہی نہیں
جہاں کوئی ستم ایجاد کیا مجھے کہہ کے فلک نے یہ یاد کیا
کہ بس ایک اک بیدم کے سوا کوئی قابلِ مشقِ جفا ہی نہیں

بہار آتے ہی لائیں رنگ وحشی گریباں میری
پہنچ جائے گی جا بجا گلشن میں خاکِ آشیاں میری
چلے تو ہو مگر ہمت ہے سننے داستاں میری
سنی جائیگی تم سے دل بربادیاں میری
عبث نالے مرے بیکار فریاد و فغاں میری
سمجھتا ہی نہیں صیاد قسمت سے زباں میری
پسند آیا ہے مجھ کو اس لئے غربت میں مر جانا
کہ میرے بعد ہوگی گھر وطن میں داستاں میری

نفس کی آمد و شد سے کبھی پہنچی قصرِ جاناں تک
یہ پیام یار کا زینہ تھا یا تھیں ہچکیاں میری

نہ پوچھ اے ہمنشیں کچھ مجھ سے تو شرحِ چاکِ دامانی
کہ ہر اک صفحۂ گل پر لکھی ہے داستاں میری

وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راتیں یاد آتی ہیں
مجھے بھی کچھ کہا کرتا تھا کوئی داستاں میری

گلوں نے نقشہ میری چاکِ دامانی کا کھینچا ہے
اشارے کر رہی ہیں بجلیاں بیتابیاں میری

وہ آئے بھی تو گھر کو میرے ڈھونڈنے آئے
کھلی بے طرح یوں قسمت کا عیب دشمناں میری

یہ آندھی کیا اڑائے گی یہ بجلی کیا جلائے گی
بہت اونچی بہت اونچی ہے شاخِ آشیاں میری

وفاؤں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو
مرے بعد ان کو یاد آئیگی بیدِ مہرباں کی

نہ کنشت و کلیسا سے کام ہمیں دیر نہ بیتِ حرم سے غرض
کہ ازل سے ہمارے سجدوں کو رہی تیرے نقشِ قدم سے غرض

جز و ہے تو ذرہ ہیں ہم تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں
تو صورت ہے آئینہ ہم ہیں تجھ سے غرض تجھے ہم سے غرض

نہ نشاطِ وصال نہ ہجر کا غم نہ خیالِ بہار نہ خوفِ خزاں
نہ سقر کا خطر ہے نہ شوقِ ارم نہ ستم سے حذر نہ کرم سے غرض

رکھا کوچۂ عشق میں جبکہ قدم ہوا حضرتِ عشق کا جب یہ کرم
اب آپ سے بھی سروکار نہیں جو غرض ہے تو اپنے صنم سے غرض

تری یاد ہو اور دل بیدم ہو تیرا درد ہو اور دل بیدم ہو
بیدم کو ہے تیرے غم سے غرض تیرے غم کو ہے بیدم سے غرض

دردِ دل اُٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لئے
اشک آئے ہیں لگی دل کی بجھانے کے لئے

بابِ رحمت کھل گئے دردِ شہادت زمانے کے لئے
ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لئے

لب پہ میرے حالِ دل بنے گا داستاں
ذکر میرا ہو گا افسانہ زمانے کے لئے

جب مرے دردِ نہاں کا کر نہیں سکتے علاج
پھر وہ عیسیٰ ہیں تو عیسیٰ ہوں زمانے کیلئے

وہ جبیں نذرِ سنگِ آستانہ کر دیئے
جن کے رکھے تھے جو سجدے آستانے کیلئے

پیچھے پیچھے ہیں ترے ساتھ ارمانوں کی بھیڑ
آگے آگے سوزِ دل مشعل دکھانے کے لئے

سرِ سجدہ میں یہ دھوکا ہے جبینِ شوق کا
آستاں تیرے لیئے ہیں آستانے کے لئے

گردشِ قسمت ہو گی میرے دامنگیر حال
آندھیاں اٹھیں گی میری خاک اُڑانے کیلئے

آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سوہانِ روح
اب قفس میں رہا ہوں آشیانے کے لئے

بیدلی کا غم نہ بیدم اپنے مرنے کا خیال
دل تھا اُٹھنے کے لئے اور جان جانے کے لئے

چھیڑ ایسے میں جب سازِ ہستی
تو مرے سننے کی آوازِ ہستی

خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں
ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی

میں مرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں
مرا انجام ہے آغازِ ہستی

Scanned with CamScanner

سکونِ کائنات دل فنا ہے　　اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی

مری خاکِ لحد کا ذرّہ ذرّہ
ہے بیدمؔ مخزنِ صد رازِ ہستی

مرا افتخار یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا　　کہ سر کا تکیہ ترا سنگِ آستاں ہوتا
ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا　　مکیں ہی جو نہ ہوتا تو کیوں مکاں ہوتا
رخِ نگارِ حقیقت اگر عیاں ہوتا　　نہ میں نہ تو نہ یہ ہنگامۂ جہاں ہوتا
قفس کو دور مرے آشیاں سے رکھنا تھا　　کہ میرے آگے نہ برباد آشیاں ہوتا
وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آجاتے　　تو بیخودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا
بہارِ غنچہ و گل دیکھنے چلے آئے　　اگر چمن میں ٹھہرتے تو آشیاں ہوتا
جبینِ شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے　　اگر نصیب ترا سنگِ آستاں ہوتا
تمہیں نہ چاہتے گر میری خانہ بربادی　　مجال تھی کہ مرا دشمنِ آسماں ہوتا
جہاں سے چاہتا نظارۂ چمن کرتا　　ہر ایک شاخ پہ میرا ہی آشیاں ہوتا
میں ساری عمر اٹھاتا جبینِ شوق کے ناز　　جو ایک سجدہ بھی مقبولِ آستاں ہوتا

اٹھے حجابِ تعین تو کیا اٹھے بیدمؔ
مزہ تو جب تھا کہ تو بھی نہ درمیاں ہوتا

جب نیاز عشق تھا اب ناز ہے　　یہ مرے انجام کا آغاز ہے

تیری الفت شعبدہ پرداز ہے — آرزو گر ہے تمنا ساز ہے

پھر حدیثِ عشق کا آغاز ہے — آج پھر گویا زبانِ راز ہے

گنجِ اسرارِ ازل ہر باغِ دہر — تہ بہ تہ دفترِ صد راز ہے

جانِ بیدم آن پر دے زندہ ہے — اپنے مرنے کا نیا انداز ہے

ہوشیار اے غافل کہ دشمن ہوشیار — طائرِ جاں مائلِ پرواز ہے

رخصت اے عقل و خرد ہوش و حواس — شوقِ وصلِ یار کا آغاز ہے

خیر نالے سن کے فرماتے ہیں وہ — یہ اسی کی دکھ بھری آواز ہے

جس کو سب کہتے ہیں دشتِ کربلا — وہ زمیدانِ نیاز و ناز ہے

ذرے ذرے سے عیاں جسکے بعد — آج تک ازِ حقیقت راز ہے

آپ جانچیں مجمعِ عشاق ہیں
ان میں بیدم سا کوئی جانباز ہے

ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے — آ درِ چشمِ تمنا باز ہے

عشق مونس عشق ہی دمساز ہے — عشق میری زندگی کا راز ہے

اسکو مجھ پہ مجھ کو اس پہ ناز ہے — بھید یہ اس کا وہ میرا راز ہے

دیکھ درِ چشمِ حقیقت بیں سے دیکھ — ذرہ ذرہ جلوہ گاہِ ناز ہے

مرغِ دل بسمل پڑا ہے خاک پر — لیکن اب بھی حسرتِ پرواز ہے۔

آنکھ آنے سے ہوا دل کو قرار — یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے
آدمی کیلئے جہانِ آرزو — اس کا دل کیا ہے طلسمِ راز ہے
اے دلِ محزوں خدا رکھے تجھے — تو جہانِ راز جانِ راز ہے

ہے عبث جرمِ انا منصور پر
یہ تو بیدم دور کی آواز ہے

ہر طرف ساغر بکف ہیں میگسارانِ بہار — اللہ اللہ آج تو ہے عام فیضانِ بہار
چاندنی میں سونے والوں کو جگانے کے لئے — لا نسیمِ صبح لا بوئے گلستانِ بہار
چند روزہ دیدِ گل پر شاد ہو کیا عندلیب — ایکدن سنتِ خزاں لوٹیگا سامانِ بہار
خانۂ رخسارِ گل خاکسترِ بلبل ہوئی — اور نبا رنگِ چمن خونِ شہیدانِ بہار

سارا عالم مست ہے ساقی کی چشمِ مست سے
ایک بیدم ہی ہے ناکامِ دورانِ بہار

یاد آیا ہے کہ جب تو زینتِ آغوش تھا — محوِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوش تھا
رنگ لائیں قیس کی عریانیاں بعد فنا — یعنی اسکی خاک کا جو ذرہ تھا گلپوش تھا
اللہ اللہ وسعتِ ظرفِ قدح نوشانِ عشق — کوئی دریا دل تھا انمیں کوئی ساغر نوش تھا
تشنۂ کامِ آرزو واللہ سے محرومی تری — تیرے پہلو ہی میں دریا تھا مگر خس پوش تھا
ناز بردارِ نیازِ عشق تھا حسنِ حبیب — سجدے تھے اور نقشِ پائے یار کا آغوش تھا

عارضِ خورشید کی چلمن شعاعیں بن گئیں — یار اپنے ہی حجابِ حسن میں روپوش تھا

حشر کا میدان تھا بیدم یا نظارہ کوئے دوست
سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بردوش تھا

برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلماں کرنا — میرے ساقی مجھے مستِ مئے عرفاں کرنا
داغِ دل سینے میں آہوں سے نمایاں کرنا — ہم سے سیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا
حرم و دیر میں جا جا کے چراغاں کرنا — جستجو تیری نہیں تا حدِ امکاں کرنا
دل کے بہلانے کا وحشت میں ہے ساماں کرنا — چشمِ خونبار سے دامن کو گلستاں کرنا
ہوسِ سیرِ گلستاں نے قفس دکھلایا — اب اسیرو نہ کبھی قصدِ گلستاں کرنا
اہلِ بیداد کے جب نام پکارے جائیں — تم نہ گھبرا کے سرِ حشر کہیں ہاں کرنا
نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے — نہ کہوں گا کہ مرے درد کا درماں کرنا
اپنے دیوانوں کو سر پھوڑ کے دیواروں سے — آج منظور ہے آرائشِ زنداں کرنا
شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت — ہم کو سجدہ طرفِ کوچۂ جاناں کرنا
اے صبا تجھ کو اسی زلفِ پریشاں کی قسم — میرا شیرازۂ ہستی بھی پریشاں کرنا
آنکھ دیوانوں کی اعجازِ نگاہی دیکھو — آنکھ اٹھانا کہ گلستاں کو بیاباں کرنا
داغِ دل چھپتے ہیں چھپائے نہ لئے سنبھل — چاک کچھ اور ابھی میرا گریباں کرنا
لا کے پھر مصر میں اے عشق کسی یوسف کو — پھر نئے رنگ سے آرائشِ زنداں کرنا

دشتِ غربت میں ترے خاک نشیں اچھے ہیں — چاہیئے اور انہیں بے سرو ساماں کرنا

فعلِ سجدہ تجھے سنگِ درِ جاناں کی قسم — ہر شکل مجھ کو نہ فرشتہ احساں کرنا

اللہ رے جب میری نظروں سے وہ آئی کے چھپے — کچھ مدعا اور خیالِ رخِ جاناں کرنا

بن گئے حیرتِ نظارہ کی صورت بیدم

راس آیا نہ ہمیں دید کا ارماں کرنا

سرکار پہ ہوتے ہیں قرباں ہزار دل — پھرتے ہیں ہتھیلی پہ لیے جان ہزار دل

اٹھے جو نقابِ رخِ لیلائے مدینہ — ہوتے ہیں ابھی چاک گریباں ہزار دل

خاکِ دلِ وحشی ہے کہ دنیا سے جنوں ہے — پھرتے ہیں بیاباں پہ بیاباں ہزار دل

کیا پوچھتے ہو کثرتِ گریہ کی کہانی — آتے ہیں شبِ ہجر میں طوفاں ہزار دل

لٹ نہ شبِ ہو رخِ پُر نور سے گیسو — کھو بیٹھیں گے ایماں مسلماں ہزار دل

لذتِ طلبی زخمِ جگر کی نہیں جاتی — خالی ہوئے جاتے ہیں نمکداں ہزار دل

بے پردہ تری پردہ نشیں دید ہے منظور — پھرتے ہیں کئے چاک گریباں ہزار دل

ہاں ہاں ابھی دکھا دے ماتھے پہ نشاں ہے — کرتے ہیں جہاں سجدے مسلماں ہزار دل

قسمت سے جو حسرت کی کلی بھی تو بیدم

پیدا ہوئے دل ہی میں ارماں ہزار دل

یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے — اب تو ڈھونڈیں بھی نہیں پاتے ہیں حد ہوش مجھے

ہر لبِ زخم سے تیار ہوئے جاتے ہیں اُن کو
پھر بھی کہتے ہیں مرا احسان فراموش ہے مجھے

اُس طرف تیرا نقابِ رخِ روشن سرکا
اللہ ادھر جلوے ترے کر گئے بے ہوش مجھے

جیسے جیسے پاس ہیں ہم دستِ گریباں معیں
یوں ہی لپٹے ہیں لب تجھ سے ہم آغوش مجھے

ہچکیاں آتی ہیں دمِ نزع قریں ہے یہ سبب
یاد کرتا ہے وہی وعدہ فراموش مجھے

وقتِ آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں
پھر خدا جانے رہے یاد رہے ہوش مجھے

اللہ اللہ رے مرا شوقِ شہادت بیدمؔ
ان کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے

تباہیِ دیں تمہیں زاہد کہاں سے آتے ہیں
جھکے ہوئے درِ پیرِ مغاں سے آتے ہیں

ورائے پردۂ ہفت آسماں سے آتے ہیں
پیام وہ جو تمہاری زباں سے آتے ہیں

حریمِ پردۂ دل بھی نہیں ہے محرمِ راز
یہ نغمہ ہائے طرب سازِ جاں سے آتے ہیں

زباں سے نام نہ لیں جانتا ہوں میں لیکن
یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں

وہیں پہ سینکڑوں بگڑے وہیں گریں گے وہیں
ہم اٹھ کے جا کے پھر اس آستاں سے آتے ہیں

ملا کے خاک میں کہتے ہیں خاک بھی برباد
بھلا وہ باز کہیں امتحاں سے آتے ہیں

ہر اک قدم پہ ہے صد گونہ احتیاط کا رنگ
حضور خیر تو ہے بیدل کہاں سے آتے ہیں

بھلا ہو وحشتِ دل کا کہیں قرار نہیں
ہم اپنے گھر میں بھی اب میہماں سے آتے ہیں

ہے جن کا ورد کہ ناغہ نہ ہو صبوحی بھی
وہ میکدے میں سویرے اذاں سے آتے ہیں

کھڑے ہیں شیخ مقتلی پہ بہر استقبال
یہ آج حضرت بیدم کہاں سے آتے ہیں

نہ جانے میری لحد پہ کہاں سے آتے ہیں
کہ جب وہ آتے ہیں امن کشاں سے آتے ہیں

قسم خدا کی ہم اس آستاں سے آتے ہیں
نظر خدا کی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں

ہماری لعبد ہوئی ختم گرم بازاری
وہ آج یوسف بے کارواں سے آتے ہیں

ہزار ہم ناصبور دل فدا اُن پہ
خدنگ ناز جو پیر مغاں سے آتے ہیں

وہ بادہ لرزش بھی پھرتے ہیں تشنہ کام کہیں
لگا کے آن جو پیر مغاں سے آتے ہیں

کھلی ہے ہم پہ حقیقت قیود ہستی کی
قفس بھی انکو نظر آشیاں سے آتے ہیں

زمانہ بھر میں ٹھکانا کہیں نہیں اُن کا
جو بارہا اُٹھ کے ترے آستاں سے آتے ہیں

دخت ناز ترے جو ہر کھلیں حضور اُس کے
جبین تیغ پہ بل امتحاں سے آتے ہیں

یہ کہتے میکدہ لے شیخ اور یہ ریش دراز
کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں

کبھی یہ خوب کہ بیٹھو گے کب تلک بیدم
گئے تو زندہ ہم اُس آستاں سے آتے ہیں

اللہ اللہ عروج حسن مجاز
سر محمود و نقش پائے ایاز

ہر دو اس طرح سے ہوا اپنی نماز
کہ ترا در ہوا مری جبین نیاز

آہ! وہ دل ہی جل گیا سوز نیاز
آہ وہ آہ آہ کی آواز

اپنے مرنے کا کر لیا ساماں
دشمنِ جاں سے کہہ کے دل کا راز

روئے وارث ہو اور دیدۂ شوق
پائے وارث ہو دل و جبینِ نیاز

بے نیاز آپ ہیں نیاز سرشت
بندہ ہیں اور آپ بندہ نواز

دل پُرشور بحرِ طوفاں خیز
لبِ خاموش سازِ بے آواز

سر بکف جا رہا ہوں مقتل میں
تیغِ قاتل سے ہونگے راز و نیاز

کاش پہنچا دے کوئی طیبہ تک
سجدۂ شوق اور سلامِ نیاز

قدمِ مصطفےٰ کی برکت سے
آسماں بن گئی زمینِ حجاز

مٹنے والے بنے مٹ گئے تم پر
یہی انجام ہے یہی آغاز

مرگ بیدم کسی کی خاموشی
زیست ہے جنبشِ لبِ اعجاز

نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دار وار اٹھے آہ بھرے
نہیں کیا جگر کی تڑپ ہے لئے دشمنِ جاں بیداد گرے
تری سرگیں آنکھوں کے صدقے انہیں چھیڑ نہ پنجۂ مژگاں سے
ابھی زخمِ جگر میں تمام ہرے اے محوِ تغافل بے خبرے
لیا عشق میں جوگ بھکاری بنے تھے نقشِ قدم کے پجاری بنے
کبھی سجدے کئے کبھی گرد پھرے بتِ سیم برے زریں کمرے

گو تم نے ہزاروں وعدے کئے لیکن وہ کبھی ایفا نہ ہوئے

دل ہی میں ہے ارماں مرنے کے اے وعدہ شکن بت چل بھی گئے

بیدم کہیں کیا کس طرح سے مر مر کے جئے جی جی کے مرے

وہ منزلِ عشق وہ بعد ہے مجنوں صنم تشنہ دیدہ سرے

تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا
کسی کا دیکھنا اور دیکھ کر بیہوش ہو جانا

تری مخمور آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے
نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مدہوش ہو جانا

دمِ آخر کسی بیمارِ غم کا ہچکیاں لینا
وہ کہکر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ خاموش ہو جانا

اگر مرا ایسی بیہوشی تو ہوشیاریاں صدقے
کہ سر رکھ کر کسی کے پائے نازک پر بیہوش ہو جانا

خیال میں یاد آ کر اشارہ تو رلاتا ہے
بہار آتے ہی ہر شاخ کا گل پوش ہو جانا

کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی
ترا آنا کہ اہلِ حشر کا خاموش ہو جانا

فریبِ جلوہ آرائی کمالِ بے حجابی ہے
مری ہستی کے پردے میں ترا روپوش ہو جانا

مرا دل دیکھ لے مدعا کے جلوے کی سمائی کو
اگر دیکھا نہ ہو قطرے کا دریا نوش ہو جانا

اگر ذوقِ شہادت ہے تو پھر تیار ہو بیدم
کہ شرطِ جاں نثاری ہے کفن بر دوش ہو جانا

چمن میں ذکرِ گل سُن کر سراپا گوش ہو جانا
وہ کلیوں کے چٹکنے پر مرا اپنا خاموش ہو جانا

تجھے خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی
ترا خاموش ہونا ہی نہیں خاموش ہو جانا

جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پُر کیف منظر ہو — میں دیکھوں ان کو وہ دیکھیں مرا بیہوش ہو جانا
جن آنکھوں نے خدا کو دل میں بے پردہ دیکھا ہو — وہ دیکھیں شمع کا فانوس میں روپوش ہو جانا
وہ عریاں ہو بکھر کر خنجر کسی دستِ حنائی میں — مرے سر کا مرے تن پر وبالِ دوش ہو جانا

مرقع ہے درازیٔ شبِ دیجور کا بیدم
بکھر کر گیسوئے جاناں کا زیبِ دوش ہو جانا

جانبِ میکدہ آ نکلے ہیں مستانے چند — ساقیا لا تو چھلکتے ہوئے پیمانے چند
کربلا وادیٔ ایمن دلِ بے صبر و قرار — قابلِ دید ہیں دنیا میں یہ ویرانے چند
نیند آنکھوں میں انہیں کے ہیں فقط بیدار — سامنے ہیں شمع کے سوتے ہیں جو پروانے چند
کربلا شہرِ نجف یثرب و جیلان اجمیر — یہ بجز ساقی دیدہ کے ہیں میخانے چند
کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں — جمع ہوتے ہیں جہاں پر یہ دیوانے چند
دل کے چھالوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے — لعل و یاقوت ہیں بکھرے یہ دانے چند
نہیں غربت میں جو یارانِ وطن اے بیدم — دفن کر دینگے کہیں دشت میں بیگانے چند

تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہو گے تو ویران ہو گا
تمہیں تک ہے حسرت تمہیں تک ہے ارماں نہ حسرت رہے گی نہ ارمان ہو گا
نہ پامال کر میرے دل کی تمنا خدا را مرا مان لے یار کہنا
نہیں تو قیامت میں دیکھیگی دنیا مرا ہاتھ تیرا گریبان ہو گا

جو دل ہے یہی دل کی حالت یہی ہے جو کچھ ہے وہ رنگِ طبیعت یہی ہے
سلامت اگر گردشِ بخت یہی ہے تو گھر کسی دن بیابان ہوگا
مری جاں تمہارے ہی بیٹھے ہیں دل میں تمہاری ہی مخفی نہیں کچھ حالتِ دل
جو تسکیں نہ دو گے تو تسکیں نہ ہوگی پریشان کرو گے پریشان ہوگا
مرا دل فدا تم پہ اور جان قرباں تمہیں ہو مری زندگی کا تو ساماں
تمہارے ہی جب کام نہ یہ جاں نہ یہ جاں تو پھر جان کا کیا مری جان ہوگا
پیامی جو دیکھا اسے تو نہ کہنا یہ بے چینیاں میری اس سے نہ کہنا
پریشانیاں میری اس سے نہ کہنا وہ جس دم سنیگا پریشان ہوگا
نہیں گر حفاظت کا ساماں کرے گی تو حسرت یہی ہے کبھی تک پریشان کوئی
نہیں جس کا بیدم نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہوگا

میری نظروں میں کوئی مستِ خرامِ ناز تھا — آنکھ کا ایک ایک پردہ فرشِ پا انداز تھا
زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا اک راز تھا — در حقیقت سلسلۂ ہستی سانسِ بے آواز تھا
لے کے پہنچی طائرِ جاں مائلِ پرواز تھا — کس قدر دلکش کسی کی یاد کا آغاز تھا
لاکھ آشوبِ زمانہ تھا انا الحق کی صدا — آشنا سے راز پھر بھی آشنا سے راز تھا
آئے بیٹھے منہ پھیر کر اٹھے ہنسے اور چل دیئے — مہرباں عہدِ وفائی کا یہی انداز تھا

لن ترانی حضرتِ موسیٰ کے حق میں تھی مگر
طور کا ایک ایک ذرّہ گوش بر آواز تھا

قتل گہ میں زیرِ خنجر عاشقوں کی عید تھی
چشمِ حق بیں میں تماشائے نیاز و ناز تھا

توڑ کر قیدِ تعیّن کھول کر چشمِ یقیں
ہم نے جس ذرّے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا

ان شہیدانِ وفا کی شاں سمجھیگا کون
قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزمِ صد راز تھا

گر نہ ہی اشکِ ندامت چشمِ عصیاں کار سے
باغِ بخشش صورتِ آغوشِ رحمت باز تھا

اس کے بزمِ خاص کے اسرار کی کس کو خبر
ذرّہ ذرّہ جس کے کوچہ کا جہانِ راز تھا

حسن و الفت میں جھگڑا ہی مرے مرنیکے بعد
عاشقِ جانباز کس کا عاشقِ جانباز تھا

خاک کے پتلے کو مسجودِ ملائک کر دیا
حضرتِ دل کی کرامت عشق کا اعجاز تھا

کامیابِ دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو
پردۂ بابِ حریمِ ناز جتنا باز تھا

دم لبوں پر تھا مگر اللہ ری وضعِ انتظار
چشمِ بیدم وقفِ در دل گوش بر آواز تھا

وہ بھی اس غارتگرِ جاں کا شریکِ راز تھا
داغ وہ دل جس کی وفاداری پہ ہم کو ناز تھا

اپنی ہی ہستی پہ دھوکا غیر کا ہونے لگا
اے خیالِ ماسوا یہ کون سا انداز تھا

اُن کے آنیکا یقیں بھی اضطرابِ شوق بھی
تھا لبوں پر دم مگر میں گوش بر آواز تھا

وضع پر کار رہی سر تا سر رہا وہ بے نیاز
حسن سادہ کس قدر سرمایہ دارِ ناز تھا

تھا اگر اپنے کمالِ حسن کا اُن کو غرور
اپنے عشقِ روز افزوں پہ ہمیں بھی ناز تھا

Scanned with CamScanner

بے نیازی کا نہ تھا ممنونِ عشقِ جاں فروش — حسنِ خود آرا اگر مرہونِ سعیِ شانہ تھا
بیکسی تک بھی اداؤں سے نہ آیا آن کا خیال — ابتدا دل ہی نہیں جب وصل کا ہم کو ناز تھا

حسن کے جلووں میں بیدم تھا اگر حق کا ظہور
عشق کے پردے میں بھی پنہاں اسی کا راز تھا

کئے جا شکرِ قسمت کا گلا کیا — غمِ بے چارگی کا تذکرہ کیا
سنیں دیر و حرم کا ماجرا کیا — بے قیدِ تعین میں خدا کیا
وہ ظالم اور پابندِ وفا ہو — تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا
کبھی خندیں کبھی شیوں کبھی دم — مریضِ غم نے بدلا رنگ کیا کیا
کہاں تک معاملے دل کہوں میں — کہاں تک آپ نہ سمجھے کیا کیا
جو مجھ سا دعویٰ الا ہو جانے — محبت کیا دلِ درد آشنا کیا
نہیں خالی ترے جلووں سے کوئی — کلیسا کیا حرم کیا بتکدہ کیا

گزر جا منزلِ ہستی سے بیدم
بس اک تارِ نفس کا فاصلہ کیا

رنگِ تاثیرِ محبت یوں دکھانا چاہیے — خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہیے
چشمِ خود بیں اور ہے چشمِ خدا بیں اور ہے — رفعتیں معنوں کی ناصح کو دکھانا چاہیے
وہ سرِ بالیں ہیں میں اُن کی جانبِ ناز پہ سر — بے نیازِ ہوش کر اب ہوش آنا چاہیے

اہلِ دنیا منتظر ہیں اہلِ محشر مضطرب — داستانِ قتل کس کو سنانا چاہیے

بات تو جب ہے کہ نشاں تک بھی باقی نہ چھوڑ — جو مٹے ہیں تجھ پہ آن کو یوں مٹانا چاہیے

بیدم اپنی آرزوئے دل بر آنے کے لیے
ایک عرصہ ایک مدت اک زمانہ چاہیے

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

جل گئی شاخِ آشیاں مٹ گیا تیرا گلستاں
بلبلِ خانماں خراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے

اب نہ وہ شام شام ہے اب نہ وہ سحر سحر
ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے

چاہے جسے بنائیے اپنا نشانۂ نظر
زد پہ تمہارے تیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

زلف و رخ بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے
اب تو سمجھ گئے بعض نالوں میں کچھ اثر بھی ہے

Scanned with CamScanner

بیدمِ خستہ کا مزا آپ تو چل کے دیکھئے
شمع نما ہے داغِ دل ہچکی نوحہ گری ہے

آتا شبِ وعدہ وہ ستم کیش ادھر کاش — ہوتا دلِ مجبور کے نالوں میں اثر کاش
ممنونِ عنایات ہیں جس طرح سے اغیار — مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش
اس وقت بھی آنکھیں بہیں لے دلِ نالاں — صحرا کریں صرف میں سمجھے نگاہیں گھر کاش
آ جائے پئے فاتحہ وہ شوخ لحد پہ — مل جائے مجھے نخلِ محبت کا ثمر
کیا پوچھتا ہے ناوکِ دلدوز کی لذت — ممنون کرم دل کی طرح سے ہو جگر کاش
گھبرا گیا ہندوستاں میں بے چین ہے بیدم — اب جلد یہاں سے ہو مدینے کا سفر کاش

سرخیلِ عاشقاں ہمیں سردار ہو گئے — سر دیکھے دار جو سزاوار ہو گئے
ذوقِ فنا سے جب کہ خبردار ہو گئے — اہلِ نیاز خاکِ درِ یار ہو گئے
بے شک وہ تیرے محرمِ اسرار ہو گئے — بے ہوشیوں میں رہ کے جو ہشیار ہو گئے
طفلی کا خواب دیکھنے والے خبر بھی ہے — فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے
اختر شماریوں میں شبِ غم کی بار ہا — ظاہر فلک پہ صبح کے آثار ہو گئے
تیرا مزاج پوچھنے اے پاسبانِ یار — سو بار پھر بھی آ نگے سو بار ہو گئے
اہلِ قفس پکارا تجھے ہائے آشیاں — تنکے ہوا میں کچھ پُر شور ادھر گئے
بیدم نظر فریبی اہلِ جہاں نہ پوچھ — اکثر ہم اس میں خود ہی گرفتار ہو گئے

سرِ مقتل سنا ہے بہرِ قتلِ عام آتا ہے
وہ ظالم جس کو سمجھے کہ یہی اک کام آتا ہے

لئے اک شعلۂ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے
لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے

مری کوتاہی قسمت کو دیکھیں دیکھنے والے
کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے

اسے سادہ سمجھنے والے آ سے بھولا نہیں کہتے
سحر کا جانیوالا گر قریبِ شام آتا ہے

پھریں گی تتلیاں مجھ سے اڑا وہ رنگ چہرے کا
مبارک ہو شبِ غم موت کا پیغام آتا ہے

زبانِ حال سے ہم اک دوسرے پہ ناز کرتے ہیں
مرے لب پر بھی آج کس کا نام آتا ہے

یہ قسمت اپنی ہے کہ بزمِ یار سے بیدم
کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے

اپنے دیدار کی حسرت میں تو مجھ کو سراپا دل کر دے
ہر قطرۂ دل کو قیس بنا ہر ذرہ کو محمل کر دے

دنیائے حسن و عشق مری کرنا ہے تو یوں کامل کر دے
اپنے جلوے میری حیرت نظارہ میں شامل کر دے

یاں طور و کلیم نہیں نہ سہی میں حاضر ہوں لے پھونک مجھے
پھر شعلے کو اٹھا دے عرش سے بربادِ تجلی دل کر دے

گر قلزمِ عشق ہے بے ساحل اے خضر تو بے ساحل ہی سہی
جس موج میں ڈوبے کشتیِ دل اس موج کو تو ساحل کر دے

اسے عدو عطا کر خدایا تو درد مجھے آشنا دیدے
جو دونوں جہاں کی وسعت کو اک گوشۂ دامنِ دل کر دے

ہر جور سے غم نے گھیرا ہے اب ہے تو سہارا تیرا ہے
مشکل آساں کر خدایا آساں میری مشکل کر دے

بیدم اُس یاد کے میں صدقے اُس دردِ محبت کے قرباں
جو جینا بھی دشوار کرے اور مرنا بھی مشکل کر دے

کبھی یہاں لئے ہوئے کبھی وہاں لئے ہوئے
پھری ہے جستجو تری کہاں کہاں لئے ہوئے

زمینِ دل کی خاک ہو صد آسماں لئے ہوئے
تنزلاتِ عشق ہیں ترقیاں لئے ہوئے

دل و جگر لئے ہوئے متاعِ جاں لئے ہوئے
کسی کا ناوکِ نظر ہے آشیاں لئے ہوئے

اسی گلی سے آئی ہے شمیمِ زلف لائی ہے
نسیمِ صبح آئی ہے تسلیاں لئے ہوئے

مرے غمِ نہاں میں ہے نویدِ عشرت آفریں
بہار ہی بہار ہے مری خزاں لئے ہوئے

ہماری آہ کے شرر ہمیں کو پھونکنے لگے
برس کے پھونکنے آئے ساتھ بجلیاں لئے ہوئے

تری گلی میں ماہرو پڑے ہوئے ہیں چار سو
تمام ذرے خاک کے تجلیاں لئے ہوئے

نہ قربِ گل کی تاب تھی نہ ہجرِ گل میں چین تھا
چمن چمن پھرا ہے ہم اپنا آشیاں لئے ہوئے

نگاہِ اہلِ راز میں حقیقت و مجاز میں
ہماری بے نشانیاں ترا نشاں لئے ہوئے

اٹھے ہیں حشر میں فدائے کوئے یار اس طرح
جبیں پہ سجدے مضمحل پہ آستاں لئے ہوئے

نہ دل ملیگا بیدمؔ اور نہ دل کی حسرتیں کہیں
کہ گم ہوا ہے یوسف اپنا کارواں سے مجھ سے

میں یار کا جلوہ ہوں — یا دیدۂ موسیٰ ہوں
قطرہ ہوں نہ دریا ہوں — بستی ہوں نہ صحرا ہوں
جینا مرا مرنا ہے — مرنے کو ترستا ہوں
اپنی ہی امید دل کا — بگڑا ہوا نقشہ ہوں
ارمانوں کا گہوارہ — حسرت کا جنازہ ہوں
اس عالم ہستی میں — یوں بھول کے میں گویا ہوں
زندہ ہوں۔ مگر بیدمؔ
اک طرفہ تماشا ہوں

پیری میں ہے جذبات محبت کا مزا خاص — رکھتی ہے اثر وقت سحر جیسے دعا خاص
کرتے ہیں عبث آپ ممنون اطبا — بیمار محبت کی ہے دنیا میں دوا خاص
کچھ اور ہی عالم ہے تری ترچھی نظر کا — ہے تیری اداؤں میں دلربا ادا خاص
جس کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا — تجویز وہ میرے لئے ہوتی ہے جفا خاص
بیدمؔ کی طرف کیوں تری بیداد کا رخ ہے
کیا وہ بھی ہے منجملۂ ارباب وفا خاص

مکیں ڈال نہ سمجھے پردہ دار لامکاں سمجھے
کہاں تھے تم کہ ہم گم تھے نگاہی کہاں سمجھے

سراپا سعدیٔ چکی گیا میری فغاں سمجھے
جو مجھ سا وہ سعد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے

مجھے سعد تر جب فطرت کو اپنا ترجماں سمجھے
ہر اک غنچے کو دل ہزار کو اپنی زباں سمجھے

میں صدقے اس سمجھ کے اب جاں عرض کیا تجھ کو
مری روداد غم آپ جس کو داستاں سمجھے

کئے ہیں سجدے ہر قدم پہ تیرے سنگ در جیسے
ہر اک نقشِ قدم تیرا ہی سنگِ آستاں سمجھے

بنایا خود صبو غضا پترہ نصیبی نے
نہ بجلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیاں سمجھے

مذاقِ جستجو اس طرح تر ہن ہوتی ہے
بتائیں کیا نہیں اب تک جہاں تجھ کو وہاں سمجھے

سعد قسمت سے اندیشۂ عشق بڑھ جائیں
نہ سمجھے بانہ دلاں کی رنج میری ترجماں سمجھے

فقط تھا امتحاں مطلوب جذبِ عشق کامل کا
اٹھے پردہ تر ہا زخندہ ہائے بیاباں سمجھے

چمن کے ساتھ چھوٹی تھی صبح الفت بھی جنت بھی
جہاں تجھ کو تجلی صبح دیکھے آشیاں سمجھے

فلک پہ تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر
دلیلِ زندہ ہے خاکِ زمیں کو آسماں سمجھے

فقر و خوش آگرت مجھے پکے سیعت
خبا پیِ شیخ ارکان نماز عاشقاں سمجھے

جلا دیں حرم کی قید کیا الفت کے سعد
جہاں بھی کھو دیا سر بابِ کا آستاں سمجھے

جس نے سعد عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے

میں کہنے کو تو اس سرگذشت اپنی کہوں سعدم
مگر سنکر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زباں سمجھے
تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی باغباں سمجھے

ورائے عقل گر ہم سرحدِ وہم و گماں سمجھے
تو قولِ ظنِ عبدی بی کے راز کو کہاں سمجھے

جو بس چکا ہو وہ سکونِ آشیاں سمجھے
ہم اپنے چار تنکوں کو متاعِ دو جہاں سمجھے

نرالی ہے چمن والو ہے میری زمزمہ سنجی
مرے نغموں کو بس طوطیٔ سبزستاں سمجھے

سرِ جادہ کسے تکلیف دیتے غمگساری کی
ہم اپنی ہی حالت کا رہِ عالم کارواں سمجھے

تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا
تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسکینِ جاں سمجھے

سنی ہے داستاں سرمد و منصور بھی تم نے
مگر اب تک نہ الفت کی حدیثِ خونچکاں سمجھے

رگِ جاں سے صدا دی گرشتہ دل میں نظر آئے
کہاں جلوہ گر تھے اور انکو ہم کہاں سمجھے

خدا حافظ ہے بس ایسے مریضانِ محبت کا
جو تجھ کو دشمنِ جاں اور اسے دردِ نہاں سمجھے

کھلائے کھلانے گل ذوقِ بیرنگی کے غلبہ نے
کسی کا آشیاں دیکھا ہم اپنا آشیاں سمجھے

بھلا بیدم سمجھ کو ایسے دیوانے کی کیا کہیئے
جو اپنی بے نشانی بھی تمہی بت کا نشاں سمجھے

مر کے بھی دل نے اک قیامت کی
زلزلے میں ہے تربت کی

سادگی دیکھ اسکی صورت کی
جوش پر ہے بہار فطرت کی

دامنِ تیغِ یار کیا ملنا
آ رہی ہیں ہوائیں جنت کی

نہ ہی آج حشر میں ملنا
بات ہی کیا ہے اتنی مدت کی

اک ترے دم سے اے شہیدِ وفا — آبرو رہ گئی شہادت کی
آج کا ہوش ہے نہ کل کی خبر — دستِ ساقی پہ جب سے بیعت کی
درِ جاناں پہ میرا بستر ہے — مجھ کو حاجت نہیں ہے جنت کی
میرے عرضِ سوال پہ بولے — گفتگو ہے یہ وقتِ فرصت کی

حال بیدم پہ لے خدا اے کریم
حد نہیں کچھ تری عنایت کی

جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دنیائے امکاں کی
بہت آگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسنِ جاناں کی

بتائے کیا کوئی تعبیر اس خوابِ پریشاں کی
ابھی زندہ ابھی مردہ عجب ہستی ہے انساں کی

سحر ہوتے ہوا آزاد اسیرِ شامِ تنہائی
صدا اٹھی آخری ہچکی شکستِ قفلِ زنداں کی

سنبھلنا ہاں سنبھلنا اے شناور اے تربت کے
زمیں کروٹ بدلنے ہی کو ہے گورِ غریباں کی

ملائے چاکِ داماں کی حدوں سے پنجۂ وحشت
بڑھائے اور تھوڑی حد سے چاکِ گریباں کی

Scanned with CamScanner

یہ بدلی کس مریضِ شامِ غم نے آخری کروٹ
زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ نازِ جاناں کی

جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں اب خاک اڑتی ہے
حقیقت میں نگاہوں میں یہ ہستی ہے بیاباں کی

یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کو
کفن کے ساز میں ملتی نہیں گورِ غریباں کی

اسے سینے سے اپنے حال اللہ حافظ ہے
نہ کر تدبیرِ درماں چارہ گر بیمارِ ہجراں کی

اٹھا دے جلوہ گاہِ معرفت کا آخری پردہ
کہ نادیدہ تجلّی ہے ابھی اک شمعِ عرفاں کی

تصدق ساقیٔ کوثر کا بیدمؔ کو پلا ساقی
مدینہ کی، نجف کی، کربلا کی اور خراساں کی

رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری
میں چپ ہوں گا تو پھیلے گی داستاں میری

نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستاں میری
کھلا کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری

Scanned with CamScanner

جو سننا ہے تو سُن لو آ کے مجھ سے مہرباں میری
کہے گا بعد میرے کون تم سے داستاں میری

وہ ہچکی جو بنی تھی آ کے مرگِ ناگہاں میری
اسی ہچکی میں ساری عمر کی تھی داستاں میری

وہ بربادِ تمنا ہوں وہ ناکامِ محبت ہوں
اجل کو ڈھونڈتی ہے تھک کے سعیٔ رائیگاں میری

سنا جس جس نے وہ اپنی ہی رودادِ الم سمجھا
زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستاں میری

مرا دل یوسفِ گم گشتہ کی صورت سے نہیں ملتا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں کارواں در کارواں میری

وہی میرے لئے ساحل ہے دریائے محبت کا
جہاں پر ڈوب جائے کشتیٔ عمرِ رواں میری

مدد کر اب مدد کا وقت ہے اے یاسِ رسائی
کہ دل سے گھٹ کے لب تک آ گئی جاتی ہے فغاں میری

ہوئے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نگاہوں سے
وہ ہاتھ آئی اے غبارِ کارواں میری

Scanned with CamScanner

بوقتِ نزع جب زنداں میں آئیں ہچکیاں مجھ کو
تڑپ سمجھا کہ کاٹی جا رہی ہیں بیڑیاں میری

دمِ آخر بھی اس درجہ مجھے پاسِ نشیمن ہے
کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوئے آشیاں میری

حدِ عادت سے بیدم سر کا اٹھنا غیر ممکن ہے
ازل سے ہے جبینِ شوق وقفِ آستاں میری

میں کہہ بھی دوں تو بیدم کیا نتیجہ میرے کہنے سے
وہ سن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سن کر داستاں میری

منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
خود پرستی تجھے مذہب میں عبادت ہو جائے

بے خودی عشق میں گر خضرِ طریقت ہو جائے
حق تو یہ ہے کہ طلسمِ کہن رخصت ہو جائے

یوں نہ چلئے کہ جو پامال دلوں کی دنیا
کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے

عارضِ گل اڑ کے جو کر چکی ہو خاک نصیب
حاصلِ گورِ غریباں مری تربت ہو جائے

میرے دم تک تو اسباب پریشانی ہیں
مر تو جائے تو غمِ زیست سے فرصت ہو جائے

کیسا بربادی کا خوف اے غمِ رسوائی کیا
سب سر آنکھوں پہ اگر تیری بدولت ہو جائے

آپ جب چاہیں اٹھا دیں رخِ پر نور سے نقاب
آپ جب چاہیں قیامت پہ قیامت ہو جائے

آس کو عشرت کی تمنا ہے نہ عسرت کا ملال
خوگرِ رنج و الم جس کی طبیعت ہو جائے

جان بچنی ہی نہیں ممکن اس کی — دل کے ہاتھوں جو گرفتارِ محبت ہو جائے
کھل گئے یوں گریہ نہ کر دیدۂ بیدارِ طلب — دیکھنا فاش کہیں رازِ محبت ہو جائے
وہ جھجکتے ہیں تو جھجکیں مگر اے دستِ طلب — ان کا دامن نہ چھٹے چاہے قیامت ہو جائے
گر رخِ شاہدِ معنی سے نقاب اٹھ جائے — سارا عالم ابھی آئینۂ حیرت ہو جائے

ذرہ خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدمؔ
جس پہ سرکارِ مدینہ کی عنایت ہو جائے

نصیب ہے تیری ہی خاکِ آستاں ہوں میں — خدا کا شکر کہ کیا چیز تھی کہاں ہوں میں
سنی گئی نہ زمانے میں داستاں میری — زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں
کمال ضبط یہی ہے مآلِ عشق یہی — کہ جب جی نہ جا سکے پھر بھی بے زباں ہوں میں
صدا یہ خاکِ نشیمن سے آ رہی ہے — وہ فصلِ گل ہے کہ جلتا ہوا آشیاں ہوں میں

امام پیروِ شعر و سخن ہیں اسے بیدمؔ
حدیثِ عشق و محبت کا ترجماں ہوں میں

سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سرفراز ہو
یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نماز ہو

چشمِ ادا شناس گر پردہ کھلے راز ہو
آئینۂ خدا نما رنگِ رخِ مجاز ہو

Scanned with CamScanner

کیا حجابِ ما و من آرزوئے لقا سنبھل
حسن نظر نواز ہے چشم نظارہ ساز ہو

روئے حقیقتِ جمال نورِ نظر نہ بن سکے
حسن مجاز اگر نہ تو غازۂ امتیاز ہو

مرنا ہے مقصد و مراد جینا وبالِ جان ہے
تیغِ ادا و ناز یار تیری گلو نواز ہے

نبضیں جواب دے گئیں ٹوٹ رہا ہے دم کوئی
اپنے مریضِ ہجر سے تو تو نہ بے نیاز ہو

در سے ترے کوئی گدا خالی کبھی نہیں پھرا
میری طرف بھی اے کریم دستِ کرم دراز ہو

بیدم خستہ چھوڑ بھی فکرِ مآلِ کارِ عشق
یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو

قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے
مری دنیا یہاں سے ہے مری دنیا وہاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے

Scanned with CamScanner

خدا جانے کہاں ہے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

کوئی مر کر تو دیکھے امتحاں گاہِ محبت میں
کہ زیرِ خنجرِ قاتل حیاتِ جاوداں تک ہے

نیاز و ناز کی روداد حسن و عشق کا قصہ
یہ جو کچھ بھی ہے سب آگہی ہماری ہی اِنساں تک ہے

قفس میں بھی وہی خوابِ پریشاں دیکھتا ہوں میں
کہ جیسے بجلیوں کی رو فلک سے آشیاں تک ہے

خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو
یہی ہے ابتدا تو انتہا اس کی کہاں تک ہے

جوانی اور پھر اُن کی جوانی اے معاذ اللہ
مرا دل کیا تہ و بالا نظامِ دو جہاں تک ہے

ہم اتنا بھی نہ سمجھے عقل کھوئی دل گنوا بیٹھے
کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے پھر کہاں تک ہے

وہ سر اور غیر کے در پہ جھکے توبہ معاذ اللہ
کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستاں تک ہے

یہ کس کی لاش بے گور و کفن پامال ہوتی ہے
زمیں جنبش میں ہے برہم نظامِ آسماں تک ہے

جدھر دیکھو ادھر بکھرے ہیں تنکے آشیانے کے
مری بربادیوں کا سلسلہ یارب کہاں تک ہے

نہ میری سخت جانی پھر نہ ان کی تیغ کا دم خم
میں انکے امتحاں تک ہوں وہ میرے امتحاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک ایک سناٹے کا عالم ہے
نہیں معلوم میرے دل کی ویرانی کہاں تک ہے

ستمگر تجھ سے امیدِ کرم ہوگی جنہیں ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے

نہیں اہلِ زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا
قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسماں تک ہے

سنا ہے صوفیوں سے ہم نے اکثر خانقاہوں میں
کہ یہ رنگیں بیانی بیدم رنگیں بیاں تک ہے

بے پردہ زلف بدوش کوئی جب عرصۂ حشر میں آئیگا
ہم کیا خورشید قیامت بھی ششدر تکتا ہوا رہ جائیگا

بے پردہ وہ زلف بدوش کوئی جب حشر میں آجائیگا
ہم کیا خورشید قیامت بھی منہ تکتا ہوا رہ جائے گا

تو بھولا بھالا ہے سادہ دل بے طرح ستایا جائے گا
ان شوخ حسینوں سے مل کر واللہ بہت پچھتائے گا

اک عمر کا ساتھی چھوٹتا ہے مدت کا سہارا اٹھتا ہے
دل ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہرے گا صبر آتے آتے آئے گا

رو دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں
اب حال جو ہونے والا ہے وہ تم سے نہ دیکھا جائیگا

بیکار یہ رونا دھونا ہے اب رونے سے کیا ہوتا ہے
جو ہونے کو تھا ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو جائے گا

سن کر شب غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا
ان کی بھی سنے گا دیوانے یا اپنی ہی کہتا جائے گا

بیدم نہ یہ راز حقیقت ہے بیدم نہ وہ اصل حقیقت ہے
جو تیری سمجھ میں آتا ہے جو تیری سمجھ میں آئے گا

کلام پوربی بھاشا

برہا روگ

سنیو سکھیو موری بپت کہانی — پیو کے کھوج میں آپ ہرانی
پیو کارن ہم بیرگت کینہی — لوک لاج ساری تج دینہی

سب جگ چھانٹ پیا کا دوارا — کرم ہین اس تہوں نہ پایوں
دو بھر کٹے موہے سانجھ سویرا — اک پریتم بن دکھ ہے گھنیرا
سکھ کی نیند سوئے سنسارا — وا است بن میں گنت ہوں تارا
بن بن پھیرل پیا کے کارن — کہاں اس بھاگ جو پاؤں ساجن
جو تن پاؤں اکاس میں چھائے — اڑ پھیروں میں پنکھ لگائے
ڈھونڈیں پاتال میں پیا ہیرل — مرگ نگر اور بن بن ہیرل
کیسو کہوں ان کارن پاؤں — کبھ کاشی پراگ نہاؤں
جب لگ تن میں چلت ہے سانسا — تب لگ من کی لگی ہے آسا

سو برہن کے رکت کہاں جیو — ردم ردم انسوا بن جیو !
بار سے جوبن بھٹکے رے مانی — گیو سنگھار پیا کے ساتھی

ناگجرا ناسلیں سیندور لیا　　مانگ سیندور سنا گلے میں ہلنا
بن پیا ڈھونڈ لگے دن راتی　　جس کر گھر لاگے بن باتی
مچھری کس بچھڑوں بن پیہ　　نکسٹ ناہیں نلج بھیو جیو
کیہ سے کہوں کہ چھتیاں جلتیں　　کیہ سے کہوں کٹھیں ناراتیں
ایسی مدھک گھڑی بھیو چالا　　بھاگ کر گئے دیس نکالا
برسے میگھ برکھا کو سماں ہے　　پران جو ندوں بھینٹ کہاں ہے
دھرتی پھٹے میں تہاں سماؤں　　گرسنا کاس کہیں دب جاؤں
مجھ بھرپور کھائے جیو کہہ ئی　　ڈوب مروں کبھو اس تن جی ئی
اب جیون مشقوں دکھلائے　　جیون بن پیہ کس دھیرج لائے
جگ بیتے سوامی نہیں آئے　　کب موں کو رہے پیہ کا سمجھائے
گئے بہو ریہو بدیسی پیارے　　بات تکوں میں سانجھ سکارے
جیوں کیسے جب پیہا پرے　　تن من نام جپیا مورا اٹھو لے
کت بیروں ترنبہ مولی ڈالے　　کت بیروں مورے سر پالے
کت بیروں ترنبھ علی کے پیارے　　فاطمہ بی بی کے راج دلارے
کت بیروں گنکی بیالا گروں　　آل سنہیں جگ کا تیا گروں
آل رہوسے جگ کے گوسیاں　　منتی کروں توری لیتوں بلیاں

آئِل کاسی کامروا لے — سیس دھرت گھونگر یا لے
آئِل اے دیوکے لبتیا — آئِل اے موہے کرشن کنہیا
آئِل اے جگ کے سرتاجا — آئِل موہے گریب نواجا
تم بچھڑن کر کلیں بےچاری — پی کا سن بتی سب نیاری
آپیا سے تر سے مل بل جائیں — آتو سے چرن بیں نواؤں
نکپن سے توری راہ بہارعں — دھر کے نین کا عیب نہارعں
چال کرچال نہ مورے دیکھو — آپن جان مونہہ دس دیکھو
کرپالے موری آور نہارو — دنیا ناتھ پر بھو تم نہ بسارو
منتی کروں توری پیاں دوہیا — من سے موری مورے لاج رکھیا
تو بیچ منجدھار چلے پور ڈبیا — تمرے سنہا موری ڈوبت نیا
بڑٹت ہوں ہیں بیگ ہی آؤ — بھری بیرحن بیر لگاؤ
بیر پوری بھی بات تہاری — کہت ہوں تم جیتے ہیں ہاری
دین دیال دیا اب کیجے — سگری بتھا موری سر لیجے
رکھ لیو اپنے بکھاری پاتا — ہے سوامی وارث جگ کے داتا
کبہوں ہیں کن کو گھٹ نہ پاؤں — تم رو دوار چھوڑ کت جاؤں
کرکن جان سے مونہہ نبھاؤ — دوارے اپنے جن ٹھکراؤ

Scanned with CamScanner

بیدم تمہرے بل بل جائے — جو لال بجے تمہرے گن گائے
تم ہو سدھ بیتو ہے نستارا — چھوکریاں ٹھور رہو تم ہی بسلاما
کرپا ندھان گریب نواجا پت کے راکھن ہار
واسنگ پیچک تارن ہارے موری سنبھار

اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیا — دیر سکے بتیا
بتیاں جیسی ہوں تیری جتی ہوں مدھیا — دیر سکے بتیا
جیسی ہوں تمہاری آن کی کر بھلی ہوں — نگر ہوں کی بلی ہے
اب لاج رکھو موسے لاج رکھیا — دیر سکے بتیا
کر کرپا موری توری تھریا پڑی ہوں — بنیاں پی گھڑی گھڑی
ہا ہا موری سنو بینو موری بانہہ گہیا — دیر سکے بتیا
بیچنے ہی ہیں آ جاو گھبو موسے گتیاں — لاگوں تمہرے پیاں
ہر لیو موری پیر موسے پیر بھریا — دیر سکے بتیا
بیدم ہوں کے انگنا کبھو آ جا قمراری — جاوں تمہرے واری
اے کرشن کنہیا مرلی کے بجیا — دیر سکے بتیا

اج موتیں سہرا گوندھاؤں گی

ہرے بنے لاڈلے بنے

نگر کی سات سہاگن مل کے — گھر گھر الکھ جگاؤں گی — اج موتیں سہرا
بہنا بلا سے اگواں بیٹھے — سنجھ گھڑی لگن لکھواؤں گی — اج موتیں
گھیر خیمہ تلے سنگی جیسوں دھریا — پانچوں پیر منواؤں گی — " "
سر سہرا الکھ لگنا سجیو ل! — پانچوں سنڈھا چڑھاؤں گی — " "
بغدادی موتیا چمپا چنبیلی! — شاہ مینائی سے لاؤں گی — " "
خواجگاں کی بگیا کے پھولا! — خواجہ قطب سے منگاؤں گی — " "
پنجتن پاک کے آج دولہے — اپنے وارث کو دولہا بناؤں گی — " "
قربان علی کرشے ہیں مبارک — جہانگیر پیا پہ واروں گی — " "
سولہو سنگھار میں کر کے بیدم — اپنے بنے کو رجھاؤں گی — " "

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام
دیوہ نگر استھان بنایو — سارے ہند کو جاگ جگایو
پرم سروپ سکھ دکھلایو — تم ہو مینے ہماتے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام
نیا سنسار میں آن بسی ہے — جگ سے بجرنگ پور چلی ہے

تم سے گھر سیاں آن میں جگی ہے — تم بن کون سنبھالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبی کے پیارے — مولا علی کے راج دلارے

فاطمہ بی بی کی آنکھ کے تارے — سب جگ نام اچھالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تہرے دوار نوبت باجے — تہرے داس سب جنہارے

مکھ پر تیں کو سہرا ساجے — دو عالم ہیں سب پیارے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

بیدم تیج کے اپنی نگریا — آن پڑا ہے تہری ڈگریا

تہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا — وارث یہ سمجھ لے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اجیالے تم پہ لاکھوں سلام

جو جگاں کے بھرت میں اک وارث چھیل چھبیلا ہو

دن دن جاگت ہیں آنکھ کے عشق کی جھلک اس ساجنا ہو

وارث عشق کو انکھیاں ترسیں نین برست پیارے بین

ہر س ہر س کی سیتاں جتن سجنے کا درس دا نراجہ

پھر بتیاں لکھن یہ سب دیکھو دیکھو جا رجگ جرجے

سیں آنکھ مرث ارگھر پاسے کی دھی سجنا بھرا ہو

پنجتن پاک کے راج دُلارے قربان علی کے پت پیارے
اپنے داس بیدم کے سہارے دونو جگ کے پالن ہار ہو

ہولی

گنج شکر کے لال نظام الدین چشت نگر میں پھاگ رچایو
خواجہ معین الدین اور قطب الدین پریم کے رنگ کی سینچ چڑھایو
سیس مکٹ ہاتھن پچکاری موری آنگن ہوری کھیلن آیو
پیر نظام الدین چتر کھلاڑی بہیاں پکڑ مورے گھونگھٹا اٹھایو
دھن دھن بھاگ ننگے موری سجنی جن البیلو سندر پیتم پایو
کھیلو رے چشتیہ ہوری کھیلو خواجہ نظام کے بھین میں آیو
لپک جھپک لوتان لچا مک رنگ نکھار رادو دھما پلایو
اپنے بیدم کے بیدم واری جن موہے لال گلال بنایو

دادرہ

لاگی نجریہ پیر نظام الدین کی گئی چکنا چور نظام الدین رہ — لاگی نجریہ
تاج ولایت سر پہ سوہے مکھڑے پہ نور جیو نظام الدین رہ — ،، ،،
اندھیری ابا جگ کس کر نیچے چتری لڑیا ہو موہے نظام الدین رہ — ،، ،،
بانہہ گہے کی لاج نبھیں کر - بھر کا سر موہے نظام الدین رہ — ،، ،،
تیہری بھریا آن پڑی ہے - بیدم رنگین کرو نظام الدین رہ — ،، ،،

۱

۷۸۶

اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیّدنا ومولانا محمّدٍ وّعلیٰ آلہٖ بعدد حسنہٖ وجمالہٖ

شجرۂ وارثیہ نسب نامہ عالیہ

سلام سرورِ دیں ہاشمی و مطلبی — حضور سیّدِ عالم محمّدِ عربی

سلام حضرتِ مولا علی و شیرِ خدا — سلام مادرِ حسنین فاطمہ زہرا

سلام بیکس و مظلوم سیّد الشہدا — حسینؑ صابر و شاکر شہیدِ کرب و بلا

سلام سیّد سجّاد و عابدِ بیمار — فروغِ ملّتِ بیضا و مطلعِ انوار

سلام فخرِ دینِ رسول کے ناظم — امام باقر و جعفر و موسیٰ کاظم

سلام عترتِ زہرا و سیّد سندی — امام قاسم حمزہؒ علی رضا مہدی

سلام سیّد جعفر و بو محمد پاک! — علی عسکری بوالقاسم مہِ افلاک

سلام سیّد محروق و سیّد اشرف — امیرِ کشورِ دیں یادگارِ شاہِ نجف

سلام سیّد سادات شاہ عزّ الدین — جناب حضرتِ مخدوم دیں علاء الدین

سلام حضرتِ مخدوم سیّد عبداللہؒ — حضور سیّد واحد عمر جہاں آباد

سلام سیّد زین العباد و قطبِ زماں — فروغِ بزمِ سیادت امامِ اہلِ زماں

سلام شاہ عمر زرؒ ہادی و رہبر — جناب سیّد عبدالاحدؒ گدڑ پہ مدد

Scanned with CamScanner

سلام سیّد احمد و شاہ کرم اللہؒ — جناب پیر سلامت علی شہِ ذیجاہ
سلام سیّد قربان علی شہِ ذیشاں — بہارِ گلشنِ کونین و فخرِ کون و مکاں
سلام مرشدِ کونین و ہادیٔ دوراں
حضور حاجی وارث علی امامِ زماں

مقطع فقیر مصنّف

سلام مبتدیم خستہ قبول ہو جائے — اثر یہاں بھی طفیلِ رسول ہو جائے

شجرۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

الٰہی سرورِ عالم شہِ ابرار کا صدقہ — شہنشاہِ مدینہ احمدِ مختار کا صدقہ
الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما — علی مشکل کشا و حیدرِ کرار کا صدقہ
الٰہی بادۂ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھ کو — حسینؓ علی ابنِ علی سرچشمۂ اسرار کا صدقہ
دعا سے عبد قربت مانگتا ہے ہاتھ پھیلا کے — عطا فرما الٰہی عابدِ بیمار کا صدقہ
الٰہی باقر و جعفر کی دے خیرات تو مجھ کو — امام کاظم و موسیٰ رضا سرشار کا صدقہ
تصدق خواجہ معروف کرخی سرّی سقطیؒ کا — جنیدؒ و شبلی عبدالواحد ابرار کا صدقہ
طفیلِ حضرتِ بوالفرح طرطوسی مجھے دینا — علی و بوالحسن مستِ اسرار کا صدقہ
الٰہی بوسعید پیر پیراں شیخ الثانی — مہ برجِ طریقت مطلعِ انوار کا صدقہ

Scanned with CamScanner

محی الدین شیخ عبدالقادر شاہ جیلانی　　　جنابِ غوث کے گلگونۂ رخسار کا صدقہ

شہنشاہِ طریقت عبدالرزاق گدا پرور　　　شہِ سید محمد سرورِ سردار کا صدقہ

ولی سید احمد اور شہ سید علی عارف　　　جنابِ شاہ موسیٰ قادری سرکار کا صدقہ

شہِ سید حسن اور شیخ ابوالعباس کی خاطر　　　بہاؤالدین قسیمِ بادۂ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سید محمد قادری یا رب　　　مجھے دے شاہ جلالِ قادری سردار کا صدقہ

شہِ میراں فرید جگر ابراہیم ملتانی　　　اور ابراہیم بھکر مخزنِ انوار کا صدقہ

سراپا رحمتِ حق حضرت شاہ امان اللہ　　　محبّینِ حق شاہِ محوِ جمالِ یار کا صدقہ

شہِ عرشِ آشیاں قبلۂ ہدایت شمعِ عرفاں　　　محبِ حق حبیبِ احمدِ مختار کا صدقہ

جو آنکھیں دیں تری آنکھوں کو عطا کر لطفِ نظارہ　　　شہِ عبدالصمد کے دیدۂ بیدار کا صدقہ

دیا مجھ دل تو دے سینے میں اور درد میں لذت　　　شہِ رزاق کی شیریں گفتار کا صدقہ

گلِ بستانِ زہرا سید اسمٰعیل رزاقی　　　جنابِ شاہ کرامت اللہ گوہرِ شہوار کا صدقہ

نجاتِ اللہ و حضرت حاجی حامد علی کامل　　　امیرِ لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ

امام الاولیا ابن علی لختِ دلِ زہرا　　　مرے عالی مقام وارث مرے سرکار کا صدقہ

گدائے عشق ہوں بھر دو مرا دامن مرادوں سے　　　انہیں کی چشمِ مست و گیسوئے خمدار کا صدقہ

نگاہ خوبیٔ نقش و نگارِ روضۂ انور　　　عطایانِ وارث کے در و دیوار کا صدقہ

جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا
اسی روضے کے ہر زائر کا مزدار کا صدقہ

عطا کر اپنے بیدم کو شرابِ معرفت ساقی
تصدق بیکسوں کا اپنے ہر میخوار کا صدقہ

شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی مجھ کو سرکارِ رسالت کی محبت دے — علیؑ مشکل کشا شاہِ ولایت کی محبت دے
الٰہی اہلِ بیتِ مصطفےٰ کا عشق دے مجھکو — حسن بصریؒ و واحد کثرِ وحدت کی محبت دے
فضیلؒ و خواجہ ابراہیم ادہمؒ کا فدائی کر — سدید الدین حذیفہؒ شفقت کی محبت دے مجھے
امین الدین ہبیرہؒ شیخ بصری عارفِ کامل — جنابِ فیض بخش علوؒ شفقت کی محبت دے مجھے
خدیوِ چشتیاں خواجہ ابو اسحاقؒ کا صدقہ — ابی احمد علی خضرِ ہدایت کی محبت دے
طفیلِ خواجۂ ناصر محمدؒ صاحبِ نصرت — ابو یوسفؒ نسیمِ باغِ وحدت کی محبت دے
الٰہی قطب مودودؒ بن یوسفؒ کے تصدق میں — مجھے زیبِ پیرانِ طریقت کی محبت دے
شریف زندنیؒ خواجہ عثمانؒ ہارونی — امام و حجتِ ہر دو طریقت کی محبت دے
امامِ چشتیاں خواجہ معین الدینؒ اجمیری — ولیِ ہند سلطانِ طریقت کی محبت دے
نیاز مندانہ مجھ کو قطب دین بختیار کاکیؒ کا — حواس و ہوش سے سارے حضرت کی محبت دے مجھے
فرید الدین گنج شکرؒ کا ذوق دے مجھ کو — نظام الحق نظام الدینؒ و ملت کی محبت دے

نصیر الدین چراغ دہلی سے دل لگا میرا
کمال الدین سراج الدین کی بشریٰ کی محبت دے

علیم الدین اور محمود راجن کا تعلق دے
جمال اللہ کے نورِ بصیرت کی محبت دے

شہِ محمود اور خواجہ محمد خواجہ یحییٰ سے
کلیم اللہ خورشیدِ حقیقت کی محبت دے

نظام الدین فخر الدین قطب الدین کمال الدین
عباد اللہ کے اندازِ طاعت کی محبت دے

مجھے شیدا بنا شاہ و بلندِ اسیری کا
شہِ خادم علی بہرِ اطاعت کی محبت دے

نبی کے لال اور مولا علی کے لاڈلے وارث
بہارِ گلشنِ خاتونِ جنت کی محبت دے

وہ لائے دردِ دل سے دردمندانِ محبت کو
دلِ بیدم کو یا رب دردِ الفت کی محبت دے

آمین یا رب العالمین

تمت بالخیر

Scanned with CamScanner

قطعاتِ تاریخ

قطعۂ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین امیر مینائی

دیوان پھر بہار کے ہر تازہ شعر میں — سچی آبدار کی اک کائنات ہے
اس جانفزا کلام کی تاریخ لکھ جلیل — بیدم کا یہ سخن نہیں آبِ حیات ہے

۱۳۵۵ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب از خدائے سخن نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی

نوح دیوان شاہ بیدم کا — آئینہ اللہ ہے جلوہ پیش نگاہ
سال ترتیب عیسوی یوں لکھو — شاہ و کار دماغ بیدم شاہ

۱۹۳۴ء

قطعۂ تاریخ از سرآمد شعرائے پنجاب نبیرہ زادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری از جالندھر

بیدم بحق لسان طریقت بعالم است — صوفیِ صافی است و سخن سنجِ حق پرست
گشتہ بتاب بزم و کوثر زبان اوست — زان رو پسند اہلِ حقیقت بیان اوست
دیوانِ خوشش اجابت بود مشتہر — منت نہاد بر جبہ شعرائے نکتہ در
مخمور ذوق از کمالاتش جہاں شدہ — ہر اہل شوق مشتری او بجان شدہ
تاریخ طبع عیسوی او چو خواستم — زد ساغرِ حقیقتِ بیدم ۱ اثر رقم

دیگر

بیدم وارثی کہ ہمہ آتشش　　ذوق انگیز اہلِ معنی ہست
چوں مرتب نمود دُرِّ ثمین　　جمع اسباب شوق مست
جملہ اشعار سعدی پیرِ او　　یاد بہ بہند مزیات است
مہدی سالِ طبع او جستم　　گفت ہاتف غزلے سعدی است

۱۳۲۵

عندلیب گلستانِ فصاحت جناب مولوی سید محمد علی صاحب آفند

بستی غفاں جانشین شہرہ تلمیذ حضرت نوح ناروی

چھپا جب نسخۂ عرفان بیدم　　ہوئے عارف بجاں قرباں بیدم
لکھی آفند نے تاریخ طباعت　　چراغِ عرش دل دیوانِ بیدم

۱۳۲۵

قطعہ تاریخ فصیح العصر جناب مولوی محمد سرفراز خاں صاحب متخلص سرور

رئیس بستی غفاں جانشین شاگرد حضرت جگر بسوانی

حضرت بیدم کا شائع ہو گیا تازہ کلام　　کھل گئے ہیں سب ترے اسرارِ معانی دیکھیے
کہہ دے تو سرور یہ سالِ طبع　　کیا شگفتہ ہے گلزارِ معانی دیکھیے

۱۳۲۵

نسخۂ سحر بیان جناب مولوی محمد کبیر خاں صاحب رئیس بستی غفاں [illegible]

چھپا بیدم خوش بیاں کا جو دیوان　　دو بالا ہو گئی اب شانِ فصاحت
رسا طبع کا سال ہجری میں لکھو　　کہیں شعر بیدم کے جانِ فصاحت

۱۳۲۵

Scanned with CamScanner

ولہ

چھپ گیا حضرت بیدم کا کلام — آ گیا دہر میں جام رنگیں
یہ دعا ہو یہ ہے تاریخ رسا — پائے شہرت یہ کلام رنگیں

قطعۂ تاریخ از شاعر نغز گفتار جناب محمد علی احسن جہاں آبادی ہو دھیانوی

مرحبا شیرینیِ اشعارِ بیدم وارثی — آجکل ہے گرم تر بازارِ بیدم وارثی
بچہ بچہ انکی غزلیں گا رہا ہے شوق سے — جس کو دیکھو ہے وہی سرشارِ بیدم وارثی
زاہدانِ خشک کیا سمجھیں گے اُن کے رنگ کو — اہلِ دل ہیں محرمِ اسرارِ بیدم وارثی
حضرت کاملؔ نے پیش مژدہ سنایا ہجر میں — چھپ گیا دیوانِ گوہر بارِ بیدم وارثی
مصرعِ تاریخ یوں احسنؔ ہاتف نے دی — نازِ فکر واہ وا اشعارِ بیدم وارثی

۱۳۵۵ھ

لہ

واللہ کلامِ بیدم بھی ہے آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین
کریں جو حاصل وہ پائیں تا حشر نہ ہو پھر سرِ فغ بدین
تھا سالِ طباعت ہجری ہی درکار مجھے ہاتف نے کہا
اے نازِ صحفِ بیدم ہے اربابِ سخن کا نور العین

۱۳۵۵ھ

تمام شد

Scanned with CamScanner